سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۱

جذب تجلیات

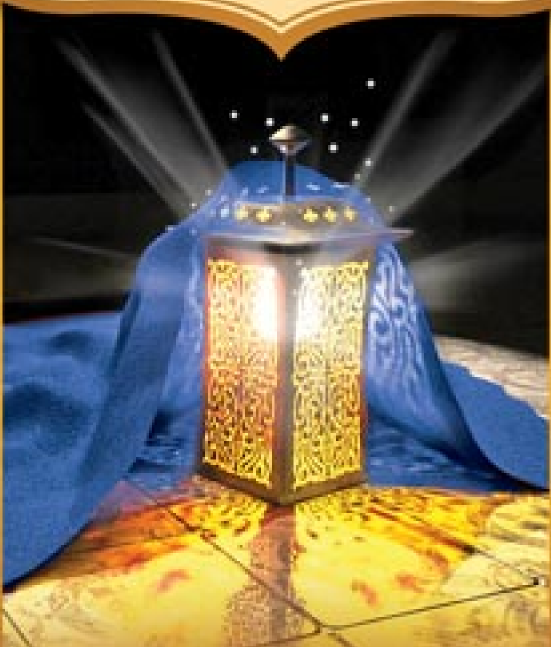

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۱

تجلّیاتِ جذب

(مکمّل)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

به فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

www.khanqah.org

ضروری تفصیل

وعظ : تجلیاتِ جذب (مکمل)
واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ وعظ : ۱۸ محرم الحرام ۱۴۱۴؁ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۹۳؁ء بروز جمعۃ المبارک
۲۵ محرم الحرام ۱۴۱۴؁ھ مطابق ۱۶ جولائی ۱۹۹۳؁ء بروز جمعۃ المبارک
۲ صفر المظفر ۱۴۱۴؁ھ مطابق ۲۳ جولائی ۱۹۹۳؁ء بروز جمعۃ المبارک
۹ صفر المظفر ۱۴۱۴؁ھ مطابق ۳۰ جولائی ۱۹۹۳؁ء بروز جمعۃ المبارک
مقام وعظ : مسجد اشرف، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی
تاریخ اشاعت : ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۳۶؁ھ مطابق ۱۶ فروری ۲۰۱۵؁ء
مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب مدظلہ (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)
زیرِ اہتمام : شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی
پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051
ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com
ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

www.khanqah.org

عنوانات

عرضِ مرتب ۹

تجلیاتِ جذب (حصۂ اوّل)

قرآنِ پاک صحیح پڑھنے کا اہتمام ۱۲
اذان و اقامت کا مسنون طریقہ ۱۳
رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا ۱۳
عشاء کی صرف ۹ رکعات ضروری ہیں ۱۳
اوّابین پڑھنا بہت آسان ہے ۱۳
دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا ۱۴
ایک غریب مقروض شخص کی حکایت ۱۵
مجاہدہ کے بعد عطائے نعمت کا راز ۱۵
نظر بازی آنکھوں کا زنا ہے ۱۶
گناہ کی خاصیت ۱۶
سب سے بڑا دشمن ۱۷
نافرمان کے دو دوزخ ۱۸
نیک بندوں کی دو جنت ۱۹
قرآن پاک میں صفتِ جذب کا اعلان ۲۱
چاند کے عکس کی مثال ۲۳
بندے کے لیے اللہ کافی ہے ۲۳
طریق سلوک بھی جذب ہی سے طے ہوتا ہے ۲۵

www.khanqah.org

طریق جذب کی ایک مثال ۲۵
طریق سلوک کی مثال ۲۶
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذب کا واقعہ ۲۷
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذب کا واقعہ ۲۹
ایک تابعی کے جذب کا واقعہ ۳۱
مثنوی میں ایک مجذوب چرواہے کا واقعہ ۳۳
اہل اللہ کے تذکروں سے رحمت برستی ہے ۳۶
دعا ۳۷

تجلیاتِ جذب (حصۂ دوم)

طریق جذب کی ایک اور مثال ۴۱
تفسیر فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ ۴۲
علاماتِ جذب ۴۴
رزق کا مدار عقل پر نہیں ۴۵
وضع صالحین کا اثر ۴۶
عقل مندی کا تقاضا ۴۷
جذب کی ایک اور علامت ۴۸
گناہ کرنا شرافتِ بندگی کے خلاف ہے ۵۰
راہِ سلوک کا سب سے بڑا رہزن ۵۱
آسان تہجد ۵۱
کسی پر انعاماتِ الٰہیہ دیکھ کر دُعا مانگنا ۵۳
حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذب کا واقعہ ۵۳

www.khanqah.org

نادم گناہ گار کی رُسوائیوں کی تلافی ۵۸
پیر چنگی کے جذب کا قصہ ۵۹
دُعا ٦۲

تجلیاتِ جذب (حصۂ سوم)

اللہ تعالیٰ کے نام عزیز کے معنیٰ ٦٦
کریم کی تعریف ٦۷
حصولِ رحمت کا ذریعہ گریہ وزاری ہے ٦۸
پیرانِ پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے کا واقعہ ٦۹
لَبَّیْكَ یَا عَبْدِیْ ۷۱
جذب کے متعلق ایک لطیفہ ۷۲
اثرِ جذب کو قلب و جاں محسوس کرتے ہیں ۷۲
مَاكَسَبُوْا کی تفسیر ۷۴
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تفسیر ۷۵
شہادتِ باطنی ۷٦
حضرت فضیل ابنِ عیاض کا واقعۂ جذب ۷۷
مثنوی میں نصوح کے جذب کا واقعہ ۷۸
ذلّت دائمی گناہ کا دنیوی عذاب ۸۳
ترکِ معاصی دلیل رحمت اور معصیت ذریعۂ شقاوت ۸۳
سگریٹ مجموعۂ سگ و ریٹ ہے ۸۵
نصوح ولی اللہ ہوگیا ۸٦
حضرت بِشر حافی کا واقعۂ جذب ۸٦

www.khanqah.org

اللہ تعالیٰ کی قدر دانی و بندہ نوازی ۸۷
حسینوں کی بے وفائی ۸۷
امام احمد بن حنبل کی نظر میں اہل اللہ کی عظمت ۸۸
ولایت کے تمام دروازے کھلے ہوئے ہیں ۸۸
ایک شرابی رئیس زادہ کے جذب کا واقعہ ۸۹

تجلیاتِ جذب (حصۂ چہارم)

اس آیت شریفہ کی شانِ نزول ۹۴
جذب کی دو نعمتیں ۹۵
جذب کی ایک خاص علامت ۹۶
وصول الی اللہ کا دوسرا راستہ سلوک ہے ۹۷
شرح حدیثِ قدسی مَنۡ تَقَرَّبَ مِنِّیۡ شِبۡرًا...الخ ۹۷
حضرت سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم کا واقعۂ جذب ۹۹
ترکِ سلطنت پر ایک اشکال اور اس کا جواب ۹۹
جسم شاہی آج گدڑی پوش ہے ۱۰۰
مہربانی بہ قدر قربانی ۱۰۱
گناہ سے بچنا دلیل محبت ہے ۱۰۲
کرامات حضرت ابراہیم ابنِ اَدہم رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۳
کیا عوام بھی سلطانِ بلخ کا مقام حاصل کرسکتے ہیں؟ ۱۰۵
حضرت سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری کرامت ۱۰۷
صحبتِ اہل اللہ کی تاثیر کا راز ۱۰۸
زکوٰۃ کے فقہی مسئلہ سے صحبتِ اہل اللہ پر عجیب استدلال ۱۰۹

www.khanqah.org
www.khanqah.org

تفسیر روح المعانی میں سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم کا تذکرہ ۱۰۹
حق تعالیٰ کی صفتِ غفاریت پر اعتماد کا مطلب............ ۱۱۰
سلبِ توفیق توبہ کا ایک عبرتناک واقعہ ۱۱۱
بادشاہ امراء القیس کے جذب کا واقعہ............ ۱۱۱
محبت تجھ کو آدابِ محبت خود سکھادے گی ۱۱۳
حضرت جنید بغدادی کا واقعۂ جذب ۱۱۴
مشہور شاعر حفیظ جونپوری کا واقعۂ جذب ۱۱۵
رئیس المتغزلین جگر مراد آبادی کے جذب کا واقعہ ۱۱۶
ناراضگئ حق کے ساتھ جینے سے رضائے حق کے ساتھ مرنا بہتر ہے ۱۱۸
تجلیاتِ جذب کے زمان و مکان ۱۱۹
خاص بندوں کی پہچان ۱۲۱

❁❁❁❁

www.khanqah.org

عرضِ مرتب

پیش نظر وعظ ''تجلیاتِ جذب'' عارف باللہ مرشدنا و مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا وہ عظیم الشان وعظ ہے جو حضرت والا دامت فیوضہم نے مسجد اشرف گلشن اقبال کی محراب سے بوقت ساڑھے گیارہ بجے صبح سالکین طریق کے ہفتہ واری اجتماع میں مسلسل چار جمعہ بیان فرمایا جس کے پہلے دو حصے اوّل مؤرخہ ۱۸ محرم الحرام ۱۴۱۴؁ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۹۳؁ء اور حصۂ دوم مؤرخہ ۲۵ محرم الحرام ۱۴۱۴؁ھ مطابق ۱۶ جولائی ۱۹۹۳؁ء کافی عرصہ پہلے شایع ہوچکے ہیں۔ آخری دو حصے (سوم و چہارم) حصۂ سوم مؤرخہ ۲ صفر المظفر ۱۴۱۴؁ھ مطابق ۲۳ جولائی ۱۹۹۳؁ء اور حصۂ چہارم مؤرخہ ۹ صفر المظفر ۱۴۱۴؁ھ ۳۰ جولائی ۱۹۹۳؁ء میں شایع ہونے سے رہ گئے تھے جو الحمد للہ تعالیٰ اب شایع کیے جارہے ہیں۔

حضرت والا نے اس وعظ میں قرآن پاک کی آیت اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ سے حق تعالیٰ کی صفتِ جذب کی تفسیر و تشریح فرماتے ہوئے ان بندوں کے حالات بیان فرمائے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جذب فرمایا، ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جو اللہ تعالیٰ سے بالکل غافل اور دُور تھے کہ اچانک ان پر صفتِ جذب کا ظہور ہوا اور وہ ولی اللہ ہوگئے۔ جو اس وعظ کو پڑھے گا، خواہ کتنا ہی غافل اور گناہ گار مایوس و پسماندہ و مردہ دل ہو ان شاء اللہ تعالیٰ رگ رگ میں حق تعالیٰ کی رحمت سے اُمیدوں کی ایک حیاتِ تازہ محسوس کرے گا، ایک ایک لفظ میں جذبِ حق کی ایک برقی رو دوڑتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

آخر میں حضرت والا دامت برکاتہم نے حدیثِ پاک اِنَّ لِرَبِّکُمۡ فِیۡۤ اَیَّامِ دَھۡرِکُمۡ نَفَحَاتٍ سے ثابت فرمایا کہ تجلیاتِ جذب کا زمانہ اسی دنیا کے شب و روز ہیں، جس کو یہ تجلی مل گئی فَلَا تَشۡقَوۡنَ بَعۡدَھَا اَبَدًا اس کے بعد وہ شقی و بدبخت نہیں رہ سکتا، اور بخاری شریف کی حدیث ھُمُ الۡجُلَسَاءُ لَا یَشۡقٰی بِھِمۡ جَلِیۡسُھُمۡ سے ثابت فرمایا کہ ان تجلیات کا مکان اہل اللہ کی مجالس ہیں جہاں یہ تجلیاتِ مقربات نازل ہوتی ہیں اور یہ علم عظیم اہل علم کے لیے قابلِ وجد ہے اور اس بارے میں مختلف ممالک کے اہل علم حضرات کا تاثر یہ ہے کہ حضرت والا نے تصوف کو اس طرح مدلل بالقرآن و الحدیث فرمایا ہے کہ تصوف کے عین قرآن و حدیث

ہونے میں گنجایش انکار باقی نہیں رہی۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی ذٰالِكَ وَ اَطَالَ اللّٰهُ بَقَاءَ مُرْشِدِیْ
وَ اَدَامَ اللّٰهُ بَرَكَاتِهٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ

وعظ کے چاروں حصوں کو برادر عزیز مکرمی جناب سہیل احمد صاحب انجینئر، مجاز بیعت حضرت مرشدی دامت برکاتہم نے ٹیپ سے نقل فرمایا اور راقم الحروف نے اس کو مرتب کیا، عناوین و حوالہ جاتِ کتب درج کیے اور اس کا نام ”تجلیات جذب“ تجویز کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ شرفِ قبول عطا فرمائیں اور حضرت مرشدی دامت برکاتہم اور جملہ معاونین کے لیے صدقہ جاریہ اور ذریعہ نجات بناویں۔

اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ بِحُرْمَةِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ
خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِیْمُ

مرتب:
یکے از خدام حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

❁❁❁❁

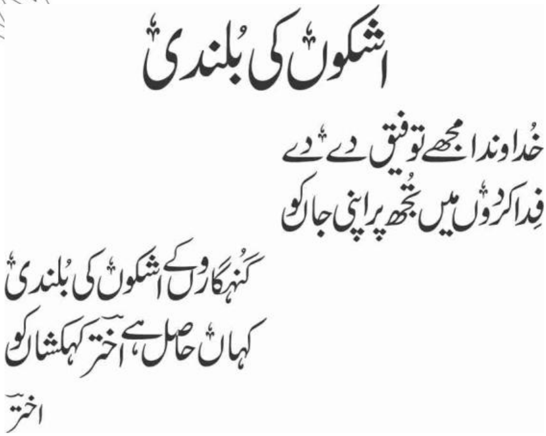

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۱

تجلّیاتِ جذب

(حصہ اوّل)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تجلیاتِ جذب

(حصہ اوّل)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰہُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْۤ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ ﴿۱۳﴾[۱]

حضرات سامعین! اصل مضمون سے پہلے ضروری گزارشات کرنی ہیں جن کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔

قرآنِ پاک صحیح پڑھنے کا اہتمام

بار باریہ عرض کر چکا ہوں کہ قرآن شریف کے حروف کی صحت کا اہتمام کیجیے۔ اپنے اپنے حلقوں میں کسی قاری صاحب سے قرآن شریف کے حروف درست کر لیجیے۔ بعض غلطیاں ایسی ہیں جو گناہ کبیرہ ہیں لَحْنِ جَلِیْ میں حروف بدل جاتے ہیں۔ اس لیے قرآن شریف صحیح پڑھنا بہت ضروری ہے۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے بڑے علماء کو تھانہ بھون میں نورانی قاعدہ پڑھوا کر پھر بیعت فرمایا۔ اتنا اہم معاملہ ہے۔ اسی لیے عرض کرتا ہوں کہ اس کو معمولی بات مت سمجھیے۔ اگر کسی شاعر کا کلام کوئی غلط پڑھ دے تو اسے کتنی ناراضی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو جیسے چاہو پڑھ دو! ذرا سوچنے کی بات ہے کہ ان کے کلام کی عظمت کا کیا حق ہے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ روزانہ آپ آدھا گھنٹہ دے دیں ان شاء اللہ تعالیٰ دو مہینہ میں قرآن شریف کے الفاظ درست ادا کرنے لگیں گے۔

---

[۱] الشوریٰ:۱۳

اذان واقامت کا مسنون طریقہ

دوسرے اذان اور اقامت سنت کے مطابق سیکھنے کی کوشش کیجیے، کوئی سکھانے والا نہ ہو تو ہمارے مؤذن صاحب سے آکر سیکھ لیجیے یا میر صاحب سے سیکھ لیجیے۔

رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا

اور نماز میں رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا واجب ہے، بعض لوگ رکوع کے بعد سیدھا ہوئے بغیر سجدہ میں چلے جاتے ہیں ایسے نماز نہیں ہوتی۔ بروایت بخاری شریف:

صَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ[۲]

ایسی نمازوں کا دُہرانا واجب ہے۔ لہٰذا رکوع کے بعد سیدھا کھڑے ہو جائیں پھر سجدہ میں جائیں۔

عشاء کی صرف ۹ رکعات ضروری ہیں

اور اگر عشاء میں سترہ رکعات پڑھنا مشکل ہے تو آپ ۹ رکعات پڑھ لیں گے مگر نہایت عمدہ پڑھیے۔ چار فرض، دو سنتِ مؤکدہ اور تین وتر پڑھ لیں، لیکن عمدہ پڑھیے۔ اطمینان سے خشوع و خضوع کے ساتھ۔ بجائے اس کے کہ سترہ رکعات کے خوف سے نیند کے غلبہ میں جلدی جلدی پڑھ رہے ہیں۔ نفلوں کے لیے نماز ہی غارت ہو رہی ہے خصوصاً کالج کے لڑکے جو بے چارے ابھی دین سے دور ہیں ان کو سترہ رکعات بتانا ہی نہیں چاہیے۔ ان کو تو یہی بتادیں کہ بھائی چار فرض پڑھ لو، دو سنت پڑھ لو اور تین وتر پڑھ لو۔ پاس ہونے کے نمبر تو مل جائیں۔ ان کالج کے لڑکوں کو صرف ۹ رکعات بتائی جائیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ عشاء پڑھ لیں گے۔

اوّابین پڑھنا بہت آسان ہے

اسی طرح مغرب کے بعد چھ رکعات کی جو فضیلت آئی ہے کہ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھ لے تو اس کے گناہ اگر سمندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ

---

۲ صحیح البخاری: ۱۰۵/۱ (۷۶۲)، باب وجوب القراءۃ للامام، المکتبۃ المظہریۃ

www.khanqah.org

معاف فرمادیں گے۔[۳] اور مراد اس سے صغائر چھوٹے گناہ ہیں کیوں کہ کبائر یعنی بڑے گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔ مغرب کی پوری نماز کے بعد چھ رکعات ان کو مشکل معلوم ہوتی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مغرب کے تین فرض دو سنت، دو نفل تو ساری دُنیا پڑھتی ہے صرف دو رکعات اور پڑھ لیجیے اوّابین کی فضیلت آپ کو حاصل ہوجائے گی۔ اوّابین میں دو رکعات سنتِ مؤکدہ بھی شامل ہیں۔ حدیث کے الفاظ ہیں:

مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَکْعَاتٍ...الخ[۴]

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ دو رکعات سنتِ مؤکدہ بھی اسی چھ رکعات اوّابین میں داخل ہیں۔ اور احسن الفتاویٰ میں بھی یہی مسئلہ لکھا ہوا ہے۔[۵] لٰہذا دو رکعت سنتِ مؤکدہ دو نفل کے بعد دو نفل اور پڑھنے سے آپ اوّابین پڑھنے والوں میں شامل ہوجائیں گے۔ عام لوگ سنتِ مؤکدہ اوّابین میں شامل نہیں سمجھتے اس لیے چھ رکعات سے گھبراتے ہیں لیکن جب ان کو یہ معلوم ہوجائے کہ مغرب کے تین فرض دو سنت دو نفل تو ہم پڑھتے ہی ہیں صرف دو نفل اور پڑھ لو بس یہ اوّابین کی چھ رکعات ہوگئیں۔ اب کوئی بہت ہی کاہل اور محروم ہوگا جو دو نفل مزید پڑھ کر اتنی بڑی فضیلت حاصل نہ کرے کہ سمندر کے جھاگ کے برابر گناہ صغیرہ معاف ہوجائیں۔ لیکن جو لوگ زیادہ رکعات پڑھتے ہیں ان کو پڑھنے دیجیے۔ وہ زیادہ کمائی کررہے ہیں۔ زیادہ والوں کو منع نہ کیجیے اور کم والوں کو یہ نسخہ بتاکر آسانی کردیجیے۔

دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا

اور دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا واجب ہے، ایک سجدہ کرکے اگر سیدھا نہ بیٹھے اور جلدی سے دوسرا سجدہ کرلے تو نماز نہ ہوگی۔ رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا اور دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا واجب ہے۔ خوب سمجھ لیجیے۔ جلدبازی میں ایسا نہ ہو کہ نماز ہی غائب ہوجائے، اور سجدہ میں زمین سے ناک لگانا بھی واجب ہے۔ بعض لوگوں کی ناک سجدے

---

۳ جمع الفوائد:۱/۳۰۱

۴ جامع الترمذی:۱/۹۸،باب ماجاء فی فضل التطوع ست رکعات،ایچ ایم سعید

۵ احسن الفتاوٰی:۳/۴۲۲

www.khanqah.org

میں زمین سے اُٹھی رہتی ہے۔ دیکھتا ہوں کہ پیشانی لگی ہے اور ناک اُٹھی ہوئی ہے۔ اگر ایک چاول کے برابر بھی اُٹھی ہوئی ہے تو کہاں ملی ہوئی ہے۔ ناک کا زمین سے ملنا ضروری ہے ؎

کیا ہے رابطہ آہ و فغاں سے
زمیں کو کام ہے کچھ آسماں سے

اگر خاک کو خالق آسمان سے کام ہے تو ناک رگڑو، رگڑا کر نعمت دیتے ہیں۔

ایک غریب مقروض شخص کی حکایت

ایک شخص کو بہت غریبی تھی۔ وہ اللہ سے رویا کہ یا اللہ میرا قرضہ کیسے ادا ہوگا۔ کسی نے بتایا کہ ایک ہزار میل پر کوئی سخی رہتا ہے وہاں چلے جاؤ۔ وہ سب کا قرضہ ادا کردیتا ہے۔ ایک ہزار میل چل کر گیا اور وہاں عصر کی نماز پڑھی تو اس سخی کا جنازہ دفن ہورہا تھا اسے تو بستی ڈوبتی نظر آئی کہ جس کے سہارے پر آئے تھے وہ تو مر گیا اور دفن ہو رہا ہے۔ ایک ہزار میل کا پسینہ محنت بے کار گیا۔ مغرب پڑھ کر وہ بہت رویا، اتنا رویا کہ تھک گیا اور نیند آگئی۔ زیادہ رونے سے نیند بھی آجاتی ہے جیسے بچے بعض وقت نہیں سوتے تو بعض مائیں صرف ان کو سلانے کے لیے ان کی پٹائی کرتی ہیں اور ان کا اجتہاد یہ ہوتا ہے کہ اس طرح جلدی سو جائے گا، جتنی تکلیف میں دوں گی اس کے بدلہ میں اس کو آرام بھی تو ملے گا۔ لیکن ایسا پیٹنا جائز نہیں ہے۔ کوئی اور ترکیب پوچھیے۔ سات مرتبہ یَا لَطِیْفُ پڑھ کر اس پر دم کرو۔

اس شخص کو جب نیند آگئی تو خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور حکم ہوا کہ اے شخص! تیرے گھر میں جو تین چار کوٹھریاں ہیں ایک کوٹھری میں تیرے دادا کی امانت دبی ہوئی ہے اور اتنی زیادہ ہے کہ اس سے تو قرضہ بھی ادا کردے اور ایک شاندار مکان بھی بنالے۔

مجاہدہ کے بعد عطائے نعمت کا راز

اس نے خواب ہی میں اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ یا اللہ! جب میرے گھر کی کوٹھری ہی میں دولت تھی تو ایک ہزار میل آپ نے کیوں دوڑایا۔ ایک ہزار میل دوڑا کر آپ نے بتایا اس میں کیا راز ہے یاربّ العالمین! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ راز یہ ہے کہ ہم مصیبت کے بعد

نعمت دیتے ہیں تاکہ نعمت کی قدر معلوم ہو۔ لہٰذا واپس گیا۔ کھدائی کی اور ساری دولت مل گئی لیکن مشقت کے بعد ملی۔ جب دنیا مشقت کے بعد ملتی ہے تو اللہ تعالیٰ کیسے بلا مشقت مل جائیں گے۔ دُنیا کے لیے تو بڑے خوش خوش ایک ہزار میل دوڑے گئے لیکن افسوس یہ ہے کہ آج اللہ کو حاصل کرنے کی آرزو رکھنے والے اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں زندگی وقف کرنے والے، خانقاہوں میں رات دن رہنے والے، اللہ تعالیٰ کی تلاش اور جستجو میں بے حد بے چین اور مضطرب لیکن نظر بچانے کی مشقت نہیں کریں گے کیوں کہ اس میں تکلیف ہوتی ہے۔ تکلیف اُٹھانے کے لیے تیار نہیں۔ سوچ لیجیے اس کو۔ ذرا اپنی محبت کے دعوے کی حقیقت سوچ لیجیے۔

نظر بازی آنکھوں کا زنا ہے

اللہ تعالیٰ نے بد نظری کو حرام فرمایا کیوں کہ اس نظر بازی سے ملنا ملانا کچھ نہیں۔ نہ لینا نہ دینا مفت میں جان کو جلانا۔ نامحرموں کو شہوت سے دیکھنا یہ نظر حرام ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے:

زِنَی الْعَیْنِ النَّظَرُ[۶]

جو شخص کسی کی بہو، بیٹی کو، کسی لڑکی کو دیکھتا ہے سڑکوں پر، اسکولوں میں، ایئرپورٹوں پر، ریلوے اسٹیشنوں پر کہیں بھی دیکھتا ہے یہ نظر حرام ہے، آنکھوں کا زنا ہے۔ اسی طرح جو لڑکوں کو دیکھتا ہے یہ بھی حرام کا مرتکب ہے۔ حسینوں کے جس نمک کو اللہ نے حرام فرمایا، ایسے نمکینوں کے حسن کے نمک کو چکھنے والا بتایئے کیسا ہوگا؟ نمک حلال ہے یا نمک حرام آپ خود ہی فتویٰ دیجیے۔ میں کچھ نہیں کہوں گا۔ بس اللہ تعالیٰ نے جس فعل کو حرام فرمایا ہے اس کے قریب بھی نہ جایئے۔

گناہ کی خاصیت

اختر واللہ کہتا ہے کہ جتنے نظر باز، عشق باز، اور جتنی بازیاں ہیں کرنے والوں کو آج

۶ صحیح البخاری: ۲/۹۲۲، ۹۲۳ (۶۲۷۵)، باب زنا الجوارح دون الفرج، المکتبۃ المظہریۃ

www.khanqah.org

تک میں نے چین سے نہیں پایا۔ شاعر کہتا ہے ؎

اُٹھا کر سر تمہارے آستاں سے
زمیں پر گر پڑا میں آسماں سے

جو اللہ سے کٹ گئے ان کی زندگی کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ہے، گناہوں کی حرام لذت میں مبتلا شخص کو دیکھنے ہی سے پتا چل جاتا ہے کہ یہ ظالم اللہ سے کٹا ہوا ہے جیسے کٹی ہوئی پتنگ کی رفتار دیکھ لینے سے کیا پتا نہیں چلتا کہ یہ کٹ چکی ہے اور پھر بچے اسے لوٹ کھسوٹ لیتے ہیں۔ ایسے شخص پر جو بھی عذاب آجائے کم ہے۔ گردے بے کار کر دیے جائیں، بلڈ کینسر ہو جائے ایکسیڈنٹ میں اس کی کھوپڑی پھٹ جائے جتنا بھی عذاب نازل ہو کم ہے کہ اتنی بڑی طاقت سے ٹکر لے رہا ہے، نافرمانی کی جرأت کر کے اتنی بڑی طاقت والے مالک کو ناراض کر رہا ہے، اور خوش کس کو کر رہا ہے؟ ادنیٰ مخلوق نفس کو، اور نفس بھی کیسا؟

سب سے بڑا دشمن

آہ! جو دشمن ہے ہمارا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزاروں، کروڑوں بے شمار رحمتیں نازل ہوں۔ فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو! سب سے بڑا دشمن تمہارے اندر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کا نام نفس ہے۔ یہ ساری بد معاشیوں رشوت خوریوں، حرام لذتوں کا توشہ کس کو پہنچتا ہے؟ نفس دشمن کو پہنچتا ہے۔ انسان جتنے گناہ کرتا ہے نفس موٹا ہوتا چلا جاتا ہے۔ نفس کی غذا نافرمانی ہے اور روح کی غذا فرماں برداری ہے ؎

ذکرِ حق آمد غذا ای روح را

اللہ کا ذکر روح کی غذا ہے ؎

مرہم آمد ایں دل مجروح را

زخمی دلوں کا مرہم اللہ کا نام ہے۔ اسی لیے میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کبھی آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا کرتے تھے اے قرارِ جانِ بے قراراں! یعنی بے قرار جانوں کے لیے آپ قرار اور سکون ہیں۔ بہت سے ایسے لوگ جو رومانٹک دنیا میں غرق تھے، بالکل

مسٹر اور رات دن حسینوں کے چکر میں تھے یہاں اس مجلس میں موجود ہیں لیکن نام نہیں بتاؤں گا کیوں کہ کسی کا پول کھولنا جائز نہیں ہے لیکن ان لوگوں نے غلط راستہ چھوڑ کر داڑھی رکھ لی۔ اللہ اللہ کرنے لگے، گناہوں سے توبہ کرلی، میں نے ان سے کہا کہ قرآن سَر پر رکھ کر قسم کھا کر بتاؤ کہ تم کو وہ زندگی پیاری تھی یا اب یہ موجودہ زندگی۔ کہنے لگے کہ دوزخ کی زندگی سے جنت میں آگئے۔ حسینوں کے عشق میں تو جیسے آگ میں جل رہے تھے، اسی لیے ہمارے خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ؎

دیکھ ان آتشیں رخوں نہ دیکھ
ان کی جانب نہ آنکھ اُٹھا زنہار

ان آگ جیسے لال لال چہروں کو مت دیکھو۔ اگر اچانک نظر پڑ جائے فوراً ہٹا لو اور منہ دوسری طرف کرکے وہاں سے تیزی سے بھاگو اور پڑھو ؎

دور ہی سے کہہ الٰہی خیر
وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ

اے ہمارے رب! ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا کیوں کہ یہی اعمال دوزخ میں لے جانے والے ہیں۔

نافرمان کے دو دوزخ

جو شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض رکھتا ہے اس کے لیے دو دوزخ ہیں۔ ایک دوزخ تو اس کی دنیا ہی میں بن جاتی ہے کہ ہر وقت تڑپتا رہتا ہے، چین نہیں پاتا اور دوسری دوزخ آخرت میں ہے جو اصل اور ہیڈ آفس ہے، نفس کی حرام خواہشات دُنیا میں اس کی شاخ اور برانچ ہیں، جو ہیڈ آفس کا مزاج ہوتا ہے وہی شاخ کا ہوتا ہے۔ لہٰذا نفس کی خواہشات پر چلنے والوں کی زندگی دوزخیوں کی سی زندگی ہوتی ہے۔ ایک پل کو سکون نہیں ملتا، ہر وقت تڑپتے رہتے ہیں۔ لہٰذا اللہ کے نافرمانوں کی ایک دوزخ تو ان کی دنیا ہی بن جاتی ہے اور دوسری اصل دوزخ آخرت ہے جو ہیڈ آفس ہے خواہشاتِ نفس کا، اور جو مال شاخ اور برانچ میں جمع کرایا جاتا ہے وہ خود

www.khanqah.org

بخود ہیڈ آفس میں پہنچ جاتا ہے بس اسی طرح خواہشاتِ نفس آدمی کو دوزخ تک لے جاتی ہیں۔

نیک بندوں کی دو جنت

ایسے ہی جو لوگ اللہ تعالیٰ کو راضی رکھتے ہیں اور اپنی خوشیوں کو اللہ پر قربان کرتے ہیں یعنی اپنی خوشیوں کو اپنے مالک کی مرضی پر فدا کرتے ہیں۔ جس خوشی سے وہ خوش اس خوشی کو لیتے ہیں اور جس خوشی سے مالک ناراض اس خوشی پر لعنت بھیجتے ہیں۔ غرض ہر وقت اللہ تعالیٰ کو خوش رکھتے ہیں اور ہر گناہ کی لذت پر میرا یہ شعر زبانِ قال سے یا زبانِ حال سے پڑھتے ہیں۔

ہم ایسی لذتوں کو قابل لعنت سمجھتے ہیں
کہ جن سے رب مرا اے دوستو ناراض ہوتا ہے

تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو دو جنت دیتے ہیں جَنَّةٌ فِي الدُّنْيَا بِالْحُضُوْرِ مَعَ الْمَوْلٰى ایک جنت تو دنیا ہی میں دیتے ہیں کہ اس کے قلب کو ہر وقت اپنی حضوری اور قرب کی لذت سے مست رکھتے ہیں۔ وہ خالق لیلائے کائنات ہیں۔ یہ لیلیٰ کیا ہے جس سے مجنوں پاگل ہو گیا، جو ساری دنیا کی لیلاؤں کا پیدا کرنے والا ہو گا خود اس کا کیا عالم ہو گا جو مرکز اور سرچشمہ حُسن و جمال ہے، جس کی ایک ذرہ بھیک سے کائنات کے چاند سورج میں نور ہے۔ پس جس کے دل میں اللہ آتا ہے ساری دُنیا کی لیلاؤں کا مزہ، جنت کی حوروں کا مزہ، دُنیا اور جنت کی ساری لذتوں کا وٹامن وہ دل میں پا جاتا ہے، اور اللہ والے پاگل بھی نہیں ہوتے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر وقت دل کو سہارا دیتی ہے اور مجنوں بے چارہ پاگل ہو گیا کیوں کہ جس پر وہ عاشق تھا وہ خود بے سہارا تھی، اپنی ذات کو نہیں سنبھال سکتی تھی مجنوں کو کیا سہارا دیتی۔

قیس بے چارہ رموزِ عشق سے تھا بے خبر
ورنہ ان کی راہ میں ناقہ نہیں محمل نہیں

مجنون رموزِ عشق سے ناواقف تھا۔ اونٹنی پر جا رہا تھا لیلیٰ سے ملنے کے لیے اور اللہ والے اونٹنی کے محتاج نہیں، اپنے پاؤں کے بھی محتاج نہیں وہ تو ہر وقت دل کے پروں سے اللہ کی طرف اڑتے رہتے ہیں۔

لطف جنت کا تڑپنے میں جسے ملتا نہ ہو
وہ کسی کا ہو تو ہو لیکن ترا بسمل نہیں

دل مضطرب کا یہ پیغام ہے
ترے بن سکوں ہے نہ آرام ہے

تڑپنے سے ہم کو فقط کام ہے
یہی بس محبت کا انعام ہے

اللہ کے تڑپنے والے چین سے رہتے ہیں اور دنیاوی معشوقوں کے تڑپنے والے دوزخ کی طرح جلتے ہیں۔ ان کے لیے دو دوزخ ہیں۔ ایک جہنم ان کو دُنیا ہی میں ملتی ہے، یہاں کی بے چینی اور اضطراب کی صُورت میں کیوں کہ ان کے دل پر اللہ کے غضب اور قہر کی بارش ہوتی ہے اور دوسری دوزخ جو اصلی مرکز ہے وہ آخرت میں ہے۔ اور اللہ کو راضی کرنے والوں کو دو جنت ملتی ہیں جَنَّةٌ فِي الدُّنْيَا بِالْحُضُوْرِ مَعَ الْمَوْلٰى مولیٰ کے ساتھ ہر وقت ان کا رابطہ قائم ہے۔

ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربطِ خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے

تم سا کوئی ہمدم کوئی دم ساز نہیں ہے
باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے

اور دوسری جنت ہے وَجَنَّةٌ فِي الْعُقْبٰى بِلِقَاءِ الْمَوْلٰى اور دوسری جنت ان کو آخرت میں ملے گی جہاں اللہ تعالیٰ اپنا دیدار کرائیں گے،[۷] اس کے سامنے جنت کی بھی کوئی حقیقت نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار کی لذت کے سامنے جنت بھی یاد نہیں آئے گی کہ کہاں جنت ہے کہاں ہم ہیں۔

اب نہ کہیں نگاہ ہے اب نہ کوئی نگاہ میں
محو کھڑا ہوا ہوں میں حُسن کی جلوہ گاہ میں

---

[۷] مرقاۃ المفاتیح: ۱۶۱/۵، کتاب اسماء اللہ تعالیٰ، باب رحمۃ اللہ، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

اللہ تعالیٰ کا دیدار جب نصیب ہو گا تب پتا چلے گا کہ وہ کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم سب کو نصیب فرماویں۔ ابھی تو ہم کو فرصت ہی نہیں ہے امپورٹ ایکسپورٹ سے، اِدھر سے کھایا اُدھر لیٹرین میں جمع کر دیا۔ اس کو ہم نے زندگی سمجھ رکھا ہے۔ ارے اللہ والوں سے سیکھو کہ زندگی کس چیز کا نام ہے۔

زندگی پُر بہار ہوتی ہے
رب سے جب ہمکنار ہوتی ہے

میرا دوسرا شعر سنیے۔

آپ کے نام پر جان دے کر
زندگی زندگی پا گئی ہے

اُن کے نام پر جان دینا کیا ہے۔ دوستو خدا جان نہیں لیتا۔ نظر بچانے میں زیادہ سے زیادہ نفس کو تکلیف ہو گی، موت نہیں آئے گی، آدمی تھوڑی سی ہمت کر لے، زندگی میں زندگی آجائے گی۔ بلکہ بد نگاہی سے، عشق مجازی سے، گناہوں سے زندگی خطرہ میں، بد حواسی میں، پریشانی اور لعنت میں پڑی رہتی ہے۔ ایسے شخص کے چہرے پر بھی پھٹکار برستی ہے اور دل کی بے چینی کا اثر چہرے سے ظاہر ہوتا ہے۔

قرآن پاک میں صفتِ جذب کا اعلان

میں نے جس آیت کی تلاوت کی تھی اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک ایسی صفت ارشاد فرمائی ہے جو گناہ گاروں کے لیے جو گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں نکلنا چاہ رہے ہیں اور نِکل نہیں پا رہے زبردست بشارت ہے۔ اگر وہ گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے یہ صفت اور یہ خوبی اور یہ خزانہ جس کا اعلان قرآنِ پاک میں فرمایا ہے مانگ لیں تو بہت جلد اُن کا کام بن جائے کیوں کہ اگر یہ خزانہ خدائے تعالیٰ کو دینا نہ ہوتا تو اعلان نہ فرماتے۔ دیکھیے جب ابا چاہتا ہے کہ لڑکوں کو پتا نہ چلے تو بتاتا بھی نہیں ہے لیکن جب بتاتا ہے کہ دیکھو میرے بکس میں آج اتنا روپیہ ہے تو اس کے معنیٰ ہیں کہ بچے مجھ سے مانگیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی اس صفت کا قرآنِ پاک میں اعلان کیا کہ میری ایک خوبی ہے کہ جو شخص گناہوں کی دلدل سے نہیں نکل

سکتا ہو رات دن گناہ گار زندگی میں پھنسا ہوا ہے، جانتا ہے کہ میں دیدہ و دانستہ بہت ہی نالائقی میں پھنسا ہوا ہوں کہ نکلنے نہیں پاتا اس کو اللہ تعالیٰ سے یہ کہنا چاہیے کہ اے اللہ! آپ نے قرآنِ پاک میں اپنی ایک صفت بیان فرمائی ہے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ[۸] مجھے بھی اپنی طرف کھینچ لیجیے۔ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں اِجۡتِبَاءٌ جَبۡیٌ سے ہے اور جَبۡیٌ کے معنٰی جذب کے ہیں[۹] یعنی اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی طرف جذب کرتا ہے، اپنا بناتا ہے، نفس و شیطان کی غلامی سے چھڑاتا ہے، ساری کائنات سے چھڑا کر اپنا بناتا ہے۔ اس کو بھی محسوس ہو جاتا ہے کہ کوئی مجھے اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور وہ خود بخود اُن کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ جذب کی تعریف مولانا اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی پیاری فرمائی ہے ؎

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اس کی سوئی ہوئی زندگی بیدار ہو جاتی ہے ؎

ہمہ تن ہستی خوابیدہ میری جاگ اُٹھی
ہر بُنِ مو سے مرے اس نے پکارا مجھ کو

مرے بال بال سے مرا اللہ مجھ کو پکار رہا ہے۔ اللہ جس کو پکارتا ہے کہ ظالم کب تک غفلت میں پڑا رہے گا تو اس کے بال بال کان بن جاتے ہیں، ہر بُن مو سے وہ اللہ تعالیٰ کی آواز سنتا ہے اور جس کو خدا ملنے والا ہوتا ہے اس کو ہمت و توفیق دیتا ہے کہ مرنے والی لاشوں سے اپنی نگاہوں کو پھیر لیتا ہے اور اپنے دل پر غم اُٹھاتا ہے ؎

ہم نے لیا ہے داغِ دل کھو کے بہارِ زندگی
اک گُلِ تر کے واسطے میں نے چمن لٹا دیا

اور ؎

---

۸ الشوریٰ:۱۳

۹ روح المعانی:۵۹/۱۳، الشوریٰ(۱۳)، دارالکتب العلمیۃ، بیروت

www.khanqah.org

توڑ ڈالے مہہ وخورشید ہزاروں ہم نے
تب کہیں جا کہ دکھایا رخِ زیبا تو نے

فرماتے ہیں کہ ہم نے ہزاروں چاند سُورج جیسی شکلوں سے نظر کو بچایا ہے تب اللہ ملا ہے۔

چاند کے عکس کی مثال

یہ حُسنِ مجازی اللہ ہی کے حُسن کا عکس ہے، لیکن جو چاند کا عکس تلاش کرے گا تو چاند کو بھی نہیں پائے گا اور عکس بھی نہیں ملے گا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ ایک شخص چاند کا عاشق تھا۔ اس نے ایک رات دریا میں چاند کا عکس دیکھا، چاند تو آسمان پر تھا بقول سائنس دانوں کے زمین سے ڈھائی لاکھ میل پر ہے لیکن یہ سمجھا کہ چاند آج زمین پر آگیا آج تو اس کو پکڑ لوں گا۔ بس دریا میں گھس گیا جیسے ہی دریا کے ریت میں حرکت ہوئی تو عکس بھی غائب ہو گیا۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

کچھ بھی نہ پایا، نہ چاند نہ عکس۔ لٰہذا اگر اللہ کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو عکس کے پیچھے نہ پڑیے۔ ان حسینوں سے نظر بچایئے تب اللہ ملے گا ورنہ ساری زندگی انگور کے پتّے پر ضایع ہو جائے گی جیسے انگور کا کیڑا ساری زندگی انگور کے ہرے پتّے کو انگور سمجھ کر چُوستا رہا اور اسی پتّے پر ایک دن اس کا قبرستان بن گیا۔ اگر ظالم اس ہرے پتّے کو چھوڑ کر ذرا اور آگے بڑھ جاتا تو انگور کو پا جاتا لیکن ظالم اپنی نالائقی اور حماقت سے انگور سے محروم رہا۔ ایسے ہی دُنیا میں بعض لوگ انگور کے پتّے چوس رہے ہیں اور اللہ کے قرب کے انگور سے محروم ہیں۔ یعنی حسینوں کو دیکھنا اور ان سے دل لگانے کی حرام لذت ہی کو انہوں نے سب کچھ سمجھ رکھا ہے، اگر ظالم ان سے صَرفِ نظر کرلیں تو اللہ کے قرب کا انگور پا جائیں۔ لٰہذا حرام سے نظر بچایئے اور اپنی حلال بیوی پر راضی رہیے اور اگر کسی کے پاس حلال بھی نہ ہو تو اللہ کے نام پر مست ہو جاؤ۔ خَالق لیلیٰ پر، اپنے مولیٰ پر مست ہو جاؤ۔ مولیٰ کے اندر سب کچھ ہے۔

بندے کے لیے اللہ کافی ہے

وہ خالق نمک ہے، خالق حُسن ہے سارے جہاں کا نمک، سارے جہاں کا حُسن،

سارے جہاں کی لذتیں، سارے جہان کا سکون وچین واطمینان اللہ کے نام میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس کچھ بھی نہ ہو، کوئی اسبابِ راحت کوئی ذریعۂ سکون نہ ہو تو:

اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ ؁

کیا اللہ اپنے بندوں کے لیے کافی نہیں ہے۔ اگر کسی کی بیوی مر جائے، اولاد نہ ہو، ماں باپ نہ ہوں، دولت وسلطنت نہ ہو لیکن اگر وہ تسبیح لے کر محبت سے اللہ کا نام لینا سیکھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہیں۔ چوں کہ دُنیا کی تمام نعمتوں کا، تمام لذتوں کا اور تمام اسبابِ راحت و سکون کا خالق اللہ ہے پس جس دل میں اللہ تعالیٰ کا قربِ خاص عطا ہوتا ہے اس دل پر حق تعالیٰ کی اس صفتِ خاص کی بھی تجلی ہوتی ہے جس سے تمام کائنات کی نعمتوں، لذتوں اور راحت و سکون کا وجود ہے۔ پس جس دل میں اللہ ہوتا ہے وہ دل سارے جہان کے راحت وسکون و عیش ولذت کا حامل ہوتا ہے اور تمام کائنات کی لذتوں اور نعمتوں کی بہاریں محسوس کرتا ہے۔ لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے جب کثرت سے اللہ کا نام لینے کی توفیق ہو، اور کثرتِ ذکر کی توفیق اور اس میں اخلاص موقوف ہے کسی اللہ والے سے تعلق پر۔ غرض اللہ کا نام بندہ کی ذات کے لیے کافی ہے۔ دیکھیے میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہہ رہا ہوں قرآن کی آیت پڑھ رہا ہوں اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے، لیکن یہ اسی کے لیے ہے جس کو اللہ تعالیٰ توفیق دے اور عقل دے۔ صرف علم کافی نہیں ہے، یہ باتیں سُن لینا کافی نہیں ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی توفیق بھی شامل نہ ہو۔ بہت سے باورچی یخنی پکاپکا کر پلارہے ہیں، دوکان کھولے ہوئے ہیں، سب کو یخنی پلا پلا کر تگڑا کر رہے ہیں لیکن ظالم خود نہیں پیتا۔ بس یہ حال ہے اس واعظ اور جامع الملفوظات کا جو اپنے علم پر عمل نہ کرے۔ دوسرے لوگ اس کے ملفوظات پڑھ کر اور عمل کرکے صاحبِ نسبت ہو رہے ہیں اور یہ خود اللہ سے محروم ہے۔ گناہوں کے بادلوں میں اس کی نسبت مع اللہ کا چاند پوشیدہ ہے۔ جتنا اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا ہے اس پر عمل کرکے دیکھیے۔ بدنگاہی گناہ ہے یہ معلوم ہے، لیکن یہ معلوم ہونا کافی نہیں۔ بدنگاہی سے بچیے تب یہ معلوم معمول بنے گا۔ علم پر عمل اور عمل میں

؁ الزمر:۳۶

اخلاص ڈال دیجیے پھر دیکھیے کیا ملتا ہے کیوں کہ اگر دکھاوا ہے تو بھی عمل قبول نہیں ہے۔ اور توفیق عمل اور عمل میں اخلاص اہل اللہ کی صحبت سے ملتا ہے لہٰذا اللہ والوں کی صحبت کے بغیر تو کام بنتا ہی نہیں۔

طریق سلوک بھی جذب ہی سے طے ہوتا ہے

آگے ارشاد ہے وَیَھۡدِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یُّنِیۡبُ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ میں جس کو پہلے جذب نہیں دیتا تو وہ کوشش کرے، مجاہدہ کرے، میری طرف انابت و توجہ اختیار کرے کہ اللہ مجھ سے خوش ہو جائے، مجھ کو اللہ مل جائے تو ایسے لوگوں کے لیے بھی اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتے ہیں کہ میں ان کو ہدایت دے دیتا ہوں اور آخر میں ان کو بھی اپنی طرف جذب کرلیتا ہوں بشرطیکہ مخلص بھی ہوں۔ ابلیس مخلص نہ تھا اس لیے اس کو جذب نصیب نہیں ہوا۔ جس کو اللہ تعالیٰ جذب کرتا ہے وہ مردود نہیں ہو سکتا۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابلیس نے کتنی عبادت کی لیکن جذب سے محروم تھا۔ اس لیے مردود ہوا۔ لہٰذا ہم لوگوں پر فرض ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ جو کچھ روزہ نماز ہم کر رہے ہیں آپ اپنی رحمت سے قبول فرمالیجیے اور آپ نے قرآنِ پاک میں جس خزانہ کا اعلان فرمایا ہے کہ میں جس کو چاہتا ہوں اپنی طرف کھینچ لیتا ہوں تو اے میرے ربا! اگر آپ کو یہ خزانہ ہمیں دینا نہ ہوتا تو اس کی آپ ہمیں خبر بھی نہ کرتے۔ اس خزانہ کی خبر دے کر آپ نے ہمیں للچادیا کہ ہمارے دست و بازو گناہوں کے چھوڑنے میں ناکام ہو رہے ہیں اس لیے اپنے جذب سے ہم کو اپنا بنا لیجیے۔ دُعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جانوں کو، ہمارے بچوں کو، ہمارے گھر والوں کو، خواتین کو جو یہاں آتی ہیں ان کو بھی، اُن کے گھر والوں کو بھی، آپ کو، آپ کے گھر والوں کو اور جو ہم سے ادنیٰ تعلق بھی رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو جذب فرما کر نسبتِ اولیائے صدیقین عطا فرمادیں۔ اے اللہ! نفس و شیطان کی غلامی سے چھڑا کر سو فیصد اپنی فرماں برداری کی نعمت سے مشرف فرمادیجیے۔

طریق جذب کی ایک مثال

اب جذب کی ایک مثال سناتا ہوں۔ میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

www.khanqah.org

نے فرمایا کہ الٰہ آباد میں حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مریض کی عیادت کے لیے جانا تھا۔ راستہ میں حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے حضرت والا شاہ ابرار الحق صاحب سے فرمایا کہ ہمارے ایک دوست ہیں حکیم سلیمان صاحب ان کو بھی بلا لیتے ہیں اور حضرت ان کے گھر پہنچ گئے۔ معلوم ہوا کہ وہ سو رہے ہیں۔ فرمایا کہ ان کو جگادو کیوں کہ بعد میں جب وہ سنیں گے کہ مجھے ساتھ نہیں لیا تو انہیں رنج ہو گا۔ ایسے وقت میں جگا دینا جائز ہے۔ کیوں کہ تکلیف کی وجہ سے نہیں جگاتے، لیکن جب نہ جگانے سے کسی کو تکلیف ہو تو اس کو اُٹھا دینا چاہیے۔ جب حکیم صاحب گھر سے نکل کر آئے تو حضرت والا شاہ ابرار الحق صاحب نے فرمایا کہ حکیم سلیمان صاحب تو سو رہے تھے، سوتے ہوئے کو جگا کر آپ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا اور اپنے ساتھ لے جارہے ہیں۔ یہی جذب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَللّٰهُ يَجْتَبِيٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنا بنالیتا ہے ۔

سن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ لینے گئے تھے پیغمبری مل گئی۔ ایسے ہی کسی اللہ والے کے پاس تعویذ لینے گئے تھے یا کسی ضرورت سے گئے تھے لیکن اللہ والے بن گئے۔ اپنا بنانے کے ان کے پاس ہزاروں بہانے ہیں، جس کو چاہتے ہیں اپنا بنا لیتے ہیں۔

طریق سلوک کی مثال

اس کے بعد حکیم صاحب کو لے کر جب حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب کار کے پاس تشریف لائے تو مالکِ کار ڈاکٹر ابرار صاحب نے فوراً کنجی سے کار کا دروازہ کھول دیا اور سب لوگ کار میں بیٹھ گئے تو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ حضرت! کار کے دروازے بند تھے۔ ہم لوگ تھوڑی سی کوشش کر کے کار کے پاس آئے تو انہوں نے اپنی کار کا دروازہ کھول دیا۔ یہ طریق سلوک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ يَهْدِيٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتے ہیں، اُن کی راہ میں تھوڑی سی کوشش کرتے ہیں ان کے لیے اللہ ہدایت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ حضرت والا کی ان

مثالوں سے جذب وسلوک کے دونوں طریق خوب سمجھ آ گئے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذب کا واقعہ

اب اس سلسلہ میں کچھ واقعات پیش کرتا ہوں۔ سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ سے شروع کروں گا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کیسے جذب فرمایا۔

صدیق اکبر سولہ سال کے ہیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھارہ سال کے ہیں۔ ایک نبی کی جوانی ایک صدیق کی جوانی، دونوں بزرگوں کی دوستی شروع ہوتی ہے۔ مکہ شریف میں دونوں کی روزانہ ملاقات ہوتی ہے۔ ایک بار بہ ضرورت تجارت حضرت ابو بکر صدیق شام تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر ایک خواب دیکھا اور وہاں کے ایک راہب سے اپنا وہ خواب بیان کیا۔ راہب نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ فرمایا کہ مکہ شریف سے۔ پوچھا کہ کیا کام ہے؟ فرمایا تاجر ہوں، تجارت کے لیے آیا ہوں۔ پوچھا کس قبیلے سے ہو؟ فرمایا قریش مکہ ہوں۔ راہب نے کہا اس خواب کی تعبیر سنو۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ عنقریب تمہارے شہر میں ایک پیغمبر آنے والا ہے يُبْعَثُ نَبِيٌّ مِّنْ قَوْمِكَ تمہاری قوم سے ایک پیغمبر مبعوث ہوگا۔ تَكُوْنُ وَزِيْرَهٗ فِيْ حَيَاتِهٖ وَخَلِيْفَتَهٗ بَعْدَ وَفَاتِهٖ تم اس کے زمانۂ حیات میں اس کے وزیر رہو گے اور اس کی وفات کے بعد اس کے پہلے خلیفہ بنو گے۔ فَاَسَرَّهَا اَبُوْبَكْرٍ مِّنَ الْكَائِنَاتِ كُلِّهَا حضرت ابو بکر صدیق نے یہ خواب کسی کو نہیں بتایا، نہ اپنی بیوی سے نہ بچوں سے نہ اپنے دوستوں سے یہاں تک حضرت ابو بکر صدیق اڑتیس سال کے ہو گئے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کے ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں نبوت سے مشرف ہوئے۔ اِقْرَاْ نازل ہوئی اور سارے مذاہب کی کتابیں اسی وقت منسوخ کر دی گئیں۔

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست
کتب خانۂ ہفت ملت بشست

جس یتیم بچہ نے ابھی قرآن کو مکمل نہیں کیا، جس پر ابھی قرآن پورا نازل نہیں ہوا، صرف اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ[۱] کی آیت نازل ہوئی کہ سارے مذاہب کے کتب خانے اور ساری کتابیں

[۱] العلق:۱

منسوخ ہوگئیں۔ توریت منسوخ ہوگئی، زبور منسوخ ہوگئی، انجیل منسوخ ہوگئی۔

آپ نے اعلان کیا کہ اے ابوبکر! میں نبی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی ہے۔ عرض کیا یا محمد! ابھی ایمان نہیں لائے تھے۔ لیکن ہم سب لوگ درود شریف پڑھیں گے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یَا مُحَمَّدُ مَا الدَّلِیْلُ عَلٰی مَا تَدَّعِیْ جس چیز کا آپ دعویٰ کر رہے ہیں اس کی آپ کے پاس کوئی دلیل ہے۔ پُرانا دوستانہ تھا، اور دوستی میں آدمی بے تکلفی سے پوچھ لیتا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوبکر! جو دعویٰ نبوت کا میں کر رہا ہوں اس کی دلیل اَلرُّؤْیَا الَّتِیْ رَأَیْتَ بِالشَّامِ تیرا وہ خواب ہے جو تو نے شام میں دیکھا تھا۔ حالاں کہ انہوں نے اس خواب کو سارے عالم سے چھپایا تھا۔ حضرت صدیق اکبر سمجھ گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی ہے کہ ابوبکر نے کیا خواب دیکھا تھا، اور دراصل اس طرح جانِ صدیق کو اپنی طرف اللہ تعالیٰ نے جذب کیا کہ پہلے ہی ان کو خواب میں دکھادیا تھا۔ اسی کو کہتے ہیں ؎

نہ میں دیوانہ ہوں اصغؔر نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اس امتِ مسلمہ میں یہ سب سے پہلا جذب حضرت صدیق اکبر کو نصیب ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی صفتِ جذب، تجلیاتِ اجتبائیہ کی شعاعیں سب سے پہلے جانِ صدیق پر پڑیں اور اس نعمت سے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ان کو مشرف فرمایا۔ اس وقت اپنے خواب کی تکمیل سے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو دیکھ کر مارے خوشی کے بے اختیار سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے۔ فَعَانَقَهٗ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ کرلیا۔ اس وقت مقامِ انس میں تھے۔ دونوں روحیں ایک دوسرے کی عارف تھیں۔ یہ وہ مبارک روحیں ہیں کہ دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی ان کی قبریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہیں اور جہاں سے مٹی اُٹھائی جاتی ہے وہیں دفن ہوتی ہے۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک جس مٹی سے تعمیر ہوا وہیں قریب کی مٹی سے ان حضرات یعنی حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی تعمیر ہوئی ہے۔ پس حضرت صدیق اکبر نے معانقہ کر کے وَقَبَّلَ مَا بَیْنَ عَیْنَیْهِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں کے درمیان

www.khanqah.org

پیشانی مُبارک کا بوسہ لیا اور کلمۂ شہادت پڑھا۔[۱۲] یہ وہ شخصیت ہے کہ جس نے بوقتِ اسلام پیشانی نبوت کا بوسہ لیا اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اس وقت بھی انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کا بوسہ لیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذب کا واقعہ

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ سنیے۔ ان کو بھی جذب نصیب ہوا۔ کہاں تو اتنے دشمن تھے کہ قتل کی سازش کے ایک ممبر یہ بھی تھے کہ نبوت کا چراغ بجھا دیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے جب ان کو جذب فرمایا تو وہی تلوار لٹکائے ہوئے اسلام لانے جارہے ہیں۔ جس کو اللہ جذب کرتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اس کو اپنا نہیں بناسکتی۔ ایک وزیر اعظم کی بلی کی گردن میں اگر پٹّہ پڑا ہوا ہو کہ یہ وزیر اعظم کی بلی ہے یا کمانڈر انچیف کی بلی ہے یا جنرل صاحب کی بلی ہے تو کسی قصائی کی مجال نہیں کہ اس کو چھیچھڑا دے کر چُرا لے۔ جانتا ہے کہ ایسا مقدمہ چلے گا کہ پھانسی سے کم سزا نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ جس کو اپنا بناتا ہے واللہ! اس کو حُسن کی دنیا، مال و دولت کی دنیا، تخت و تاج اور سلطنت کی دنیا پوری کائنات اس کو اپنا نہیں کرسکتی۔ جس کو اللہ اپنا بناتا ہے اس کے چہرے پر ایک ہیبت و رعب ڈال دیتا ہے، اس کے حوصلہ کو بلند کردیتا ہے، وہ بکاؤ مال نہیں ہوتا، اگر کبھی خود بھی بکنا چاہے تو خدا اس کو بکنے نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ کی خصوصی حفاظت اس کے شاملِ حال ہوتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے سے پہلے انتالیس آدمی ایمان لاچکے تھے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم میں پوشیدہ طور پر دعوت الی اللہ دیتے تھے۔ آج سے تقریباً بیس سال پہلے جب میں نے حج کیا تھا تو صفا کے پاس اس صحابی کا گھر تھا اور حکومت نے اس پر لکھوا دیا تھا ھٰذَا دَارُ اَرْقَمَ یعنی یہ دار ارقم ہے۔ اسی گھر میں صحابہ بیٹھے ہوئے تھے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے کمرے میں تھے۔ اتنے میں دیکھا کہ حضرت عمر تلوار لٹکائے ہوئے چلے آرہے ہیں۔ صحابہ ڈر گئے کیوں کہ ان کی بہادری مشہور

---

۱۲ الخصائص الکبری:۱/۲۹

تھی۔ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابھی میں زندہ ہوں۔ اگر نگاہ بدلی ہوئی دیکھوں گا تو یہیں ڈھیر کردوں گا۔ وہ بھی اسد اللہ تھے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ دروازہ پر عمر آئے ہوئے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوراً خود ان کے پاس تشریف لے گئے۔ یہ نہیں کہ صحابہ سے کہتے کہ تم لوگ ان سے ملو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس جنتی مردوں کی طاقت دی گئی تھی یعنی دنیا کے چار ہزار قوی مردوں کی طاقت دی گئی تھی اس لیے کوئی مشہور سے مشہور پہلوان کبھی آپ سے جیت نہیں سکا۔ حضرت عمر ابھی ایمان نہیں لائے تھے، ننگی تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے کھڑے ہیں مگر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حوصلہ تو دیکھیے کہ آپ نے ان کا دامن پکڑ کر کھینچا، چوں کہ رات میں دروازۂ کعبہ کے سامنے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ چکے تھے کہ یا اللہ! دو عمر میں سے ایک کو اسلام عطا فرما، یا عمر ابنِ خطاب کو یا عمر ابنِ ہشام کو۔ اس وقت دائیں طرف حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے اور بائیں طرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ حضرت عمر کو دیکھ کر آپ سمجھ گئے کہ دُعا قبول ہوگئی۔ نبی کو اپنی دعاؤں کی قبولیت پر کتنا اعتماد ہوتا ہے! آپ نے ان کا دامن پکڑ کر ایسا جھٹکا مارا کہ گھٹنوں کے بل گر گئے، ساری بہادری اور طاقت ناک کے راستہ نکل گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر! کب تک جاہلیت میں رہو گے، کب تک اسلام قبول نہیں کرو گے، عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی غلامی ہی میں تو داخل ہونے کے لیے آیا ہوں اور کلمہ پڑھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ نے خوشی میں اتنی زور سے اللہ اکبر کہا کہ کعبہ تک آواز پہنچ گئی اور اسی وقت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْتَبْشَرَ اَهْلُ السَّمَاءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ [۱۳]

آج عمر فاروق کے اسلام لانے سے فرشتوں میں خوشیاں منائی جارہی ہیں۔

اور یہ وحی نازل ہوئی:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۴﴾ [۱۴]

۱۳؎ سنن ابن ماجة:۱۰۶،باب فضل عمر،المكتبة الرحمانية

۱۴؎ الانفال:۶۴

اے نبی! آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور یہ آپ کے تابعدار ایمان والے آپ کے لیے کافی ہیں۔ یعنی کفایتِ حقیقیہ کے اعتبار سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے اللہ کافی ہے اور یہ ایمان والے جن میں حضرت عمر جیسا بہادر آپ کو دیا جارہا ہے یہ کفایتِ ظاہرہ ہے کہ آج دشمن پر رعب پڑ گیا کیوں کہ اُن کی بہادری اور طاقت پورے عرب میں مشہور تھی۔ لہٰذا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جب ہم حق پر ہیں تو اسلام کو پوشیدہ کیوں رکھیں اور بیس بیس صحابہ کی دو قطاریں بنائیں، ایک قطار میں سب سے آگے خود ہوئے اور دوسری میں سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رکھا اور درمیان میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر کعبۃ اللہ آئے اور نماز ادا کی۔ اس کے بعد جن لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش کی تھی اور ان کو مشورہ دیا تھا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کردو ان میں سے ایک ایک کے پاس گئے اور کہا کہ کم بختو! ایسی پاکیزہ شخصیت کے بارے میں تم قتل کی سازش کررہے تھے اور مجھ کو اس میں شریک کرنا چاہتے تھے۔ اب تمہاری خیریت نہیں ہے اور ہر ایک کو اُٹھا کر پٹخا اور مُکا گھونسہ مار مار کر بھوسہ بنادیا، اور جب ہجرت کی تو کفار کے مجمع کے سامنے تلوار دکھا کر کہا کہ آج عمر ہجرت کررہا ہے اور تنہا جارہا ہے جس کو اپنی بیوی کو بیوہ کرنا ہو اور اپنے بچوں کو یتیم کرنا ہو وہ آئے اور میرا مقابلہ کرے۔ کیا شان تھی! اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے۔ کہاں سے کہاں پہنچے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو خلیفۂ دوم بنایا۔ ساڑھے دس سال حکومت کی۔ یہ ان کے جذب کا واقعہ تھا۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنا بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی نے جذب فرمایا، ورنہ جو قتل کی سازش میں شامل ہو وہ کیسے اسلام لاسکتا تھا؟ مگر بس وہی بات ہے ؎

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

ایک تابعی کے جذب کا واقعہ

اب تیسرا جذب ایک تابعی کا سن لیجیے۔ جذب تو بہت لوگوں کو ہوا ہے کہاں تک

بیان کروں گا۔ ایک تابعی جن کا نام زاذان ہے۔ یہ پہلے لکڑی بجا بجا کر گانا گاتے تھے مگر آواز غضب کی تھی۔ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک دن حضرت عبد اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرف سے گزرے تو یہ لکڑی بجا بجا کر گا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا مَا اَحْسَنَ ھٰذَا الصَّوْتَ کیا ہی اچھی آواز ہے! کاش کہ اس آواز سے یہ قرآن پڑھتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آواز اس کے کانوں تک پہنچادی جب کہ تماشائیوں کا مجمع لگا ہوا تھا اور واہ واہ مرحبا مرحبا کے نعرے بلند ہو رہے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے تو خود راستے کھول دیتا ہے ؎

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

بس آواز کا پہنچنا تھا کہ انہوں نے گانا چھوڑ کر پوچھا کہ مَنْ ھٰذَا یہ کون ہے۔ تماشائیوں نے کہا ھٰذَا صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰہِ یہ اللہ کے رسول کے ساتھی ہیں۔ یہ ہے صحبت کا مقام۔ ساتھ رہنے سے یہ انعام ملتا ہے، صحابہ کا لفظ قرآن و حدیث میں ہمیشہ باقی رہے گا اور صحبت کی اہمیت کو ظاہر کرتا رہے گا۔ جو بنا ہے صحبت سے بنا ہے۔ نبی کا صحبت یافتہ صحابی ہوتا ہے، صحابی کی صحبت اٹھانے والا تابعی اور تابعی کی صحبت اٹھانے والا تبع تابعی۔ اتنی اہمیت تھی صحبت کی کہ لوگ صحابہ کو دیکھ کر کہتے تھے ھٰذَا صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰہِ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں۔ جو اللہ والوں کے ساتھ رہتا ہے سنتِ صحابہ ادا کر رہا ہے۔

پوچھا کہ ان کا کیا نام ہے؟ بتایا عبد اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پوچھا اَیْشٌ قَالَ انہوں نے کیا کہا؟ تماشائیوں نے بتایا کہ انہوں نے فرمایا کہ کاش اس پیاری آواز سے یہ قرآن شریف کی تلاوت کرتا، بس یہ سننا تھا کہ ؎

جی اٹھے مردے تری آواز سے

اسی وقت لکڑی توڑی اور عبد اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں میں آگئے اور قدموں سے لپٹ کر رونے لگے اور عبد اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی رونے لگے۔ کسی نے عرض کیا کہ آپ کیوں روتے ہیں فرمایا کہ جس گناہ گار نے توبہ کرلی وہ اللہ تعالیٰ کا

www.khanqah.org

محبوب ہو جاتا ہے:

اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللہِ[۱۵]

اللہ کا محبوب اور دوست روئے اور میں نہ روؤں اور جس سے اللہ محبت کرے اس سے میں محبت نہ کروں! پھر یہ حضرت عبد اللہ ابنِ مسعود کی خدمت میں رہ پڑے اور بہت بڑے عالم اور اللہ والے ہوئے۔ ذرا سی دیر میں دل کا رخ بدل جاتا ہے ؎

جوش میں آئے جو دریا رحم کا
گبر صد سالہ ہو فخرِ اولیاء

جب اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں جوش آتا ہے تو سو برس کا کافر ولی اللہ نہیں ہوتا سیکنڈوں میں فخرِ اولیاء بن جاتا ہے۔ ہندوستان کا ایک کافر اپنے بُت کے سامنے نوے سال سے صنم صنم کہہ رہا تھا ایک دن اچانک غلطی سے منہ سے صمد نکل گیا۔ صمد اللہ کا نام ہے جس کی تفسیر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمائی ہے کہ صمد کے معنیٰ ہیں اَلْمُسْتَغْنِیْ عَنْ کُلِّ اَحَدٍ وَّالْمُحْتَاجُ اِلَیْہِ کُلُّ اَحَدٍ[۱۶] صمد وہ ذات ہے جو سارے عالم سے بے نیاز ہو، کسی کا محتاج نہ ہو اور سارا عالم اس کا محتاج ہو۔ بس منہ سے صمد کا نکلنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَبَّیْكَ میں تو حاضر ہوں اے بندے۔ اس کافر نے اسی وقت ڈنڈے مار مار کر بت کو توڑ دیا اور کلمہ پڑھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ اور ہندوؤں سے کہا کہ ظالمو! نوے سال کا کافر ہوں، نوے سال تک اس بت کو پکارا لیکن کوئی جواب نہیں آیا، آج غلطی سے مسلمانوں کے خدا کا نام منہ سے نکل گیا تو آسمان سے فوراً آواز آگئی لَبَّیْكَ اے میرے بندے میں تو حاضر ہوں تو ہی مجھ کو چھوڑ کر پتھروں کو پکار رہا ہے جو اندھے گونگے بہرے ہیں۔

مثنوی میں ایک مجذوب چرواہے کا واقعہ

اب جذب کا چوتھا قصہ سنیے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بکریوں کے ایک چرواہے کو اللہ تعالیٰ نے جذب فرمایا۔ وہ بکریاں چراتے چراتے اللہ سے باتیں کر رہا تھا کہ

[۱۵] المغنی عن حمل الاسفار، کتاب التوبۃ

[۱۶] روح المعانی: ۳۰/۲۷۴، الاخلاص (۲)، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

اے خدا! تو اگر مجھے مل جاتا تو میں تیری خوب خدمت کرتا۔ اس پہاڑ پر جہاں میں بکریاں چرا رہا ہوں اگر آپ تشریف لاتے تو جہاں آپ بیٹھتے میں وہاں جھاڑو لگاتا اور خوب آپ کے ہاتھ پیر دباتا اور آپ کو اپنی بکریوں کا دودھ پلاتا اور دودھ آٹے میں ملا کے روغنی روٹی کھلاتا اور آپ نے بالوں میں چوں کہ بہت دنوں سے کنگھی نہ کی ہوگی نظامِ کائنات چلانے کی مصروفیت کی وجہ سے تو میں آپ کے بالوں میں جوئیں بھی ڈھونڈ لیتا اور آپ کی گدڑی بھی سی دیتا۔ (چرواہے کی ان بھولی بھالی باتوں کو حضرت والا نے اردو مثنوی میں نظم کیا ہے۔ حضرت والا نے یہ اشعار دورانِ وعظ نہیں پڑھے لیکن افادۂ قارئین کے لیے یہاں درج کیے جاتے ہیں۔ جامع)

تجھ کو گر پاتا خُداوندا مرے
داباتا ہر روز دست و پا ترے

جس جگہ تو بیٹھتا اے شاہِ جہاں
روز دیتا شوق سے جھاڑو وہاں

تیری گدڑی بھی سیتا اے خدا
ہر طرح خدمت کو میں لاتا بجا

روغنی روٹی کھلاتا میں تجھے
آبِ شیریں بھی پلاتا میں تجھے

اور پلاتا دودھ تجھ کو صبح شام
بکریوں کا اپنی اے ربِّ انعام

اور کہہ رہا تھا کہ اے خدا! اگر آپ مجھے مل جاتے تو میں یہ اپنی ساری بکریاں آپ پر قربان کر دیتا۔

اے فدایت ایں ہمہ بزہائے من
اے بیادت ہیو ہیو ہائے من

اے اللہ! میری ساری بکریاں آپ پر قربان ہو جائیں اور بکریوں کو چراتے ہوئے جو میں ہیو ہیو کر رہا ہوں یہ بکریوں کے لیے نہیں ہے، حقیقت میں آپ کی محبت میں اور آپ کی جدائی

کے غم میں میری ہائے ہائے ہے۔

ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس طرف گزر ہوا اور چرواہے کی یہ گفتگو سنی تو اس کو ایک ڈانٹ لگائی کہ اے ظالم! تو یہ کیا کہہ رہا ہے، ایسی باتوں سے تو کافر ہو گیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے۔ اس کے سَر میں جوئیں کہاں پڑتی ہیں۔ جب سر ہی نہیں ہے تو جوئیں کہاں سے آئیں گی اور ان کے ہاتھ پیر کہاں ہیں جو تو دبائے گا اور ان کے پیٹ نہیں ہے جو تو روغنی روٹی کھلائے گا۔ کیا خدا خدمت کا محتاج ہے جو تو خدمت کرے گا؟ اللہ تعالیٰ کو کھانے پینے کی بھی احتیاج نہیں ہے۔ ان باتوں سے توبہ کر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ارشادات کو سُن کر وہ چرواہا ڈر کے مارے گریبان پھاڑ کر روتا ہوا جنگل کی طرف بھاگ گیا کہ آہ! میں تو محبت کر رہا تھا لیکن میری نادانی سے محبت کے خلاف معاملہ ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ تم نے میرے بندے کو مجھ سے کیوں جُدا کر دیا۔ اے موسیٰ! میرے اس دیوانے کو تلاش کر کے لاؤ۔ میری بارگاہ اس کے دیوانہ پن کو اور اس کی بھولی بھالی باتوں کو دوبارہ سُننا چاہتی ہے۔

اس مضمون پر میرا شعر سنیے ؎

اپنے دیوانے کی باتیں موسیا
ڈھونڈتی ہیں بارگاہِ کبریا

اے موسیٰ! اپنے اس پاگل اور دیوانہ کی باتوں کو بارگاہِ کبریا دوبارہ سننا چاہتی ہے۔

موسیا آدابِ دانا دیگر اند

اے موسیٰ! عقلمندوں کے لیے آداب دوسرے ہیں، لیکن

سوختہ جانے روانا دیگر اند

جو میرے عشق میں پاگل ہیں ان کے لیے دوسرے آداب ہیں۔

جامہ چاکاں را چہ فرمائی رفو

جن کے لباس میرے عشق سے چاک چاک ہیں آپ ان کو رفو کا حکم نہ دیجیے۔

تو ز سرمستاں قلاوزی مجو

سرمست اور پاگلوں کو آپ رہنمائی اور رہبری کی تعلیم نہ دیجیے۔ وہ رہبر نہیں ہوسکتے۔
لیکن کوئی اس کا یہ مطلب نہ سمجھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو دین کا حکم سکھایا وہ نعوذ باللہ غلط تھا! ہرگز غلط نہیں تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحبِ شریعت تھے، بالکل حق پر تھے، جو کچھ آپ نے فرمایا بالکل حق تھا اور پیغمبر ہونے کی وجہ سے ایسی باتوں پر نکیر کرنا آپ کے ذمہ فرض تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک ادب سکھایا۔ اللہ تعالیٰ اس طرح اپنے پیغمبروں کی تربیت فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو صرف یہ سکھایا کہ ابتدائی مرحلہ میں تھوڑی پیار و محبت و شفقت سے سکھایئے۔ پہلے اس کو محبت سکھا کر بعد میں آہستہ آہستہ آپ اس کو یہ تعلیم دیتے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو تعلیم سے منع نہیں فرمایا صرف اس عنوانِ تعلیم اور طریقۂ تعلیم میں اصلاح فرمائی کہ کسی کی تربیت میں جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ لیکن سوچئے کہ اس چرواہے کی محبوبیت کا بھی کیا مقام تھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو تلاش کیا۔ پھر وہ آپ کی صحبت و تربیت کی برکت سے بہت بڑا ولی اللہ ہوگیا۔

اہل اللہ کے تذکروں سے رحمت برستی ہے

اب بیان کا وقت ختم ہوگیا۔ ۱۲ بج کر ۳۵ منٹ ہوگئے۔ لہٰذا آیندہ ہفتہ ان شاء اللہ جذب کے کچھ مزید واقعات اس امید میں پیش کروں گا کہ جن بزرگوں کو اے اللہ! آپ نے جذب فرمایا ان کے صدقے میں ہماری جانوں کو بھی جذب فرمالیجیے کیوں کہ جب کسی پر رحمت دیکھیں تو اپنے لیے بھی مانگ لیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے جب محراب میں دیکھا کہ حضرت مریم علیہا السلام کے لیے جنت سے پھل آرہے ہیں:

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ[ك]

وہیں دعا کی کہ اس بڑھاپے میں مجھے اولاد عطا کیجیے۔ تو معلوم ہوا کہ جب اللہ والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تذکرے ہو رہے ہوں وہاں بھی دعا مانگ لیں۔ محدثِ عظیم ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِنَّ الرَّحْمَةَ تَنْزِلُ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ اللہ والوں کے تذکرہ

ك آلِ عمرٰن:۳۸

سے رحمت برستی ہے **فَضْلًا عِنْدَ وُجُوْدِہِمْ** چہ جائیکہ جہاں وہ خود موجود ہوں وہاں کتنی رحمت برسے گی۔[۱۸] اسی لیے کہتا ہوں یہاں اتنے نیک بندے دور دور سے آتے ہیں ہر شخص ان کے صدقے میں دعا کرے کہ یااللہ! جتنے بندے آپ کی محبت میں آئے ہیں ان کی برکتوں سے ہماری دعا کو قبول فرمالیجیے۔

دعا

دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے جس کو جو مشکل پیش ہو جس کے گھر میں کوئی بیماری ہو، مصیبت ہو، جسمانی مصیبت ہو یا روحانی اسی طرح بعض لوگ گناہ سے توبہ کر کے ولی اللہ بننا چاہتے ہیں مگر نفس و شیطان کی غلامی سے اپنی جان کو چھڑا نہیں پا رہے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ یاربّ العالمین! ہم میں سے جس کو جسمانی تکلیفیں ہیں، اپنی بیماری یا اپنے بچوں کی بیماری یا اپنے گھر والوں میں کوئی بھی بیمار ہو سب کو شفا عطا فرما اور جس کو کسی گناہ کی عادت ہو ہم میں سے ہر ایک کو خُدا گناہوں سے پاک فرمادے۔ جسمانی شفا بھی دے اور روحانی شفا بھی دے اور جس کو جو جو جائز حاجت ہو ہم سب کی تمام جائز حاجتوں کو یاربّ العالمین! جلد سے جلد پورا فرمادے اور جو مقروض ہو اللہ تعالیٰ ہمارے قرضوں کو جلد سے جلد ادا فرمادے۔ زمین و آسمان کے خزانوں کے آپ مالک ہیں اور اپنے خزانوں سے بے نیاز ہیں، آپ کو اپنے خزانوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کے خزانے ہم فقیروں کے لیے وقف ہیں۔ **بِحَقِّ وَلِلّٰہِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** اے اللہ! اس آیت کے صدقے میں اختر پر، اس کی اولاد پر اور اس کے دوستوں پر اپنا خزانہ برسادے اور اپنی مرضی کے مطابق خرچ کی توفیق عطا فرما اور سارا قرضہ بھی ہم سب کا ادا فرمادے، اللہ! آپ کی شان وہ ہے کہ مٹی کو آپ سونا بنادیتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اے مبدل کردہ خاکے را بہ زر

اے اللہ! بعض مٹی کو آپ سونا بنادیتے ہیں اور ؎

خاک دیگر را نمودہ بو البشر

---

[۱۸] مرقاۃ المفاتیح: ۱۹۵/۵، باب الدعوات فی الاوقات، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

www.khanqah.org

اور کسی مٹی کو آپ انسان بنادیتے ہیں۔

کسی مٹی کو سونا اور کسی مٹی کو انسان اتنی بڑی قدرت والے ہیں۔ اپنی اس قدرتِ قاہرہ کے صدقہ میں ہم سب کو تمام قرضوں سے نجات اور ہماری روزیوں میں وسعت کے ساتھ ساتھ برکت بھی عطا فرما، اور خاص کر جو بوڑھے ہیں، بڑھاپے میں ان کی روزی بڑھادے کیوں کہ آپ کے پیغمبر سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ! بڑھاپے میں ہماری روزی کو بڑھادے۔ معلوم ہوا کہ بڑھاپے میں روزی زیادہ مانگنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو عافیت نصیب فرمائے۔ چوروں سے، ڈاکوؤں سے، ہر قسم کی بلاؤں سے پورے پاکستان کو بلکہ پورے عالم کو عافیت نصیب فرمائے مجھ کو عافیتِ دارین نصیب فرمائے اور آپ سب کو اور سارے عالم کے ہر مومن کو ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ عافیتِ دارین نصیب فرمائے۔ اہل کفر کو اے خدا اہل ایمان بنادے، اہل ایمان کو اہل تقویٰ بنادے ،اہل بلا کو اہل عافیت بنادے، اہل مصیبت کو اہل راحت بنادے، اہل مرض کو اہل شفا بنادے۔ چیونٹیوں پر رحم کردے بلوں میں، مچھلیوں پر رحم کردے دریاؤں میں اور سمندروں میں۔ اے خدا! اپنی رحمت کی بارش فرمادے۔ اے اللہ! رحمت والی بارش فرمادے اور گمراہوں کو ہدایت دے کر اولیائے صدیقین میں شامل فرمادے۔ اے اللہ! اس وعظ کے ایک ایک لفظ میں اپنی شانِ اجتبائیہ کی تجلی ڈال دیجیے کہ جو اس کو پڑھے وہ آپ کا بن جائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ
رَبِّ لَا تَجْعَلْنِيْ بِدُعَائِكَ شَقِيًّا
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ
بَدِيْعُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

❁❁❁❁

www.khanqah.org

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۱

تجلّیاتِ جذب

(حصہ دوم)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تجلیاتِ جذب

(حصہ دوم)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰہُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَھْدِیْۤ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ ﴿۱۳﴾[۱۹]

پچھلے جمعہ کو اسی آیت کی تلاوت کی گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ تک بندے کو پہنچنے کے دو راستے ہیں۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اَللّٰہُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ اللہ جس بندہ کو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے وَ یَھْدِیْۤ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ اور جو اللہ کی طرف چلتا ہے انابت اور توجہ کرتا ہے، اللہ کی تلاش میں محنت و مشقت اُٹھاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بھی ہدایت دے دیتا ہے۔ تو دو راستے ہوگئے۔ پہلے کا نام جذب ہے اور دوسرے کا نام سلوک۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے صفتِ جذب کو مقدم فرمایا کیوں کہ اس میں بندہ مراد ہوتا ہے مراد کے معنٰی ہیں جس کا ارادہ کیا جائے اور دوسرے راستہ یعنی راہِ سلوک میں بندہ مُرید رہتا ہے پس جس کو حق تعالیٰ صفتِ جذب عطا فرماتے ہیں یعنی اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا مراد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنا بنانے کا ارادہ فرمالیا۔ اور جو مَنْ یُّنِیْبُ ہے اللہ کی طرف توجہ کرتا ہے، اللہ کو تلاش کرتا ہے، اللہ کے راستہ میں محنت و مشقت اُٹھاتا ہے، بزرگوں کی خدمت میں جاتا ہے، اللہ اللہ کرتا ہے، گناہ سے بچتا ہے، یہ مرید ہے۔ اللہ کا ارادہ کرنے والا ہے۔ اس کو بھی بعد میں جذب نصیب ہوجاتا ہے۔ کیوں کہ بغیر جذب کے کوئی اللہ تک نہیں

---

[۱۹] الشوریٰ: ۱۳

www.khanqah.org

پہنچ سکتا۔ جس پر ابتدا میں جذب غالب ہو یعنی جس کو پہلے اللہ تعالیٰ جذب کرے، بعد میں وہ خدا کا راستہ محنت و مشقت سے طے کرے اس کا نام مجذوب سالک ہے یعنی اس کو جذب پہلے نصیب ہوا سلوک بعد میں نصیب ہوا اور جو پہلے سلوک شروع کرے، عبادت کی محنت مشقت شروع کرے بعد میں اللہ اس کو جذب کرے، اپنی طرف کھینچ لے اس کا نام سالک مجذوب ہے یعنی پہلے یہ اللہ کے راستے میں چلا، محنت و مشقت کی، پھر خدائے تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ بہر حال جذب ہو یا سلوک دونوں راستے اللہ تک پہنچاتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ بعضوں کو اللہ تعالیٰ پہلے ہی اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور بعضوں کو سلوک کی توفیق پہلے ہوتی ہے بعد میں اللہ تعالیٰ ان کو جذب کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ بغیر حق تعالیٰ کے جذب کے کوئی حق تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا۔

طریق جذب کی ایک اور مثال

اس کی ایک مثال حکیم الامت مجدد الملّت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمائی کہ ایک فقیر کسی بادشاہ کے محل شاہی کے سامنے سے جا رہا تھا۔ بادشاہ نے بالا خانہ سے ایک کمند پھینکی اور کہا اے فقیر! اس میں بیٹھ جا، میں تجھ سے ملنا چاہتا ہوں۔ اور سپاہیوں سے کہا اس کو اُوپر کھینچ لو۔ وہ فقیر جب بادشاہ سے ملا تو بادشاہ نے پوچھا کہ تم اللہ تعالیٰ تک کیسے پہنچے اس نے کہا کہ جناب جیسے میں آپ تک پہنچا۔ آپ نے کمند پھینکی میں اس پر بیٹھ گیا۔ آپ نے سپاہیوں سے کھنچوا لیا۔ تو جس طرح میں آپ تک پہنچا ایسے ہی جس بندے کو اللہ تعالیٰ جذب فرماتے ہیں اس کو زمین پر توفیقات کی کمند بھیجتے ہیں، اپنی طرف کشش اس کے دل میں پیدا کر دیتے ہیں اور وہ اللہ کا ہوتا چلا جاتا ہے ؎

سن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اللہ تعالیٰ جس کو جذب کرتا ہے تو آپ سوال کرسکتے ہیں کہ کیا اس کو پتا چل جاتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ یاد فرمارہے ہیں۔ ایک بزرگ ہیں حضرت ثابت بُنانی رحمۃ اللہ علیہ، اور یہ کون ہیں؟ تابعی ہیں۔ اپنے خادم سے کہتے ہیں کہ اس وقت مجھ کو اللہ تعالیٰ یاد فرمارہے ہیں۔ خادم نے پوچھا کہ آپ کو کیسے اطلاع ہوئی کہ اللہ آپ کو یاد فرمارہا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا ہے:

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ[20]

تم ہم کو یاد کرو ہم تم کو یاد کریں گے، اور مجھ کو اس وقت اپنی یاد کی توفیق دے دی ہے تو میں فَاذْكُرُوْنِيْ میں شامل ہو گیا اب اَذْكُرْكُمْ کا وعدہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ غلط نہیں ہو سکتا لٰہذا یقیناً وہ مجھے یاد فرمارہے ہیں۔ جو بندہ زمین پر اللہ کو یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان پر اس کو یاد فرماتے ہیں۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اگر تم ہم کو دل میں یاد کروگے تو ہم تم کو اپنے دل میں یاد کریں گے۔ اگر تم مجمع میں یاد کروگے تو ہم تم کو فرشتوں کے مجمع میں یاد کریں گے۔[21] یادِ تنہائی میں یادِ تنہائی ملے گی۔ یادِ اجتماعی میں یادِ اجتماعی ملے گی۔ اس وقت یہاں بھی یادِ اجتماعی ہو رہی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ فرشتوں کے درمیان ہماری آپ کی یاد ہو رہی ہوگی۔ وعدہ ہے فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ۔

تفسیر فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ

یہاں ایک ضروری بات عرض کرنی ہے کہ ایسے وقت میں جب کہ دن کی اجتماعی عبادت ہو رہی ہو اس وقت صلوٰۃ التسبیح پڑھنا یا نفل پڑھنا جائز نہیں ہے کیوں کہ دین کا اگر ایک مضمون سیکھ لیا تو ایک ہزار رکعات نفل سے افضل ہے۔ اس حدیث کے راوی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حیاۃ المسلمین میں حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ بتایئے! کیا آپ ایک ہزار رکعات پڑھ سکتے ہیں؟

---

[20] البقرۃ: ۱۵۲

[21] صحیح مسلم: ۳۴۳/۲، باب فضل الذکر والدعاء والتقرب الی اللہ، ایچ ایم سعید

یہاں گیارہ بجے بیان کا وقت ہے۔ افسوس ہے کہ بعض لوگ اس وقت یہاں نفل پڑھتے ہیں۔ ایسے وقت نفل پڑھنا مناسب نہیں، گویا آپ اللہ کے بندوں کو روک رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت میں خلل ڈال رہے ہیں۔ ایسی نماز پر بجائے قبولیت کے ناراضگی کا خطرہ ہے۔

تو ذکر کے کیا معنیٰ ہیں؟ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ بیان القرآن میں لکھتے ہیں کہ فَاذْكُرُوْنِیْ یعنی تم مجھ کو یاد کرو، اور یاد کیسے کروگے؟ بِالْاِطَاعَةِ میری اطاعت کرو۔ اگر ماں باپ بیمار ہیں تو اپنی نفلیں، تلاوت اور وظیفے چھوڑ کر جاؤ۔ اور ان کے لیے دوا لاؤ۔ اس وقت یہی اللہ کا ذکر ہے۔ بیوی بیمار ہے اور دوا اس لیے نہیں لاتے کہ آپ مراقبہ میں آسمان پر بیٹھے ہیں۔ اگر آسمان پر بٹھانا ہوتا تو زمین پر کیوں پیدا کرتے، اس وقت فوراً جا کر اس کے لیے دوا لاؤ ورنہ اگر مراقبہ میں رہے تو دس جگہ ڈھنڈورا پیٹے گی کہ خبر دار! صوفیوں سے نکاح مت کرنا، یہ آنکھ بند کرکے عرش پر رہتے ہیں فرش والوں کا حق جانتے ہی نہیں۔ ہم بیمار تھے تو وہ مراقبہ میں آنکھ بند کرکے مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ پھر صوفیوں کے لیے آپ مشکل کردیں گے، ان کا نکاح مشکل ہوجائے گا۔ ایسے وقت میں بندوں کا حق ادا کرو، ماں باپ کی دوا لاؤ، بیوی بچوں کے لیے دوا لاؤ۔ ایسے وقت میں یہی ذکر ہے، یہی عبادت ہے۔ ذکر دراصل اطاعت کا نام ہے۔ اس لیے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے، علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اور جملہ مفسرین متقدمین ومتاخرین نے اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے جس کو حکیم الامت نے بیان القرآن میں نقل فرمایا کہ فَاذْكُرُوْنِیْ تم ہم کو یاد کرو۔ کس طرح؟ بِالْاِطَاعَةِ میری اطاعت وفرماں برداری سے۔ اَذْكُرْكُمْ میں تم کو یاد کروں گا۔ کس بات سے؟ بِالْعِنَايَةِ اپنی عنایت سے۔[۲۲] حضرت نے تفسیری جملہ ایک جگہ بِالْاِطَاعَةِ بڑھادیا اور ایک جگہ بِالْعِنَايَةِ جس سے آسانی سے بات سمجھ میں آگئی، کیوں کہ یاد تو اللہ تعالیٰ سب کو رکھتا ہے، خدا بھولتا نہیں ہے۔ صرف یہ ہے کہ کافر نافرمان بدمعاش قاتل ڈاکوؤں کو بھی یاد کرتا ہے لیکن غضب اور قہر کے ساتھ یاد کرتا ہے، اور جو فرماں بردار ہیں ان کو اپنی رحمت اور عنایت کے ساتھ یاد کرتا ہے، اُن پر اپنی رحمت کی بارش کرتا ہے۔

۲۲؎ بیان القرآن: ۸۶/۱، البقرة (۱۵۲)، ایچ ایم سعید

www.khanqah.org

علاماتِ جذب

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جس کو حق تعالیٰ جذب فرماتے ہیں اس کو پتا چل جاتا ہے کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچ رہے ہیں، اپنا بنا رہے ہیں۔ ارے میاں! اگر چھوٹا سا بچہ آپ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ رہا ہو تو کیا آپ کو پتا نہیں چل جاتا؟ تین من کا تگڑا ابا اور چھوٹا سا دس کلو کا بچہ اگر اس کا دامن پکڑ کر کھینچ رہا ہے تو اس تگڑے باپ کو محسوس ہوتا ہے یا نہیں کہ میرا بچہ مجھ کو کھینچ رہا ہے؟ اتنی بڑی طاقت والا اللہ تعالیٰ جس کو جذب فرمائے گا کیا اسے پتا نہیں چلے گا کہ مجھے اللہ تعالیٰ یاد فرما رہا ہے، کھینچ رہا ہے، اپنا بنانا چاہتا ہے۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ جذب فرماتا ہے تو اس کا دل خود فیصلہ کرتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ چاہ رہے ہیں۔ اگر وہ چاہے بھی کہ نماز کو نہ جاؤں تو بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر وہ چاہتا بھی ہے کہ اللہ والوں کے پاس نہ جاؤں تو دل میں گھبراہٹ اور بے چینی پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے حضرت فرماتے تھے کہ دل کو بالکل پتا چل جاتا ہے۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے جون پور میں حضرت حکیم الامت سے پوچھا تھا کہ حضرت! جب کوئی اللہ والا بنتا ہے، صاحبِ نسبت بنتا ہے، اس کو جذب نصیب ہو جاتا ہے تو کیا اس کو پتا چل جاتا ہے؟ اب سنیے حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب۔ فرمایا کہ خواجہ صاحب! جب آپ بالغ ہوئے تھے تو آپ کو پتا چلا تھا یا نہیں کہ میں بالغ ہو گیا یا دوستوں سے پوچھنا پڑا تھا۔ جسم جب بالغ ہوتا ہے تو رگ رگ میں ایک جان آجاتی ہے یا نہیں، ایک طاقت جدید محسوس ہوتی ہے۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کسی کو جذب کرتا ہے اس کے دل کو اپنی نسبت نصیب فرماتا ہے تو اس کی روحانیت میں ایک جدید طاقت عطا ہوتی ہے۔ پھر وہ سارے عالم کو چیلنج کرتا ہے، سارے عالم کو اعلان کرتا ہے کہ اے دنیا والو! تم میرے پاؤں کو دنیاوی زنجیروں سے نہیں جکڑ سکتے ہو، جس کو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں تعبیر فرمایا؎

سرنگو نم ہیں رہا کن پائے من

اے دنیا والو! جلال الدین رومی سر جھکا چکا ہے، میرے پاؤں کو جکڑو، میرے قدموں کو تم

دنیاوی زنجیروں میں مت گرفتار کرو۔ جو لوگ جانور پالنے والے ہیں ان سے پوچھو کہ جب جانور رسی تڑانا چاہتا ہے تو سر جھکا لیتا ہے۔ اس طرح اپنی طاقت مجتمع کرکے زیادہ کرتا ہے۔ جانور پالنے والوں سے پوچھو کہ مولانا نے کیا نقشہ کھینچا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اب اپنا سر جھکا لیا ہے اب میں دنیاوی زنجیروں سے اپنا دامن اور اپنے پیر چُھڑانا چاہتا ہوں۔

سرنگو نم ہیں رہا کن پائے من
فہم کو در جملۂ اجزائے من

اب میرے پیروں کو چھوڑ دو اے دنیا والو! اب تمہاری باتیں سمجھنے کی میرے اندر سمجھ نہیں ہے۔ اب مجھے نصیحت مت کرو کہ اگر بالکل مُلّا بن جاؤ گے تو کھاؤ گے کہاں سے۔ اگر اللہ کو زیادہ یاد کرو گے، داڑھی رکھ لو گے تو سب تم کو بے وقوف سمجھیں گے۔ اے دنیا والو! اسی بے وقوف کو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ روزی ملے گی کہ بزعم خود بڑے بڑے عقل مند ایسی روزی نہ پاسکیں گے۔ جس کو تم بے وقوفی سمجھتے ہو وہ تو عین عقل ہے۔ بے وقوف تو وہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر رکھا ہے اور پھر بھی اپنے آپ کو عقل مند سمجھتے ہیں۔ یہ عقل مند نہیں ہیں، چالاک ہیں، اور روزی عقل اور چالاکی سے نہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملتی ہے۔ بعضے بھولے بھالوں کو اتنی زیادہ روزی دیتے ہیں کہ بڑے بڑے عقل مند اور اہل دانش حیران رہ جاتے ہیں۔

رزق کا مدار عقل پر نہیں

ایک دیہاتی جارہا تھا۔ اس کے اونٹ پر ایک طرف دو من گندم تھا اور ایک طرف دو من مٹی، ایک عقل مند منطقی پیٹ سے بیزار، بھوک سے پریشان، روزی سے پریشان نے دیکھا اور پوچھا کہ بھائی صاحب یہ آپ کے اونٹ پر کیا ہے؟ اس دیہاتی نے کہا ایک طرف گندم ہے اور دوسری طرف دو من مٹی ہے۔ پوچھا کہ یہ دو من مٹی کیوں رکھی ہے، کہا تا کہ توازن یعنی بیلنس قائم رہے۔ اس نے کہا کہ بھائی عقل کی بات یہ ہے کہ ایک من گندم ادھر رکھو اور ایک من اُدھر اور دو من مٹی کا بوجھ لادے ہوئے ہو اس کو پھینک دو اور اس کی جگہ تم بیٹھ جاؤ۔ آرام سے جاؤ۔ بے کار پیدل چل رہے ہو۔ دیہاتی نے کہا کہ اچھا! بڑی عقل کی

بات ہے اور پوچھا کہ آپ کیا کام کرتے ہیں اور کہاں جارہے ہیں۔ کہا میں تو روزی سے سخت پریشان ہوں، رزق کی تلاش میں جارہاہوں گھر میں کھانے کو نہیں ہے۔ دیہاتی نے کہا کہ میں تیری یہ بات نہیں مانوں گا۔ تو منحوس معلوم ہوتا ہے۔ تیری عقل پر اگر میں عمل کروں گا تو تیری طرح پریشان ہوجاؤں گا۔

بہ ناداں آں چنیں روزی رسانند
کہ دانا اندریں حیراں بمانند

سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نادانوں کو خدا ایسی روزی دیتا ہے کہ بڑے بڑے عقل مند حیران رہ جاتے ہیں کہ ارے ہم نے تو ایم ایس سی کیا، میں تو امریکا سے ڈگری لایا اور میری چپل پھٹی ہوئی ہے اور یہ تو دستخط بھی نہیں کرسکتا، انگوٹھا لگاتا ہے اور اس کی فیکٹری چل رہی ہے! ایسے فیکٹری مالک کو میں نے دیکھا ہے کہ میٹرک بھی پاس نہیں اور بی اے، ایم اے نوکر رکھے ہوئے ہیں۔ رزق خدا کے ہاتھ میں ہے۔

وضع صالحین کا اثر

یہ مت سوچو کہ داڑھی رکھنے کے بعد سب ہم کو مُلّا اور بے وقوف سمجھیں گے، ہم سے بات کرنے کو جرمن جاپان کا وفد نہیں آئے گا، ہم کو حقیر سمجھیں گے۔ ارے جاپان جرمن والے آپ کی داڑھی دیکھ کر اور زیادہ آپ سے مال خریدیں گے، آپ پر زیادہ اعتماد کریں گے، اوروں سے زیادہ عزت کریں گے۔ میں جب فرانس (ری یونین) جارہا تھا تو فرانس ایئر لائن پر ہم چار آدمی تھے اور چاروں داڑھی والے۔ ممتاز بیگ صاحب، قاضی خدابخش صاحب، اختر اور میر صاحب۔ میر صاحب کی داڑھی تو سب سے نمایاں تھی۔ جہاز کے عملہ کا عیسائی افسر آیا اور پوچھا کہ کیا آپ لوگ اپنے مذہب کے پادری ہیں؟ میر صاحب نے انگریزی میں اس کو جواب دیا بس پھر ہم لوگوں کی جتنی خدمت کی ہے کہ ہر وقت پوچھتا تھا کہ کوکا کولا لاؤں، سیون اپ لاؤں، کیا چاہیے۔ جہاز پر بڑے بڑے اپ ٹوڈیٹ، کوٹ پتلون والے داڑھی منڈائے ہوئے، ٹائی لگائے ہوئے تھے کسی کی وہ خدمت نہیں کی جیسی ہم لوگوں کی خدمت کی، یہاں تک کہ نماز کا وقت بتانے کے لیے تین چار مرتبہ آیا کہ اب سورج نکلنے میں اتنی دیر رہ

گئی ہے، اب اتنی دیر رہ گئی ہے آپ لوگ نماز پڑھ لیجیے اور چلیے ہم آپ کو فرسٹ کلاس میں لے چلتے ہیں اور نماز کے لیے کپڑا بھی اس نے دیا۔ آہ! یہی کہتا ہوں دوستو کہ نیک بندوں کی نقل میں یہ اثر ہے۔ اگر صحیح معنوں میں اللہ والے بن جاؤ سارا جہاں آپ کا ہوگا۔

جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری
اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہے بس سمجھ لیجیے کہ وہ گر گیا۔

اُٹھا کر سر تمہارے آستاں سے
زمیں پر گر پڑا میں آسماں سے

جِس نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا سمجھ لو اس کی قیمت ایسی گرتی ہے کہ مچھر بھی اس سے زیادہ ہے اور ذلت ایسی ہوتی ہے کہ کہیں عزت نہیں ملتی۔

نگاہِ اقربا بدلی مزاجِ دوستاں بدلا
نظر اک ان کی کیا بدلی کہ کُل سارا جہاں بدلا

جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، اس کی بیوی بھی دشمن ہو جاتی ہے بچے بھی دشمن ہو جاتے ہیں، اس کے گدھے اور گھوڑے بھی دُشمن ہو جاتے ہیں۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جب مجھ سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو میرا گدھا بھی میرا کہنا نہیں مانتا، انسان کہاں سے مانے گا۔ یہ معمولی بات نہیں ہے۔

عقل مندی کا تقاضا

لہٰذا عقل مندی کا تقاضا یہ ہے کہ گناہ چھوڑ دو۔ بین الاقوامی عقل کا تقاضا ہے کہ بڑی طاقت والے سے ٹکر مت لو۔ کتنے واقعات سن رہے ہیں کہ گردے بے کار ہو گئے، ہڈی کے گودے میں کینسر ہو گیا، دل کا مرض پیدا ہو گیا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ ہم سب کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کریں۔ گڑگڑاتے رہیں، دعا کرتے رہیں۔ حدیثِ پاک میں وعدہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو سکھ میں یاد رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو دکھ میں یاد رکھیں گے۔

جذب کی ایک اور علامت

خیر تو یہ بات میں عرض کر رہا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو جذب کرتے ہیں تو اس کو پتا چل جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنا بنا رہے ہیں، اس کے دل میں خود بخود ایک کشش اللہ تعالیٰ کی طرف پیدا ہو جاتی ہے۔

ہمہ تن ہستی خوابیدہ مری جاگ اٹھی
ہر بُن مو سے مرے اس نے پکارا مجھ کو

اور ایک علامت اور پیدا ہوتی ہے۔ سن لیجیے! جس کو اللہ تعالیٰ جذب کرتا ہے وہ سارے عالم کی دولت، سارے عالم کے حُسن کو نگاہ سے گرا کر ہر وقت اس فکر میں رہتا ہے کہ میں اپنے اللہ کو راضی رکھوں۔ یہ علامت ہے جذب کی۔ جس کو اللہ تعالیٰ کھینچے وہ بھلا کھنچ جائے کسی اور طرف! اور جو کسی اور طرف کھنچ جائے تو معلوم ہوا کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے نہیں کھینچا۔ آپ بتائیے کہ محمد علی کلے یا کوئی اور تگڑا پہلوان کسی کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچے ہوئے ہو اور اسی کو ایک کمزور اپنی طرف کھینچ رہا ہو تو بتائیے وہ کھنچے گا کمزور کی طرف؟ آدمی اسی طرف کھنچتا ہے جس طرف طاقت زیادہ ہوتی ہے، بتائیے اللہ تعالیٰ سے زیادہ طاقت ور کون ہے؟ جس کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچ لے وہ کسی اور طرف نہیں کھنچ سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ جو شخص گناہوں میں مبتلا ہو رہا ہے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ ابھی یہ ظالم جذب سے محروم ہے۔ اپنی نافرمانی کے تسلسل اور ظلمات اور لعنت و نحوست کی زندگی کے سبب اس کو اللہ تعالیٰ نے جذب نہیں فرمایا۔ لہٰذا رو کر اللہ تعالیٰ سے اس صفت کی بھیک مانگیے۔ اگر خدائے تعالیٰ کو نہ دینا ہوتا تو قرآنِ مجید میں اس آیت کو نازل نہ فرماتے۔ ابا جب کوئی چیز دینا نہیں چاہتا تو بچّوں کو بتاتا بھی نہیں کہ کہیں مانگ نہ بیٹھیں۔ ان کا قرآن شریف میں یہ اعلان کر دینا کہ میں جس کو چاہتا ہوں اپنی طرف کھینچ لیتا ہوں گویا سارے عالم کو اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ میری یہ صفت، میرا یہ خزانہ، میرا یہ موتی تم بھی مانگ سکتے ہو۔ بچہ ابا سے مانگتا ہے بندہ ربا سے مانگے۔ بس جس دن اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کھینچ لیا بتائیے پھر وہ کسی اور طرف کھنچ سکے گا؟ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی ہے دونوں جہاں میں؟ یہ دنیا کے مرنے والے حسینوں کی کیا حقیقت ہے۔

www.khanqah.org

جنت کی حوریں بھی نہ کھینچ سکیں گی، جنت میں جس دن اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا تو بوقت دیدارِ الٰہی کوئی حور بھی یاد نہیں آئے گی۔ ارے کہاں خالق اور کہاں مخلوق ؎

چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا

کہاں آفتاب اور کہاں مردہ چراغ۔ مخلوق کی کیا حقیقت ہے۔

مولانا اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ استادِ جگر نے جذب کی ایک اور علامت بیان کی ہے ؎

اب نہ کہیں نگاہ ہے اب نہ کوئی نگاہ میں

غور سے سنو دوستو! اختر درد بھرے دل سے پیش کر رہا ہے، پندرہ سال شاہ عبد الغنی صاحب کی غلامی کا نچوڑ پیش کر رہا ہوں۔ یوں ہی مفت میں نہیں پائی ہے، اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

اب نہ کہیں نگاہ ہے اب نہ کوئی نگاہ میں
محو کھڑا ہوا ہوں میں حُسن کی بارگاہ میں

ایک علامت یہ پیدا ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مست رہتا ہے۔ مخلوق کی بھیک نہیں دیکھتا، بھیک دینے والے کو دیکھتا ہے۔ لیلیٰ کو نہیں دیکھتا لیلیٰ کو نمک دینے والے کو دیکھتا ہے، دولت کو نہیں دیکھتا جس نے مال داروں کو مال دیا ہے اس مالک کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ غرض ساری کائنات سے وہ مستغنی ہو جاتا ہے۔ وہ حُسن کا عالم ہو کہ مال کا عالم کسی کو اپنے دل میں نہیں آنے دیتا۔ جس دل میں اللہ آتا ہے اور اس کو جذب نصیب ہوتا ہے تو کیا علامت ظاہر ہوتی ہے؟ سنیے! خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

ساری کائنات اس کی نگاہوں سے گر جاتی ہے۔ چاند سورج جیسی شکلوں کو نظر اُٹھا کر نہیں دیکھتا۔ حسینوں سے نظر بچانے کی اس کو توفیق ہو جاتی ہے۔ یہ خاص علامت ہے جذب کی۔ اور کیا ہوتا ہے؟ خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

www.khanqah.org

بس ایک بجلی سی پہلے کوندی پھر اس کے آگے خبر نہیں ہے
مگر جو پہلو کو دیکھتا ہوں تو دل نہیں ہے جگر نہیں ہے

یہ دونوں اشعار وہ ہیں جو میرے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اکثر نہایت محبت سے پڑھا کرتے تھے۔

بس اللہ سے رو رو کر مانگیے کہ اے خدا! میں اپنے نفس اور شیطان کی لڑائی میں بار بار شکست کھا رہا ہوں۔ یہ علامت ہے کہ میں کمزور پڑ رہا ہوں، جب بچہ اپنے دشمنوں سے کمزور پڑتا ہے تو ابا کو رحم آتا ہے۔ آپ ہمارے ربا ہیں۔ اب ہم پر رحم کر دیجیے۔ کب تک ہم گناہوں کی زندگی گزاریں گے۔ ایسا نہ ہو کہ اسی حالت میں موت آجائے اور میری آخرت خراب ہو جائے لہٰذا اے ماں باپ کی رحمتوں سے بے شمار زیادہ رحمتیں رکھنے والے اللہ! آپ نے اپنی رحمت کا ۱۰۰/۱ حصّہ یعنی سواں دنیا میں نازل کیا ہے اور اس کو سارے عالم میں تقسیم کر دیا ہے جس سے ساری دنیا کے ماں باپ اپنے بچوں پر رحم کر رہے ہیں، مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلا رہی ہیں، بابا محنت سے کما کر بچوں کو پال رہے ہیں، اسکول کی فیس ادا کر رہے ہیں جب آپ کے ذرۂ رحمت کا یہ اثر ہے تو اے بے شمار رحمت رکھنے والے اللہ! مجھ پر بھی رحم فرما دیجیے اور نفس و شیطان کی غلامی سے چھڑا کر اپنا بنا لیجیے۔

گناہ کرنا شرافتِ بندگی کے خلاف ہے

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سواں حصّہ پوری دنیا میں تقسیم ہوا ہے اور ننانوے حصّہ رحمت میدانِ محشر میں ظاہر ہو گی تب دیکھنا کہ ان شاء اللہ کیسے کیسوں کی مغفرت ہو گی۔ جن کو ہم آپ پکا جہنمی سمجھتے ہیں وہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ پُھر سے اُڑیں گے اور جنت میں پہنچیں گے۔ کوئی ایمان والا ان کی رحمت سے محروم نہ رہے گا، لیکن رحمت کے بھروسہ پر گناہ کرنا بڑی بے حیائی اور بے شرمی کی بات ہے اور شرافت کے خلاف ہے۔ اب خود فیصلہ کر لیں کہ ہم شریف انسان بننا چاہتے ہیں یا بے غیرت انسان بننا چاہتے ہیں۔ جو نفس سے مغلوب ہو کر بار بار گناہ کر لیتا ہے وہ شریف نہیں ہے کیوں کہ انسان کا نفس خود غنڈا ہے اگر غنڈا نہ ہوتا تو شریف انسان اور تمام فضیلتیں رکھنے والا انسان کیوں گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس کا نفس غنڈا

اس کو دبوچ لیتا ہے۔

راہِ سلوک کا سب سے بڑا رہزن

بعض لوگ سلوک طے کرنے کے لیے، اللہ تک پہنچنے کے لیے چلے لیکن ان کا کیا حشر ہوا؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا کہ آج ہرن کا شکار کرنا ہے اور وہ ہرن کے شکار کے لیے نکلا لیکن اللہ تعالیٰ سے دُعا نہیں کی اور وہ اکڑتا جھومتا ہوا جارہا ہے کہ آج ضرور ہرن ماروں گا۔ اتنے میں جھاڑی سے ایک جنگلی سُور نکلا اور اس نے ہرن کے شکاری کو منہ میں دبالیا اور اپنے بڑے بڑے دانتوں سے اس کو چبا رہا ہے، وہ دل میں کہہ رہا ہے کہ یا اللہ! میں تو ہرن کے شکار کے لیے نکلا تھا۔ کیا خبر تھی کہ جنگلی سُور مجھے دبالے گا۔ یہی نفس کا حال ہے۔ بہت سے لوگ اللہ والے ہوجاتے، صدیقین کی نسبت کو پہنچ جاتے لیکن نفس کے جنگلی سُور نے ان کو ایسا دبوچا کے گناہوں کہ ارتکاب سے آج ان کی ذلت وخواری کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ یہ جنگلی نفس ان کا راستہ روکے ہوئے ہے۔ نکلے تھے اللہ کی تلاش میں لیکن نفس سے مغلوب ہوکر گناہ میں مبتلا ہوگئے۔ اس لیے اصلی پہلوان وہی ہے جو نفس کو گرادے۔ یوں تو اپنی طاقت سے سب پر ہیبت طاری کیے ہوئے ہیں کہ آپ لوگ سمجھتے نہیں میں کون ہوں، ایک جھانپڑ ماردوں تو ابھی بے ہوش ہوجاؤ گے لیکن خود نفس کے جنگلی سور کے منہ میں چبائے جارہے ہیں اور اس کا احساس بھی نہیں کہ مجھ جیسا بودا اور کمزور کائنات میں کوئی نہیں۔

آسان تہجد

لہٰذا نفس دشمن کو مغلوب کرنے کی فکر ہونی چاہیے۔ روزانہ دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے خوب گڑگڑا کر مانگے کہ اے خدا! گناہوں سے توبہ کرتا ہوں لیکن بار بار میری توبہ ٹوٹ جاتی ہے آپ اپنی مدد بھیج دیجیے۔ بار بار عرض کرچکا ہوں کہ وتر سے پہلے دو رکعت صلوٰۃِ توبہ، صلوٰۃِ حاجت، صلوٰۃِ تہجد کی نیت سے پڑھ لیا کریں۔ اس کا کیا فائدہ ہے؟ یہ مستند بات پیش کررہا ہوں کہ بروایت حدیث شریف، بروئے فقہ شامی، بروئے امداد الفتاویٰ

www.khanqah.org

حکیم الامت تھانوی، قیامت کے دن آپ تہجد گزاروں میں اٹھائے جائیں گے، لیکن جو لوگ آدھی رات کے بعد اُٹھ کر پڑھتے ہیں وہ قابل مبارک باد ہیں وہ اسی وقت پڑھیں۔ اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ سستا سودا پا کر مہنگا والا چھوڑ دو۔ دو قسم کی مٹھائی ہے ایک دس روپے کلو ہے اور دوسری پچاس روپے کلو ہے جو بہت مزیدار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس کو ہمت و توفیق دی ہے وہ مہنگی والی کھائے۔ میں تو ان کے لیے کہتا ہوں جو کم ہمّت ہیں یا صحت کمزور ہے کیوں کہ اکثر لوگوں کی صحت آج کل اس قابل نہیں ہے کہ آدھی رات کو اُٹھ سکیں لہٰذا وہ وتر سے پہلے دو نفل پڑھ کر تہجد کی نعمت حاصل کر لیں تاکہ قیامت کے دن ناقص نہ اُٹھیں کیوں کہ محدثین فرماتے ہیں کہ جو قیامِ لیل نہیں کرے گا ہمیشہ ناقص رہے گا، ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت یہ ہے:

لَيْسَ مِنَ الْكَامِلِيْنَ مَنْ لَّا يَقُوْمُ اللَّيْلَ[23]

میری تمنّا ہے کہ ہمارا ایک دوست بھی ناقص نہ رہے۔ سونے سے پہلے چند رکعات پڑھ کر کاملین میں اٹھائے جائیں۔ علامہ شامی روایت نقل فرماتے ہیں:

وَمَا كَانَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ فَهُوَ مِنَ اللَّيْلِ

لہٰذا علامہ شامی ابنِ عابدین کا فقہی فیصلہ ہے کہ

فَاِنَّ سُنَّةَ التَّهَجُّدِ تَحْصُلُ بِالتَّنَفُّلِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ قَبْلَ النَّوْمِ[24]

یہ علامہ شامی کی عبارت نقل کر رہا ہوں جس سے ساری دنیا کے مفتی فتویٰ دیتے ہیں کہ اس شخص کی سنتِ تہجد ادا ہو جائے گی جو بعد نمازِ عشاء وتر سے پہلے چند نفلیں پڑھ لے گا۔ وتر کے بعد بھی پڑھ سکتا ہے لیکن سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر وتر کو آخر میں پڑھتے تھے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ سنت کے مطابق نفل وتر سے پہلے پڑھ لیں لیکن اگر کبھی بعد میں بھی پڑھ لیں تو جائز ہے، افضل یہی ہے کہ وتر سے پہلے پڑھے اور بعد میں پڑھ لے تو جائز وہ بھی ہے۔

---

۲۳ مرقاۃ المفاتیح: ۳/۱۴۸، باب التحریض علیٰ قیام اللیل، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

۲۴ ردالمحتار: مطلب فی صلوٰۃ اللیل: ۲/۴۶۷، مطبوعۃ، ریاض

www.khanqah.org

کسی پر انعاماتِ الٰہیہ دیکھ کر دُعا مانگنا

بھائی اب ہم آگئے اپنے اس پرانے مطلب پر یعنی کچھ بندوں کو جن کو اللہ تعالیٰ نے جذب فرمایا ان کی داستان شروع کر رہا ہوں تاکہ ان کے صدقہ میں دعا کرلوں جیسے حضرت زکریا علیہ السلام نے جب دیکھا کہ مائی مریم علیہا السلام پر جنت کے کھانے اور پھل آرہے ہیں تو

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ [۲۵]

آپ نے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرلی کہ اے اللہ! جیسے آپ نے مریم پر فضل فرمایا مجھ پر بھی فضل فرمایئے، بڑھاپے میں مجھے اولاد دے دیجیے۔ اللہ تعالیٰ ناممکن کو ممکن کردیتا ہے۔ تو میں بھی آپ کو ان بزرگوں کے حالات سنا کر اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کروں گا کہ جس طرح آپ نے ان پر فضل کیا ہے ہم سب پر بھی فضل کر دیجیے، ہم سب کو جذب نصیب فرما دیجیے۔ قرآنِ پاک کی روشنی میں، قرآنِ پاک کے اسلوب پر میری دُعا ہوگی کیوں کہ ان کی بڑی شان ہے، کوئی چیز ان کے لیے ناممکن نہیں ہے۔ بندہ سمجھتا ہے کہ میں ولی اللہ نہیں ہو سکتا، بعضوں کے حالات اتنے خطرناک ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم سے گناہ نہیں چھوٹ سکتے۔ میں واللہ! قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس دن خدائے تعالیٰ نے اپنی مشیت اور فضل کا ارادہ فرمالیا اُسی دن آپ دیکھیں گے کہ ارے یہ چوہا کہاں سے شیر بن گیا، یہ لومڑی کیسے شیر بن گئی۔ اللہ تعالیٰ کی شان بہت بڑی ہے۔ وہ ذرّہ کو آفتاب کرتا ہے اور سورج کو گرہن لگا کر غائب کر دیتا ہے۔ ذرّہ کو آفتاب کی طرح روشن کرنے پر قادر ہے اور آفتاب کو گرہن میں مبتلا کر کے اس کو روشنی سے محروم کر سکتا ہے۔

حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذب کا واقعہ

پہلے حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذب کا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ آپ

۲۵؎ اٰل عمرٰن: ۳۸

جانتے ہیں کہ یہ کتنے بڑے قاتل ہیں۔ جنگِ اُحد میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا اور بہت بے دردی سے قتل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن اتنا دکھ ہوا کہ آپ نے فرمایا کہ اس کے بدلہ میں ستر کافروں کے ساتھ یہی معاملہ کروں گا اور خُدا کی قسم کھائی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَاِنۡ عَاقَبۡتُمۡ فَعَاقِبُوۡا بِمِثۡلِ مَا عُوۡقِبۡتُمۡ بِهٖ ؕ

اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ بدلہ لیں تو اتنا ہی بدلہ لے سکتے ہیں جتنی آپ کو تکلیف پہنچائی گئی۔ آپ بھی کسی ایک کافر کے ساتھ ایسا کریں۔ ایک یا چند کے بدلہ میں ستر کافروں کو نہیں مار سکتے، لیکن وَلَئِنۡ صَبَرۡتُمۡ لَهُوَ خَيۡرٌ لِّلصّٰبِرِيۡنَ[٢٦] اگر آپ صبر کریں تو یہ بہتر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے صبر کو میرے لیے خیر فرمایا۔ اے صحابہ! سن لو میں صبر اختیار کرتا ہوں، اب کسی ایک سے بھی بدلہ نہیں لوں گا اور میں قسم توڑتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کا کفارہ ادا فرمایا[٢٧] اور کچھ عرصہ بعد حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اب اسلام پیش کیا جارہا ہے۔ اس واقعہ کو تفسیر المدارک کے مصنف علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے جلد ۴، صفحہ ۵۹ پر، تفسیر معالم التنزیل کے مصنف محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی نے جلد ۴، صفحہ ۸۳ پر اور محدثِ عظیم ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۱۴۹ پر بیان فرمایا ہے۔ رئیس المفسرین حضرت عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سگے چچازاد بھائی ہیں روایت کرتے ہیں بَعَثَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اِلٰى وَحۡشِيٍّ يَدۡعُوۡهُ اِلَى الۡاِسۡلَامِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دینے کے لیے پیغام بھیجا کہ اے وحشی! ایمان لے آؤ فَاَرۡسَلَ اِلَيۡهِ تو انہوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جواب بھیجا۔ ذرا دیکھیے پیغامات کے تبادلے ہو رہے ہیں۔ کیا پیغام بھیجا کہ آپ جانتے ہیں اِنَّ مَنۡ قَتَلَ اَوۡ اَشۡرَكَ اَوۡ زَنٰى جو شرک کرے گا، قتل کرے گا، زنا کرے گا آپ جانتے ہیں کہ اس کے

---

٢٦ النحل:١٢٦

٢٧ معارف القرآن للمفتی محمد شفیع العثمانی:٤٢٢/٥

www.khanqah.org

بارے میں آپ کے خدا نے یہ نازل کیا ہے:

وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ [۲۸]

وہ اللہ کے یہاں مجرم ہے۔ اس کو سزا بھگتنا پڑے گی اور اس کو ڈبل عذاب دیا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ کافر بھی قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ حضرت وحشی حالتِ کُفر میں قرآنِ پاک کا حوالہ دے رہے ہیں۔ کَیْفَ تَدْعُوْنِیْ اِلٰی دِیْنِكَ آپ مجھے اسلام کی طرف کیسے دعوت دے رہے ہیں۔ وَاَنَا قَدْ فَعَلْتُ ذَالِكَ كُلَّهٗ میں نے تو ان میں سے کوئی کام بھی نہیں چھوڑا۔ قتل بھی ایسے شخص کو کیا جو اسلام میں سب سے محترم شخصیت تھی۔ میں اُس کا قاتل ہوں اور گناہ کے سب کام کیے۔

اللہ تعالیٰ نے وحشی کے اسلام کے لیے دو آیت نازل فرمائیں۔ دیکھیے یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ ایسے مبغوض، ایسے مجرم، رسولِ خدا کے چچا کے قاتل پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برس رہی ہے۔ کیا ٹھکانہ ہے اس کے حلم کا! دوسری آیت نازل ہو رہی ہے ان کے اسلام کے لیے:

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا [۲۹]

اے رسولِ خدا! وحشی کو آپ پیغام دے دیں کہ اگر وہ توبہ کرلیں اور ایمان لائیں اور صالح عمل کرتے رہیں تو میں ان کے ایمان اور اسلام کو قبول کرتا ہوں۔ دنیا میں ہے کوئی ایسا حلم والا جو اپنے محبوب کے عزیز کے قاتل کو اس طرح بخشے گا! سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو جب اُن کے پاس بھیجا تو اس پر ان کا پیغام سنیے۔ کہتے ہیں هٰذَا شَرْطٌ شَدِيْدٌ یہ تو بڑی سخت شرط ہے کیوں کہ میں توبہ کر سکتا ہوں، ایمان لا سکتا ہوں۔ لیکن وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا ساری زندگی نیک عمل کرتا رہوں اس میں ذرا مجھے اپنے بارے میں اعتماد نہیں ہے لَعَلِّیْ لَا اَقْدِرُ عَلَیْهِ میں شاید اس پر قادر نہ ہو سکوں۔ اب تیسری آیت نازل ہو رہی ہے۔ دیکھیے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے اسلام کے لیے، بدترین مجرم کے لیے آیت پر آیت نازل فرما رہے ہیں اور یہ ناز نخرے دکھا رہے ہیں۔ ہے کوئی ایسا دل گردہ والا جو اپنے مجرم کے ناز نخرے

۲۸؎ الفرقان: ٦٨،٦٩

۲۹؎ الفرقان: ٧٠

برداشت کرے لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمتِ غیر محدود کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا کہ یہ ایمان لانے کے لیے شرطیں لگا رہے ہیں، پیغامات کے تبادلے ہو رہے ہیں۔ اُن کے لیے قرآن کی آیات لے کر جبرئیل علیہ السلام کی آمد ورفت ہو رہی ہے۔ اللہ اکبر! کیا ٹھکانہ ہے ان کی رحمت کا۔ تیسری آیت کیا نازل فرمائی:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَیَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ[30]

اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں معاف کرے گا لیکن اس کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہیں سب معاف کردے گا جس کے لیے چاہے گا۔ یعنی وحشی اگر ایمان لائیں اور شرک سے توبہ کرلیں تو عمل صالح کی بھی قید اُٹھ رہی ہے وَیَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ شرک کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہیں اللہ تعالیٰ بخش دے گا جس کے لیے چاہے گا۔

اب ان کا جواب سنیے۔ پھر پیغام کا تبادلہ ہو رہا ہے۔ کہتے ہیں اَرَانِیۡ بَعۡدُ فِیۡ شُبۡھَۃٍ میں ابھی شبہ میں ہوں کیوں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مغفرت کی آزادی نہیں دی بلکہ مغفرت کو اپنی مشیت سے مقید کردیا کہ جس کو میں چاہوں گا اس کو بخش دوں گا۔ مجھے کیا پتا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میرے لیے ہوگی یا نہیں، وہ میرے لیے مغفرت چاہیں گے یا نہیں فَلَاۤ اَدۡرِیۡ یَغۡفِرُ لِیۡ اَمۡ لَا پس میں نہیں جانتا کہ وہ مجھے بخشیں گے یا نہیں۔

بتایئے پیغامات کے تبادلے سن رہے ہیں آپ لوگ! کیا یہ حق تعالیٰ کا جذب نہیں ہے؟ یہ اُن ہی کا جذب ہے۔ حضرت وحشی کو بھی ابھی خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جذب فرما رہے ہیں۔

کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اب چوتھی آیت نازل ہو رہی ہے:

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ؕ
اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۵۳﴾[31]

---

[30] النسآء:۴۸

[31] الزمر:۵۳

www.khanqah.org

یہ آیت اتنی قیمتی ہے کہ جب یہ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیَ الدُّنْیَا بِھٰذِہِ الْاٰیَةِ

یہ آیت مجھے اتنی محبوب ہے کہ اگر اس کے بدلہ میں مجھے پوری کائنات مل جائے تو وہ عزیز نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِھِمْ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ میرے گناہ گار بندوں کو بتادیجیے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کرلیں، ظلم کرلیے، بے شمار گناہ کرلیے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ تم میری رحمت سے ناامید نہ ہو اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا یقیناً اللہ تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ اب مشیت کی قید بھی نہیں ہے۔ اس قید کو بھی میں ہٹا رہا ہوں تاکہ میرے گناہ گار بندے مایوس نہ ہوں اِنَّ تاکید ہے، اَلذُّنُوْبَ پر الف لام استغراق کا ہے یعنی کوئی گناہ ایسا نہ ہوگا جس کو اللہ نہ بخش دے اور جَمِیْعًا میں تاکید ہے۔ تین تاکیدوں سے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم تمام گناہوں کو بخش دیں گے۔ اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ یہ جملہ تعلیلیہ ہے، معرضِ علت میں ہے۔ یعنی وجہ بھی بتادی کہ ہم کیوں بخش دیں گے کیوں کہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا، بڑا ہی رحمت والا ہے۔ اور اپنے نام پاک غَفُوْرٌ کو رَحِیْمٌ پر مقدم فرمایا کہ معلوم بھی ہے ہم بندوں کو کیوں بخش دیتے ہیں؟ بوجہ رحمت کے۔ اپنی شانِ رحمت کی وجہ سے ہم تمہاری مغفرت فرماتے ہیں۔ تمہارے گناہ محدود ہیں۔ میری مغفرت محدود نہیں ہے۔ میری غیر محدود رحمت کے سامنے تمہارے گناہ ایسے ہیں جیسے ایک چڑیا سمندر سے ایک قطرہ اُٹھالے۔ جو نسبت اس قطرہ کو سمندر سے ہے اتنی بھی تمہارے گناہوں کو میری غیر محدود رحمت و مغفرت سے نہیں۔ بقول حضرت ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کہ کراچی کے ایک کروڑ انسانوں کا پیشاب پاخانہ کراچی کے سمندر میں جاتا ہے لیکن ایک لہر آتی ہے اور سب اٹھالے جاتی ہے اور سب پاک کردیتی ہے۔ یہ سمندر تو محدود ہے۔ اللہ کی رحمت و مغفرت کے غیر محدود سمندر کا کیا عالم ہوگا۔ ایک موج آئے گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے سب گناہوں کو بہالے جائے گی۔

اِس آیت کے نزول کے بعد کیا ہوا۔ اب تبادلۂ پیغامات کا نقشہ بدل گیا۔ حضرت

www.khanqah.org

وحشی کا کام بن گیا۔ کہا نِعْمَ هٰذَا یہ بہت اچھی آیت ہے فَجَاءَ وَاَسْلَمَ پھر آئے اور اسلام قبول کرلیا۔ صحابہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) هٰذَا لَهٗ خَاصَّةٌ اَمْ لِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةٌ کیا یہ آیت وحشی کے لیے خاص ہے یا سارے عالم کے مسلمانوں کے لیے ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا بَلْ لِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةٌ قیامت تک کے تمام مسلمانوں کے لیے اللہ کا یہ فضل عام ہے۔[۳۲]

نادم گناہ گار کی رُسوائیوں کی تلافی

ابا جب بچہ کی خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے تو باپ کی ناراضگی سے اس کی جو ذلت اور رسوائی ہوتی ہے، ہر طرف چرچا ہوتا ہے کہ بڑا نالائق بیٹا ہے تو پھر باپ یہی کہتا ہے کہ میرا بیٹا لائق ہے، اس نے معافی مانگ لی اور اس کو کوئی عہدہ دے دیتا ہے، یا کلفٹن کا کوئی بنگلہ دے دیتا ہے، یا کوئی زبردست مرسڈیز کار دے دیتا ہے یا کوئی فیکٹری اس کے نام لکھ دیتا ہے جس سے لوگ سمجھ جائیں کہ باپ نے اس کو پیار کرلیا۔ اب اللہ تعالیٰ بھی حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ایک فیکٹری لکھ رہے ہیں۔ وہ کیا؟ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا مسیلمہ کذاب جس سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جہاد کرنا پڑا اس کو حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قتل کرادیا۔ اس وقت بہت سے بڑے بڑے صحابہ جرنیل تھے لیکن یہ نعمت حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے لکھی، یہ شرف اللہ تعالیٰ کو حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دینا تھا کہ میرا یہ بندہ قاتلِ حمزہ رضی اللہ عنہ ہے اسی کے ہاتھوں سے اب ایک ذلیل ترین شخصیت کو قتل کرادیا جائے تاکہ اس کی عزت قیامت تک امت کے اندر قائم ہوجائے۔ ہم اپنے اس رسوا اور ذلیل بندے کی قسمت کو بدلنا چاہتے ہیں، ہم اس کی تاریخ بدلنا چاہتے ہیں، ہم اس کی تاریخ کو سنہرے حروف سے لکھوانا چاہتے ہیں لہٰذا اس مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں سے قتل کرادیا۔ اس کے بعد انہوں نے اعلان کیا کہ

۳۲؎ التفسیر النسفی: ۷/۱۲۵، الزمر (۵۳)، دار طیبۃ النشر، ریاض

www.khanqah.org

قَتَلۡتُ فِیۡ جَاهِلِیَّتِیۡ خَیۡرَ النَّاسِ وَفِیۡ اِسۡلَامِیۡ شَرَّ النَّاسِ[۳۳]

میں نے اپنے زمانۂ کفر میں، زمانۂ جاہلیت میں دنیا کے ایک بہترین انسان کو قتل کیا تھا اور اپنے زمانۂ اسلام میں میں نے بدترین انسان کو قتل کیا جو نبوت کا دشمن تھا اور جھوٹا نبی بنا ہوا تھا۔ جس کو اللہ تعالیٰ اپنا بناتا ہے اس کی بگڑی بنانا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے ؎

حُسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

آہ! ذلّت کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح عزت سے تبدیل کردیا۔ اس لیے دعا کیجیے کہ اے خدا! ہماری رسوائیوں اور ذلتوں کے اندھیروں پر اپنے آفتابِ عزت کی کچھ شعائیں ڈال دیجیے تاکہ ہماری ذلّتیں عزتوں سے تبدیل ہوجائیں۔

پیر چنگی کے جذب کا قصہ

حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں ایک چنگ یعنی سارنگی بجانے والے کا قصہ لکھا ہے کہ یہ سارنگی بجایا کرتے تھے، بہترین آواز تھی، ہر وقت گانا گارہے ہیں، سارنگی بجارہے ہیں، آواز ایسی کہ بچے اور جوان، مرد اور عورت ہر وقت گھیرے رہتے ہیں۔ کوئی حلوہ لارہا ہے، کوئی بریانی لارہا ہے، کوئی کباب لارہا ہے، پیسے برس رہے ہیں۔ لیکن جب بڈھے ہوگئے اور آواز خراب ہوگئی تو ساری دنیا ہٹ گئی، سب لوگ بھاگ گئے کہ اب یہ پھوٹا ربانہ، کوّے کی سی آواز کون سنتا ہے۔ اب کوئی پوچھتا نہیں یہاں تک کہ فاقہ کی نوبت آگئی، بھوکوں مرنے لگے تب مدینہ پاک کے قبرستان میں جاکر ایک ٹوٹی ہوئی قبر میں لیٹ گئے اور اللہ تعالیٰ کو اپنا بھجن سنانا شروع کیا۔ سارنگی بھی بج رہی ہے اور بھجن بھی سنارہے ہیں اور کیا سنارہے ہیں کہ اے اللہ! جب میری آواز اچھی تھی تو آپ کے بندے مجھے حلوہ دیتے تھے، مَردوزن، بوڑھے، بچے سب گھیر لیتے تھے اب میری آواز خراب ہوگئی تو آپ کی مخلوق نے مجھ سے بے وفائی کی۔ میں ساری دنیا سے مایوس ہوکر اب آپ کے دروازے پر آپڑا

[۳۳] روح المعانی:۶/۱۳۱،المآئدۃ(۵۳)،داراحیاءالتراث،بیروت

www.khanqah.org

ہوں، اس قبرستان میں اب میں آپ کو اپنی آواز سناؤں گا۔ اگر بچے پر فالج گر جائے، لنگڑا لولا ہو یا اندھا ہو لیکن ماں باپ اس کو رد نہیں کرتے، ہم نے کبھی نہیں سُنا کہ کسی ماں باپ نے لنگڑے لولے بچے کو پھینک دیا ہو۔ آپ نے مجھے پیدا کیا ہے میری آواز کے خریدار آپ ہی ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا آج آپ ہی کو سناؤں گا۔ آپ کی مرضی چاہے تو جِلا دیجیے یا قبر میں سُلا دیجیے، میں تو پہلے ہی لیٹا ہوا ہوں اگر آپ چاہیں تو بھوک سے روح نکال لیں، میں تو قبرستان ہی میں ہوں میرے لیے تو کسی کو قبر بنانے کی بھی ضرورت نہیں۔

بروایت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دکھایا کہ اے عمر! میرا ایک بندہ قبرستان میں لیٹا ہوا ہے۔ گناہ گار زندگی ہے، سارنگی لیے ہوئے ہے اور مجھے رو رو کے یاد کر رہا ہے۔ اس کو جا کر میرا سلام کہیے اور بیت المال سے اس کا ماہانہ مقرر کر دیجیے اور اس سے کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری خراب آواز کو قبول کر لیا ہے اور آیندہ سے تم کو بھیک مانگنے کی، گانے بجانے کی ضرورت نہیں ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر قبر میں جھانکا، جس قبر میں یہ لیٹے ہوئے تھے اس میں جھانکا تو یہ کانپنے لگے کیوں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رُعب بہت تھا۔ میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے سنایا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جا رہے تھے اور پیچھے صحابہ چل رہے تھے کہ اچانک پیچھے مڑ کر دیکھا تو سارے صحابہ گھٹنوں کے بل گر پڑے۔ ایسی ہیبت تھی۔ لہٰذا پیر چنگی کانپنے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم ڈرو مت۔ میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کا سلام اور پیغام لایا ہوں۔ تمھیں خدائے تعالیٰ نے سلام کہلایا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ میں تمہارے لیے وظیفہ مقرر کر دوں۔ ہر مہینے تم کو سرکاری خزانہ سے وظیفہ ملتا رہے گا۔ اب تم کوئی فکر مت کرو۔ پیر چنگی نے فوراً پتھر اُٹھایا اور سب سے پہلے سارنگی توڑی اور حضرت عمر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور کہا اے عمر! گواہ رہنا میں آج کی تاریخ سے کوئی نافرمانی نہیں کروں گا۔ جو اللہ مجھ جیسے ناپاک، روسیاہ، بدکار اور گانا بجانے والے پر اتنی رحمت کر رہا ہے کہ آپ جیسے خلیفۃ المسلمین کو، ایسی مقدس شخصیت کو جس کے اسلام لانے پر فرشتوں نے خوشیاں منائی تھیں، مجھ جیسے نالائق کے پاس بھیج رہا ہے اور سلام کہلوا رہا ہے اور بیت المال سے میرے لیے وظیفہ بھی مقرر

کرادیا میں ایسے اللہ کو کیسے ناراض کروں؟

اس موقع پر میرے شیخ مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ مثنوی کا ایک شعر مست ہو کر پڑھا کرتے تھے اور جس انداز سے پڑھتے تھے میں اسی انداز سے آپ کے سامنے پڑھوں گا۔ شیخ کے پڑھنے کا انداز بھی شانِ جذب رکھتا تھا اور شعر بھی شانِ جذب کا ہے۔ جب چنگ بجانے والا ایک فاسق توبہ کر کے ولی اللہ ہو گیا اس وقت حضرت رومی نے یہ شعر پیش کیا ہے ؎

پیر چنگی کے بود خاصِ خُدا

سنیے جب حضرت پڑھتے تھے تو اس طرح سے ہاتھ پھیلا لیتے تھے ؎

پیر چنگی کے بود خاصِ خُدا

یہ چنگ بجانے والا کب خُدا کا خاص بندہ ہو سکتا تھا ؎

حبذا اے جذب پنہاں حبذا

اے خدا! تیرے جذب کی صفت کی کروڑہا کروڑہا تعریف کہ آپ نے پوشیدہ طور پر اس کی روح کو جذب کیا۔ جب ہی تو اس نے قبرستان میں آپ کو یاد کیا ورنہ آپ کو کہاں یاد کر سکتا تھا۔ یہ شعر میرے شیخ بڑے مست ہو کر پڑھتے تھے۔ کیسے پڑھتے تھے پھر سنیے ؎

پیر چنگی کے بود خاصِ خُدا

حبذا اے جذب پنہاں حبذا

سارنگی بجانے والا کب خدا کا خاص ولی ہو سکتا تھا لیکن اے خدا! بے شمار تعریفیں ہوں تیری صفتِ جذب کی، عجیب شان ہے تیری صفتِ جذب کی کہ جس نے پوشیدہ طور پر اس کو آپ تک پہنچایا۔ جس کو تو چاہے تو سو برس کے کافر کو جذب کر کے فخر اولیاء بنا سکتا ہے ؎

جوش میں آئے جو دریا رحم کا

گبرِ صد سالہ ہو فخر اولیاء

اگر خدا ارادہ کرلے اور اپنی رحمت کا دریا بہا دے تو سو برس کا کافر خالی ولی ہی نہیں فخر اولیاء ہو سکتا ہے۔

www.khanqah.org

اب میرے دل میں پھر پچھلے جمعہ کی طرح بریک لگ رہی ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چوں فتاد از روزنِ دل آفتاب

میری مثنوی کے ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار ہوچکے مگر میرے دل کی کھڑکی کے سامنے جس آفتاب سے مجھے علم آرہا تھا اللہ کے فیض کا وہ آفتاب غروب ہوگیا۔

ختم شد وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

تو میری مثنوی ختم ہورہی ہے۔ بس میری تقریر بھی اب ختم ہورہی ہے۔ جذب کا بیان ابھی باقی ہے۔ ان شاءاللہ آیندہ جمعہ کو جذب کے بہت اہم واقعات پیش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ میری زندگی میں اور آپ کی زندگی میں برکت دے صحت و عافیت کے ساتھ۔ اور اس نیت سے میں یہ حالات پیش کررہا ہوں کہ میرے اللہ کو ہم نالائقوں پر رحم آجائے کہ یہ ہمارے جذب کی داستان سنارہا ہے، میرے جذب کے کمالات بیان کررہا ہے، میری شانِ جذب کے گیت گارہا ہے تو کیوں نہ میں اس کو اور اپنے ان بندوں کو صفتِ جذب سے نوازش کردوں۔

دُعا

اب دعا کیجیے، اللہ جن بندوں کے تذکرے ہوئے اپنی رحمت سے آپ نے ان کو کہاں سے کہاں پہنچایا۔ ہم گناہ گاروں کو بھی جذب فرمالے۔ ہماری ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو بھی جذب فرمالے۔ اختر کو اور اس کے گھر والوں کو، آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو یا اللہ! اپنی صفتِ جذب سے ہم سب کو جذب فرمالے تاکہ ہمیں پھر کوئی کھینچ نہ سکے۔ اے خدا! ہمارے قلب و جاں کو اپنی ذات پاک کے ساتھ اس طرح چپکا لیجیے جیسے ماں چھوٹے بچے کو چپکا لیتی ہے اور اس پر دوپٹہ بھی ڈال دیتی ہے اور ٹھوڑی اس کے سر پر رکھ دیتی ہے اور محبت سے اس کو دبالیتی ہے۔ اے خُدا! ہمارے قلب و جاں کو اپنی ذات پاک کے ساتھ اس طرح چپکا لیجیے کہ ہماری روح آپ سے ایسی چپک جائے کہ حُسن کی دنیا، مال و دولت کی دنیا، تکبر و عزت کی دنیا، پوری دنیا ہمیں آپ سے ایک اعشاریہ نہ کھینچ سکے، ایک بال کے برابر کوئی ہمیں آپ سے الگ نہ کرسکے۔ بس اپنی رحمت سے ہماری دعاؤں کو قبول فرمالیجیے، یا اللہ! ہمارے قلب

www.khanqah.org

و جاں کو اپنی ذات پاک سے اس طرح چپکا لیجیے، جذب فرمالیجیے آپ کے جذب کے بعد پھر کسی کی طاقت نہیں جو ہمیں آپ سے کھینچ سکے، ماں سے بچّے چھینے جاسکتے ہیں کیوں کہ ماں کمزور پڑ سکتی ہے۔ اگر کوئی تگڑا غنڈا آجائے تو ماں سے اس کا بچّہ چھین سکتا ہے چاہے کتنا ہی جذب کیے ہو، کتنا ہی دبائے ہوئے ہو لیکن کوئی زیادہ طاقت والا غنڈا ماں کو دو طماچے مار کر بچہ چھین سکتا ہے لیکن اے خدا! جس کو آپ اپنی رحمت کی گود میں چھپالیں اپنا تحفظ عطا فرمادیں، اپنی حفاظت مقدر فرمادیں تو اس کو کوئی شیطان، کوئی نفس، کوئی گمراہ کن ایجنسی کسی قسم کے نمکین اور حسین، نہ حسین عورتیں نہ حسین لڑکے اس کو اے خدا! آپ سے ایک اعشاریہ الگ نہیں کرسکتے۔ لہٰذا اختر آپ سے اپنے دردِ دل کے ساتھ اور قلب و جاں کے ساتھ اور نہایت ہی عاجزانہ الحاح اور گڑگڑا کر یہ دعا کرتا ہے کہ اے خدا! جانِ اختر کو بھی جذب فرمالے، جانِ مظہر کو بھی، جانِ منظر کو بھی، میرا خاندان مختصر سا ہے اے خدا! ہم سب کو جذب فرمالے مع ہمارے بال بچوں کے اور جو میرے دوست احباب یہاں ہیں اور جو آپ حضرات یہاں تشریف لائے ہیں اور جو عورتیں یہاں آئیں ہیں ان سب کو بھی اور ان کے گھر والوں کو بھی اپنی رحمت سے جذب فرمالے اور اس طرح اپنا بنالے کہ ہم یہ کہہ سکیں۔

دونوں جانب سے اشارے ہوچکے
ہم تمہارے تم ہمارے ہوچکے

ہمیں ایسا جذب فرمائیے کہ ہم اس شعر کو پڑھ کر مست رہیں اور اللہ ہم سب کو صحت و عافیت بھی عطا کردے۔ ہم میں سے جو بیمار ہیں، اختر ہو یا کوئی اور جس کو بیماری ہو اے اللہ! اسے شفائے عاجلہ، کاملہ، مستمرہ عطا فرما۔ جس کو گناہ کی عادت ہو، جو روحانی بیماری ہو اس کو اس کی روحانی بیماری سے شفا عطا فرما اور گناہوں سے حفاظت مقدر فرمادے۔ جس کی جو جائز حاجت ہو پورا فرمادے، بیٹی کا رشتہ نہ مل رہا ہو اس کو رشتہ عطا فرمادے۔ جو شوہر ظالم ہو اس کو توفیق دے دے کہ وہ اپنی بیوی کو نہ ستائے، جو بیویاں ظالم ہوں ان کو توفیق دے دے کہ اپنے شوہروں کو نہ ستائیں۔ یاربّ العالمین! غفلت سے ہم جو اپنے اوپر ظلم کررہے ہیں، اپنی عزت آبرو کا گناہوں کے خبیث مقامات کے عوض سودا کررہے ہیں، اے خدا! ہم سب کو جملہ نافرمانیوں سے حفاظت نصیب فرما، ایمان پر خاتمہ مقدر فرما۔ سلامتیٔ اعضا اور سلامتیٔ ایمان

www.khanqah.org

کے ساتھ زندگی نصیب فرما اور سلامتیٔ اعضا اور سلامتیٔ ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھا اور ایمان پر خاتمہ کے بعد میدانِ محشر میں بے حساب مغفرت فرما کر جنت میں اسی طرح اکٹھا فرما دے جیسے کہ یا اللہ! ہم سب آپ کے نام پر جمع ہیں۔

اس اجتماع میں زبان کا سوال نہیں۔ کتنے سندھ کے ہیں، کتنے پنجاب کے ہیں۔ یا اللہ! نہ یہاں کوئی وطنیت ہے نہ لسانیت ہے، صرف آپ کی محبت کے نام پر یہ اجتماع ہے۔ اپنے نام کے صدقے، اپنی عزت کے صدقے، اپنی عظمت کے صدقے اس اجتماع کو قبول فرما۔ اس اجتماع کو بعینہٖ جنت میں اکٹھا کردے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ
اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ مَلِیْکٌ مُّقْتَدِرٌ مَّا تَشَاءُ مِنْ اَمْرٍ یَّکُوْنُ اَسْعِدْنَا فِی الدَّارَیْنِ
وَکُنْ لَّنَا وَلَا تَکُنْ عَلَیْنَا وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیْنَا وَاَعِذْنَا مِنْ
ھَمِّ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ وَشَمَاتَۃِ الْاَعْدَاءِ
وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

❁❁❁❁

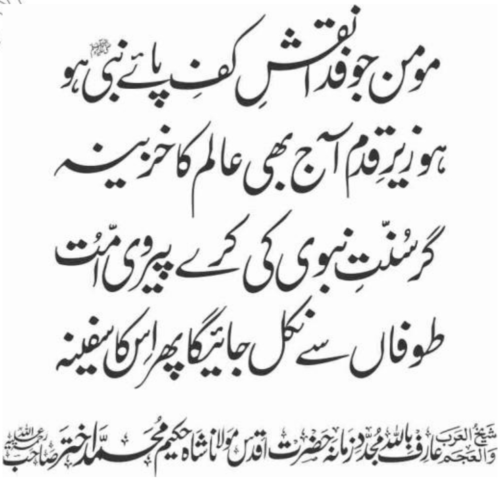

www.khanqah.org

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۱

تجلّیاتِ جذب

(حصہ سوم)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تجلیاتِ جذب

(حصہ سوم)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰہُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْۤ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ ﴿۱۳﴾ [۳۴]

الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ یہ تیسرا جمعہ ہے کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی ایک صفت کا بیان ہو رہا ہے جس کا قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ اللہ جس کو چاہتا ہے اسے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جو محنت کرتے ہیں ان کو بھی اللہ اپنا بنالیتا ہے۔

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں جس کو چاہتا ہوں اور میری مشیّت اور میرا فیصلہ اور میرا ارادہ جس بندے کے متعلق یہ ہو جائے کہ میں اس کو اپنا ولی بنالوں ساری دُنیا کی طاقت میرے راستے میں اس کے رواں دواں ہونے میں اور اس کے ارتقاء میں حائل نہیں ہو سکتی کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت عزیز ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نام عزیز کے معنیٰ

عزیز اللہ کا ایک نام ہے۔ عزیز کا ترجمہ مفسرین اور محدثین نے کیا ہے: اَلْقَادِرُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ جو ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہو۔ وَلَا یُعْجِزُہٗ شَیْءٌ فِی اسْتِعْمَالِ قُدْرَتِہٖ

---

[۳۴] الشوریٰ:۱۳

www.khanqah.org

نکرہ تحت النفی ہے یعنی کوئی طاقت اللہ کے ارادے میں اور استعمالِ قدرت میں حائل نہ ہو سکے، نہ کوئی روڑا اٹکا سکے۔ بس اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ہماری ہدایت کا اور ہمیں اپنا ولی بنانے کا ارادہ فرمالیں ان شاء اللہ کام بن گیا۔ کیوں کہ حق تعالیٰ کے ارادے میں اور مراد میں کوئی تخلف ناممکن اور محال ہے۔ جس چیز کا اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے اس کے ارادے پر مراد کا ترتب لازم ہے۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ کسی بات کا ارادہ فرمائیں اور ان کی مراد میں تخلف واقع ہوجائے لہٰذا اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا احسان ہے کہ انہوں نے ہمیں اپنی اس صفت سے آگاہ فرمایا۔ یہ دلیل ہے کہ وہ ہم کو دینا چاہتے ہیں۔ اگر ابا چاہتا ہے کہ یہ خزانہ بچوں کو نہ دوں تو بچوں کو بتاتا بھی نہیں ہے۔ جو کچھ اللہ پاک نے اپنے خزانے بتائے ہیں وہ ہمیں دینے کے لیے ہیں، اور اگر سارے عالم کے ایک ایک فرد کو اللہ تعالیٰ اپنا ولی بنالے تو اللہ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہوسکتی کیوں کہ وہ کریم ہے۔

کریم کی تعریف

کریم کی دو صفت پیش کرتا ہوں ایک یہ کہ جو نالائقوں پر مہربانی کردے لہٰذا اس مجمع میں کوئی اپنی نااہلیت اور نالائقیت کی وجہ سے مایوس نہ ہو کیوں کہ ہمارا اور آپ کا پالا کریم مالک سے ہے اور کریم کی تعریف محدثین نے یہ کی ہے: اَلْکَرِیْمُ ھُوَ الَّذِیْ یُعْطِیْ بِدُوْنِ الْاِسْتِحْقَاقِ کریم وہ ہے جو بلا حق بلا قابلیت بلا اہلیت عطا کردے، اور دوسری یہ ہے کہ وَلَا یَخَافُ نَفَادَ مَاعِنْدَہٗ جو اپنے خزانے کے ختم ہونے کا اندیشہ نہ کرے۔[۳۵] لہٰذا سارے عالم کو اگر اللہ تعالیٰ ولی بنالیں تو اللہ کے خزانۂ کرم میں ایک ذرہ کمی نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی عظمت میں ایک ذرہ اضافہ بھی نہ ہوگا۔ اگر ساری دنیا شیطان ہوجائے اور کفر میں مبتلا ہوجائے تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کو ایک ذرہ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ہمارے سجدوں سے ہمیں عزت ملتی ہے۔ ہمارے سبحان اللہ سے ہم پاک ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ تو پاک ہیں ہی، لیکن جو اُن کی پاکی بیان کرتا ہے، سبحان اللہ، سبحان اللہ کہتا ہے تو اللہ کی پاکی اور تسبیح بیان کرنے کے

---

[۳۵] مرقاۃ المفاتیح: ۳/۲۱۲، باب التطوع، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

www.khanqah.org

صدقہ میں اللہ تعالیٰ اس کو پاک کر دیتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

من نہ گردم پاک از تسبیح شاں

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اے دنیاوالو! میں تمہارے سبحان اللہ کہنے سے پاک نہیں ہوتا، میں تو پاک ہی ہوں، لیکن جب تم سبحان اللہ کہتے ہو اور میری پاکی بیان کرتے ہو تو اس کے صدقہ میں ہم تم کو پاک کر دیتے ہیں ؎

پاک ہم ایشاں شوند و درفشاں

جو سبحان اللہ کہتے ہیں وہ پاک ہوتے ہیں، ہم تو پاک ہیں ہی، تمہارے پاک کہنے سے ہم پاک ہوں گے؟ اللہ تعالیٰ کی عظمتِ شان کا کیا کہنا!

حصولِ رحمت کا ذریعہ گریہ وزاری ہے

اسی لیے عرض کرتا ہوں کہ اس خزانہ کو ہم سب مانگتے رہیں کہ اے خدا! ہم نے اپنے دست وبازو کو بہت آزمالیا، ہم نے اپنے ارادوں کی طاقت کو آزمالیا، بارہا توبہ کی بارہا توبہ شکنی کی۔ ہمارے عزم کی رُسوائیاں آپ کی عظمت اور برتری کی دلیل ہیں ؎

تیری ہزار رفعتیں تیری ہزار برتری
میری ہر اک شکست میں میرے ہر اک قصور میں

کیوں کہ جب بندہ دیکھتا ہے کہ میں پکا ارادہ کرتا ہوں پھر بھی توبہ ٹوٹ جاتی ہے لہٰذا سوائے آہ وزاری کے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس لیے مولانا رومی نے نصیحت فرمائی کہ ؎

زور را بگزار و زاری را بگیر

اے لوگو! طاقت سے اللہ تک نہیں پہنچو گے، زاری اختیار کرو ؎

رحم سوئے زاری آید اے فقیر

اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے جب بندہ روتا ہے، جب بچہ روتا ہے ماں کی چھاتی سے دودھ اترتا ہے ؎

چونہ گرید طفل کے جوشد لبن

www.khanqah.org

جب تک بچہ نہیں روتا ماں کی چھاتی سے دودھ نہیں اترتا۔ ماں کی چھاتی میں خون بھرا ہوتا ہے۔ جب پیدا ہوکر بچہ نے رونا شروع کیا تو وہی خون فوراً دودھ سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ بچے کی پیدائش سے ایک سیکنڈ پہلے ساری چھاتی خون سے بھری ہوئی ہے اور جیسے ہی بچہ پیدا ہوا اور رویا اس کے رونے میں کیا کرامت اللہ نے رکھی ہے کہ اسی وقت ماں کا سارا خون جو چھاتیوں میں ہے دودھ سے مستحیل اور متبدل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی یہی شان ہے۔ ایک نافرمان، صفتِ غضب کے تحت ہے لیکن ذرا سارویا کہ مالک مجھ کو معاف کر دیجیے، مجھ سے خطا ہوئی اسی وقت حق تعالیٰ کی صفتِ غضب صفتِ رحمت سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ ابھی تو سزا کا مستحق تھا اب عطا کا مستحق ہو گیا۔ مستحق سزا پر عطائیں اور رحمتیں نازل ہو رہی ہیں۔

جوش میں آئے جو دریا رحم کا
گبر صد سالہ ہو فخر اولیاء

جب اللہ کی رحمت کے دریا میں جوش آتا ہے تو سو برس کا کافر فخر اولیاء بن جاتا ہے۔

پیرانِ پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے کا واقعہ

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ ہے، دو بجے رات کو حکم ہوا کہ بغداد سے موصل جاؤ۔ وہاں سے موصل پہنچے۔ ایک ابدال کا انتقال ہو رہا تھا، سارے ابدال جمع تھے۔ خواجہ خضر علیہ السلام نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اپنے زمانے کے غوث تھے۔ علماء اور محدثین نے لکھا ہے کہ غوث کو روزانہ اللہ تعالیٰ سے ایک وقت خاص قرب کا عطا ہوتا ہے کہ پوری دُنیا میں ایسا قرب کسی کو نہیں عطا ہوتا۔ جب شیخ عبد القادر جیلانی کا وہ وقت آیا کہ جس وقت روئے زمین پر اتنا مقرب کوئی نہیں تھا، اس وقت انہوں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ یہ جو ابدال انتقال کر گیا اب دوسرا ابدال کہاں سے لاؤں، اب کس کو آپ اس کرسی پر بٹھانا چاہتے ہیں اور ابدال کون ہیں؟ اس پر ایک واقعہ یاد آگیا۔ ایک گاؤں کے آدمی نے کہا میں ابدال ہو گیا ہوں حالاں کہ جو اصلی ابدال ہوتا ہے وہ اپنے کو جتاتا نہیں

ہے۔ یہ نقلی تھا، اس لیے جب حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خبر دی گئی کہ ایک گاؤں میں ایک شخص کہتا ہے کہ میں ابدال ہو گیا ہوں تو فرمایا کہ یہ ظاہر کرنے والا اور اکڑنے والا ابدال ہو ہی نہیں سکتا۔ ہاں پہلے گوشت تھا اب دال ہو گیا ہے یعنی تکبر کی نحوست سے اب دال ہو گیا یعنی اس کا درجہ گر گیا۔

تو پیرانِ پیر شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم ہوا کہ آپ جائیے ایک بستی ہے اور وہاں ایک عیسائی ایک گرجا گھر میں اپنے عیسائی مذہب پر ذوالنار پہنے ہوئے مشغول عبادت ہے آپ جائیے اور اس سے کہیے ذوالنار توڑ ذوالنور بن۔ ذوالنار توڑ دے اور کلمہ پڑھ اور اس کو ابدال کی کرسی پر بٹھا دیجیے۔ اس بڑے ولی اللہ کے درجہ پر اس کو بٹھا دو جو ابھی حالتِ کفر میں ہے۔

جوش میں آئے جو دریا رحم کا
گبر صد سالہ ہو فخر اولیاء

اللہ کی رحمت کے دریا میں جب جوش آتا ہے تو سو برس کے کافر کو فخر اولیاء بنا رہے ہیں۔ بڑے پیر صاحب شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو گرجا گھر میں جا کر پکڑا اور فرمایا جلدی توبہ کر عیسائی مذہب سے۔ اب اسلام کے سوا کوئی مذہب قبول نہیں۔ اللہ کے نزدیک اسلام ہی مقبول دین ہے:

وَمَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡہُ ۚ[۳۶]

اِسلام کے سوا اگر کوئی عیسائیت، یہودیت، ہندویت یا کوئی بھی مذہب اختیار کرے گا، اللہ کے یہاں اس کی قبولیت کا کوئی درجہ نہیں ہے۔ وہ دین مردود ہے جو اسلام کے علاوہ ہو۔ جلد عیسائیت سے توبہ کر اور ذوالنار توڑ دے۔ اس نے فوراً توڑ دیا۔ یہ اس نے اتنی جلدی ہدایت کیوں قبول کرلی؟ اللہ میاں نے پہلے ہی اس کا کام بنا دیا تھا اور اس کے دل کو ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت عطا فرمادی تھی۔ پھر اس نے کہا اب کیا پڑھوں؟ فرمایا پڑھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا فرض ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام اور

۳۶؎ اٰل عمرٰن: ۸۵

www.khanqah.org

دوسرے پیغمبروں کو پیغمبر ماننا بھی ضروری ہے، ہمارے ذمہ ہر نبی کو ماننا فرض ہے، کسی نبی کی توہین حرام اور کفر ہے لیکن تعمیل احکامِ نبوت اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چلے گی۔ قیامت تک اب ان کی شریعت ہوگی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آخری نبی نہیں مانے گا وہ کافر اور مردود ہو جائے گا۔ لہٰذا اس نے کلمہ پڑھا۔ اور کہا اب کیا کروں؟ فرمایا اب کرنا کیا ہے، چل ایک ابدال کا انتقال ہو گیا ہے اس کی کرسی پہ جا کے بیٹھ جا۔

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

لَبَّيْكَ يَا عَبْدِىْ

شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک ہندو ایک بُت کے سامنے کہتا تھا صنم صنم صنم۔ ایک دن غلطی سے نکل گیا صمد۔ بس فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی لَبَّيْكَ يَا عَبْدِىْ اے میرے بندے میں حاضر ہوں۔ اس نے ڈنڈا اُٹھایا اور اپنے بتوں کے سر پر دے مارا اور کہا ظالمو! نوّے سال سے تمہارا نام لے رہا ہوں اور تم نے کوئی جواب نہیں دیا، آج غلطی سے مسلمانوں کے خدا کا نام صمد نکل گیا تو اللہ تعالیٰ نے لبیک فرمایا، وہاں سے جواب آ گیا۔ یہ کیا بات ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت ہے۔ یہی جذب ہے۔ یہ سب جذب کے قصے اس لیے سنا رہا ہوں تاکہ حق تعالیٰ کی رحمت ہم لوگوں پر بصورتِ جذب نازل ہو جائے اور ہمارے دل و جان جذب ہو جائیں، کیوں کہ ہم نے اپنے دست و بازو کو آزما لیا ہے، کتنی توبہ کر کے توڑ چکے ہیں؟ ہرن کا شکار کرنے نکلے تھے لیکن افسوس کہ جنگلی سؤر کے منہ میں یعنی نفس کی بُری خواہشات کے منہ میں جکڑے ہوئے ہیں اور ذلت و خواری کے ساتھ پسے جا رہے ہیں، نکلنا چاہتے ہیں نکل نہیں پاتے۔ اس لیے دوستو! آخر میں یہی معاملہ کرو جو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کی کہ۔

غالبی بر جاذباں اے مشتری

اے میرے خریدنے والے! آپ ساری دنیا کے حسینوں کے جذب پر، مال و دولت کے جذب پر، الیکشن وزارتِ عظمیٰ کے جذب پر آپ سب پر غالب ہیں۔ آپ جس کو اپنا بنانا چاہیں گے

www.khanqah.org

پھر اس کو کوئی اپنی طرف نہیں کھینچ سکتا۔

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا
ان ہی کا ان ہی کا ہوا جا رہا ہوں

جذب کے متعلق ایک لطیفہ

بس اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو اپنا یہ جذب نصیب فرمائیں، لیکن بعض لوگ جذب کے معنیٰ نہیں سمجھتے۔ ایک دیہاتی تھا وہ روزانہ یہی کہتا تھا یا اللہ! مجھ کو جذب کر لے، ایک مسخرے مذاقی آدمی نے سنا تو یہ کیا کہ جس درخت کے نیچے وہ دعا مانگتا تھا کہ یا اللہ! مجھے کھینچ لے اسی پیڑ پر رسی لے کر بیٹھ گیا۔ بے چارہ بھولا بھالا آدمی جب اس نے کہا کہ اے خدا مجھے جذب کر لے تو اس نے رسی لٹکا دی اور عجیب و غریب آواز میں کہا کہ اے شخص تیری دعا میں نے قبول کرلی۔ اس رسی میں اپنی گردن باندھ لے آج میں تجھ کو جذب کرتا ہوں۔ اس نے جلدی سے خوشی میں باندھ لیا کہ اب تو راستہ طے ہو جائے گا لیکن جب اس نے رسی کو کھینچا تو گردن دبنے لگی آنکھیں باہر اُبلنے لگی تو اس نے کہا اے اللہ! میں تیرے جذب سے باز آیا، مجھے نہیں پتا تھا کہ آپ کے کھینچنے میں اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ آنکھیں بھی نکلی آرہی ہیں گردن دبی جارہی ہے، میں تو مر ہی جاؤں گا۔ اس سے بہتر ہے کہ آپ مجھ کو سالک ہی رہنے دیجیے۔ مجھ کو جذب نہ کیجیے۔ کھینچنے والے کو ہنسی آگئی اور اس نے رسی چھوڑ دی، وہ گردن سے رسی کھول کر بھاگا۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ اتنا ڈر گیا کہ اس کے بعد اس درخت کی طرف دیکھتا بھی نہیں تھا کہ کہیں پھر اللہ جذب نہ کرلیں۔

اثرِ جذب کو قلب و جاں محسوس کرتے ہیں

لیکن یہ نادانی ہے، اللہ تعالیٰ کو رسی کی ضرورت نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو جذب کرتا ہے تو اس کے قلب و جاں اس جذب کو محسوس کرتے ہیں۔

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

جب اللہ تعالیٰ جذب فرماتا ہے تو قلب و جاں محسوس کرتے ہیں کہ کوئی ہم کو یاد کر رہا ہے، کوئی ہمیں مسجد کی طرف بلا رہا ہے، کوئی ہمیں اللہ والوں کے پاس جانے کی توفیق دے رہا ہے، گناہوں سے نفرت اور کراہت کے مضامین دل میں آرہے ہیں کہ چند دن میں یہ سارے حسین، لڑکا ہے تو بڈھا ہو جائے گا، لڑکی ہے تو بڈھی ہو جائے گی۔ اس کا مراقبہ اس کو ایسا قوی دے دیتے ہیں کہ ان چیزوں سے دل لگانا وہ اپنی حماقت اور اپنی نادانی اور اپنے وقت کو ضایع کرنا سمجھتا ہے۔ وہ خوب سمجھ جاتا ہے کہ یہ آنکھیں اور یہ گال ہمیں گندے مقامات کی طرف لے جاتے ہیں۔ ابلیس شیطان مردود، دھوکے باز بزنس مین ہے۔ گال اور آنکھیں دکھا کر، اچھا سودا دکھا کر خبیث اور گندے مقامات پر آبرو ریش مبارک کی پہنچا دیتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ان چیزوں کی بُرائی کو یقین کے ساتھ ڈال دیتا ہے۔ ہر وقت اس کو جذب میں رکھتے ہیں۔ وہ کہاں جا سکتا ہے جس کو خدا کھینچے ہوئے ہو۔

اب جذب کے واقعات سناتا ہوں۔ میں نے سوچا تھا کہ آج اس مضمون کو ختم کردوں گا لیکن میری کوئی ضمانت نہیں ہے کیوں کہ زبان تابع ہے رحمٰن کے، عبد کی زبان تابع رحمٰن ہے۔ دیکھتا ہوں کہ کہاں تک گاڑی چلتی ہے، جتنے اسٹیشن آسکیں گے آسکیں گے ورنہ پھر ان شاء اللہ آیندہ۔

اب مرا نام بھی آئے گا ترے نام کے ساتھ

حضرت سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم رحمۃ اللہ علیہ کو اس لیے ترجیح دے رہا ہوں کہ یہ بادشاہ تارکِ سلطنت تھے اور ان کا تذکرہ علامہ آلوسی سیّد محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں کیا ہے، تو جن کے تذکرے تفسیروں میں آرہے ہوں بقول شاعر ؎

اب مرا نام بھی آئے گا ترے نام کے ساتھ

ان کو ترجیح کیسے نہ دوں۔ جو اللہ پر مرتا ہے تو جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہاں اس کا بھی نام لیا جاتا ہے۔ آپ بتایئے دنیا کے کتنے بادشاہ قبروں میں سوئے ہوئے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں، ایک سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم ہیں جن کو علامہ آلوسی اپنی تفسیر پارہ ۴ کی ایک آیت کی تفسیر میں پیش کررہے ہیں۔

www.khanqah.org

مَا کَسَبُوْا کی تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا [۳۷]

جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس گناہ کی نحوست سے شیطان اس کے دل پر اپنا اڈہ جمالیتا ہے کیوں کہ گناہ سے اندھیرا پیدا ہوتا ہے، چمگادڑ اندھیرے میں رہتا ہے، شیطان کس چمگادڑ سے کم ہے وہ بھی اندھیرے دل میں فوراً اپنا مرکز و ہیڈ کوارٹر بنالیتا ہے۔ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ ہر وقت شیطان اس کو پھسلاتا رہتا ہے۔ایک گناہ سینکڑوں گناہ کا ذریعہ بنتا ہے۔

بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا شیطان کو کوئی قدرت اللہ نے اپنے خاص بندوں پر نہیں دی لیکن بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اپنے بُرے کرتوت کی وجہ سے شیطان کے قبضہ میں آجاتا ہے کیوں کہ جب کوئی بچہ نافرمانی کرکے اپنے ابا سے دور ہوتا ہے تو غنڈے بد معاش اس کو قابو میں لے آتے ہیں ورنہ اگر کوئی شخص مضبوطی کے ساتھ اللہ سے وابستہ ہو تو شیطان کی کوئی طاقت نہیں کہ اس کو اپنے قابو میں لا سکے، ایک معمولی بچہ اگر اپنے ابّا کی گود میں ہو تو ہے کسی کی مجال جو باپ سے چھین لے! باپ جان دے دے گا مگر بچے کو نہیں چھوڑے گا۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہے تو کیسے کوئی ظالم غنڈا اسے چھین سکتا ہے۔ لہٰذا علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ جب دل میں اندھیرے چھاگئے اور شیطان نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنا لیا تو پھر اسے بھگانے کا کیا طریقہ ہے؟ فرماتے ہیں کہ اندھیرے کو نور سے بدل دیجیے، شیطان روشنی میں نہیں رہتا لہٰذا جلدی سے توبہ کرلو۔ اللہ سے معافی مانگ لو کیوں کہ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا مَجَالَ لَهٗ عَلٰى قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ آدم علیہ السلام کے بیٹوں کے دل پر وہ اسی وقت طاقت سے قبضہ جماتا ہے جب کہ وہ گناہوں سے اندھیرا پیدا کرلیں، اور جب ندامت اور شرمندگی ہوجائے، توبہ کرلے تو اس کے انوار سے پھر دل میں اجالا ہوجاتا ہے اور اجالا دیکھ کر شیطان بھاگ جاتا ہے۔چمگادڑ کو حق

---

[۳۷] اٰل عمرٰن:۱۵۵

www.khanqah.org

حاصل نہیں ہے کہ وہ سورج سے آنکھ ملا سکے۔ ظلمت پرست ہے، شیطان بھی ظلمت پرست ہے بھاگ جاتا ہے وہاں سے اِذَا اسْتَنَارَتِ الْقُلُوْبُ بِاَنْوَارِ التَّوْبَةِ وَالنَّدَامَةِ [۳۸] نورِ تقویٰ سے اور نورِ توبہ سے جب روشنی دل میں آئی، جب قلوب مستنیر ہوگئے تو شیطان کی طاقت ختم ہوگئی اور وہ وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔ اس واقعہ کے بعد پھر علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی جلد ۴ میں حضرت سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم کا واقعہ بیان کیا ہے۔ میں عش عش کر گیا کہ واہ رے خدا کے عاشق! ایک سلطنت کیا چھوڑی کہ سلطنتِ دائمی مل گئی کہ ان کا تذکرہ تفسیروں میں آرہا ہے۔

اب مرا نام بھی آئے گا ترے نام کے ساتھ

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تفسیر

جب یہ آیت نازل ہوئی:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿۴﴾ [۳۹]

اللہ نے آپ کا نام بلند کر دیا (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا اس کی تفسیر کیا ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ فَاِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيَ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب میرا نام لیا جائے گا تو میرے ساتھ آپ کا نام بھی لیا جائے گا۔ اگر کوئی ساری زندگی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھے گا اور (آپ کا نام) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نہیں پڑھے گا تو کافر مرے گا۔ اُسے جہنم میں ڈال دوں گا۔ مجھے آپ اتنے زیادہ محبوب ہیں کہ آپ کے بغیر کوئی لاکھ میری پوجا کرے، عبادت کرے، ساری زندگی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھتا رہے لیکن اگر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نہیں کہے گا تو اس کو دوزخ میں ڈال دوں گا، یہ ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تفسیر۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان القرآن میں بحوالہ تفسیر الدر المنثور یہی لکھا ہے: اَیْ اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ

---

۳۸ روح المعانی: ۳۱۶/۲، اٰل عمرٰن (۱۵۵)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

۳۹ الشرح: ۴

www.khanqah.org

مَعِیَ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب میرا نام زمین پر لیا جائے گا تو آپ کا نام بھی لیا جائے گا میں نے اپنے نام کے ساتھ آپ کا نام لازم کر دیا ہے۔ اذانوں میں بھی جہاں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہو گا وہیں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ بھی ہو گا۔

شہادتِ باطنی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو بھی یہ درجہ ملتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے نبی پاک کی سنت اور شریعت پر انسان جان دیتا ہے ہر وقت دیکھتا ہے کہ سنت کا کیا تقاضا ہے؟ ہر وقت دیکھتا ہے کہ حق تعالیٰ کی شریعت کا کیا حکم ہے؟ اللہ و رسول کی مرضی کے سامنے اپنے نفس کو کچل کر رکھ دیتا ہے تو اس کا نام بھی اللہ و رسول سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ ؎

ترے حکم کی تیغ سے میں ہوں بِسمل
شہادت نہیں میری ممنونِ خنجر

کافروں کی تلوار سے تو بہت سے لوگ قتل نہیں ہوئے لیکن اللہ کے حکم کی تلوار سے ہر وقت قتل ہوئے ہیں، یہ بھی قیامت کے دن شہداء کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ بقرہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جو لوگ اپنے نفس کی بُری بُری خواہشوں کو کچل رہے ہیں اور گندی خواہشات پر عمل نہیں کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کو شہیدوں کا درجہ ملے گا۔ ان کی شہادت باطن میں ہے، انہوں نے بُری خواہش کا خون کیا ہے، یہ خون دل کے اندر بہا ہے اور اندر کے خونِ شہادت کو خدا ہی دیکھتا ہے، دُنیا نہیں دیکھتی۔ میدانِ محشر میں ان کا درجہ دیکھنا ان شاء اللہ ؎

داغِ دل چمکے گا بن کر آفتاب
لاکھ اس پر خاک ڈالی جائے گی

قبر پر لاکھوں من مٹی ڈال دو مگر اللہ والوں کے زخم دل جو انہوں نے خدا کو راضی کرنے کے لیے کھائے ہیں قیامت کے دن مثل آفتاب چمکیں گے ؎

اے ترا خارے بپا نہ شکستہ کے دانی کہ چیست

www.khanqah.org

اے دُنیاوالو! اے معترضین! اے بدگمانی کرنے والو! تمہیں تو ایک کانٹا بھی خدا کے راستے میں نہیں چبھا، تمہیں کیا پتا ہے جو اللہ والوں کا حال ہے ؎

حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

ان شیروں کا حال تمہیں کیا معلوم جو ہر وقت اپنے سر پر شمشیر بلا کھارہے ہیں، ہر وقت اللہ کے حکم کی تلوار اپنی خواہشات پر چلارہے ہیں، تم کو تو ایک کانٹا بھی نہیں چبھا۔ ایک کانٹا بھی کہیں چبھ گیا تو تم بھاگ نکلے دائرۂ خانقاہ سے اور دائرۂ عشق و محبت سے ؎

اے ترا خارے بپا نہ شکستہ کے دانی کہ چیست
حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

جنہوں نے کانٹا بھی نہیں چبھنے دیا اللہ کے راستے میں وہ ان کا مقام کیا جانیں جو بلاؤں کی تلواریں کھارہے ہیں۔ افسوس ہے اس مٹی کے تودے پر، افسوس ہے اس مٹی کے جسم پر جو وزن میں ڈھائی من ہو لیکن جب خدا کا حکم آجاتا ہے تو ننگ روباہ بن جاتا ہے۔ اپنی باہ کی خاطر ننگ روباہ بن جاتا ہے۔ جو باہ کا تابع ہوتا ہو وہی روباہ بھی ہوتا ہے۔ روباہ معنٰی لومڑی۔ ایسے شخص کے حال پر جتنا بھی رویا جائے کم ہے اور ایسا شخص جتنا بھی اپنے حال پر روئے کم ہے خون کے آنسو بھی اس کی تلافی نہیں کرسکتے، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے غضب کو خریدا ہے، گو بعد میں توبہ سے معافی ہوجائے گی لیکن گرہ لگ جاتی ہے اس کے اثرات بہت دن کے بعد جاتے ہیں۔ ہاں توبہ و ندامت کی برکت سے اللہ کی کرامت اس کو نصیب ہوجائے تو ان شاء اللہ وہ گرہ بھی ختم ہوجائے گی، بہت بڑے مالک ہیں وہ، بلکہ بعضے مقدسوں سے بھی نادم گناہ گاروں کو بڑھا دیتے ہیں۔

حضرت فضیل ابنِ عیاض کا واقعۂ جذب

اب درمیان میں دوسرا واقعہ یاد آگیا۔ حضرت فضیل ابنِ عیاض رحمۃ اللہ علیہ گناہ گار تھے، ڈاکہ مارتے تھے۔ ایک گھر میں ڈاکہ مارنے کے لیے اپنے ڈاکوؤں کے گروہ کے ساتھ چار دیواری پر کھڑے تھے کودنے کے لیے اس گھر میں ایک ولی اللہ تلاوت کررہا تھا، تہجد کی نماز پڑھ رہا تھا:

اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُہُمۡ لِذِکۡرِ اللّٰہِ[۴۰]

کیا ایمان والوں کے لیے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد سے ڈر جائیں نرم پڑ جائیں۔ پس چوٹ لگ گئی، وقت آ گیا۔

حُسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

چوٹ لگ گئی، فوراً اُتر آئے کہ اے اللہ! میرا دل نرم ہو گیا آپ کی یاد کے لیے، وقت آ گیا بس، تمام ڈاکوؤں سے کہا کہ میرے اللہ نے مجھے جذب کر لیا ہے اب میں کسی کا نہیں ہو سکتا۔

چسکا لگا ہے جام کا شغل ہے صبح و شام کا
اب میں تمہارے کام کا ہم نفسو رہا نہیں

اے ڈاکوؤ! اب میں تمہارے کام کا نہیں رہا۔ جہاں جہاں ڈاکہ مارا تھا وہاں پیسے واپس کیے اور جہاں نہیں کر سکے پیر پکڑ کر روئے کہ ہم کو معاف کر دو قیامت کے دن نہ پکڑنا۔ آج اتنے بڑے ولی اللہ ہوئے کہ مناجات مقبول میں ہمارے چاروں سلسلوں کے اولیاء اللہ کا جو شجرہ ہے اس میں ان کا نام آتا ہے، آج ان کے وسیلہ سے دُعائیں مانگی جاتی ہیں۔

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

کہاں سے کہاں پہنچا دیا، یہ ہے اللہ تعالیٰ کا کرم۔ اب دوسرا واقعہ سنیے۔

مثنوی میں نصوح کے جذب کا واقعہ

ایک شخص تھا، نصوح نام تھا اس کا۔ میں سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم کے واقعہ کا آغاز

[۴۰] الحدید:۱۶

www.khanqah.org

کر کے اب اس میں دوسرے قصے داخل کر رہا ہوں۔ یہ ہے ہمارے پیر و مرشد مولانا رومی کا طرزِ بیان۔ دیکھیے یہ ہمارے بچپن کے پیر و مرشد ہیں، میں بالغ بھی نہیں ہوا تھا جب ہی سے مثنوی مولانا روم دیکھ رہا ہوں، وہ اثر اور فیضان ان کا آرہا ہے تو میں کیسے ترتیب سے بیان کر سکتا ہوں۔ مثنوی میں ایک قصہ میں دوسرا، دوسرے میں تیسرا اور پہلا قصہ آخر میں پچاس ورق کے بعد بیان کیا ہے۔ لہٰذا اب حضرت نصوح کا واقعہ سنیے، جو ایک گناہ گار زندگی گزار رہے تھے۔ بڑے خوبصورت تھے، اور آواز بالکل عورتوں کی سی تھی۔ آواز بعضوں کی نرم ہوتی ہے۔ ہوتے مرد ہیں اور بہت وزنی بھی، لیکن آواز بالکل ایسی جیسے کوئی ٹیڈی بول رہی ہو۔ ایک صاحب میرے یہاں ہیں انہوں نے جب ٹیلیفون اُٹھایا اور کہا ہیلو تو اس نے کہا کہ بیٹی اپنے ابو کو بلاؤ حالاں کہ وہ خان ہے اور بہت تگڑا خان ہے۔ اس نے کہا میں بیٹی نہیں ہوں میں تو بیٹا ہوں۔ آواز ذرا نرم سی ہے۔ تو اس کی آواز عورتوں کی سی تھی اور گال پر بال بالکل نہیں آئے تھے۔ گال فارغ البال، پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ بس اس نے شہزادیوں اور بادشاہ کی بیویوں کو نہلانے دھلانے اور مالش کرنے کی نوکری کرلی۔ برقع اوڑھا کرتا تھا۔ اس میں ذرا بھی ضعف اور کمزوری نہیں تھی۔ لہٰذا تمام عورتیں جتنی بیگمات کو نہلاتی دھلاتی تھیں سب سے نمبر ون پاس ہو گیا کیوں کہ یہ مرد تھا لہٰذا یہ زیادہ طاقت اور زیادہ قوت اور ساتھ ساتھ اندر کی شہوت کے سبب ایسی مالش کرتا تھا کہ بیگمات نے سب خواتین نوکرانیوں سے کہہ دیا تھا کہ بیبیو تم مالش مت کرو۔ یہ جو بڑی بی بی آئی ہے بس ہم اسی سے مالش کروائیں گے۔ جنگل وہیں قریب تھا، بیگمات کی مالش کرنے کے بعد اس جنگل میں جا کر رویا کرتا تھا کہ اے خدا! ایک دن موت آئے گی پھر آپ کو کیا منہ دکھاؤں گا؟ ادھر توبہ بھی کرتا اور ادھر مالش کا کام کر کے اپنے نفس کو خوب مزہ لینے کا موقع دیتا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اس کا نفس اتنا کافر یعنی اس قدر بد معاش اور خبیث ہو چکا تھا کہ ادھر توبہ کر کے آتا اور ادھر پھر وہی کام شروع کر دیتا، ہزاروں بار اس نے توبہ توڑ دی لیکن ایک دن اللہ تعالیٰ کے جذب کا وقت آگیا۔ دیکھیے جب جذب کا وقت آتا ہے تو اس کے راستے خود بخود کھلنے لگتے ہیں ؎

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

اب جذب کا وقت آگیا، اسی جنگل سے ایک عارف باللہ گزر رہے تھے اسی وقت نصوح کو تقاضا ہوا کہ جنگل چل کر آہ وفغاں کریں اور روئیں اللہ سے۔ دیکھا کہ ایک عارف جارہے ہیں۔

رفت پیش عارفے آں زشت کار

وہ بدکار مرد جو عورت بنا ہوا تھا۔

رفت پیشے عارفے آں زشت کار

وہ گناہ گار ایک عارف باللہ کے پاس پہنچا اور کیا کہا اس نے۔

در دُعائے خویش مارا یاد دار

اپنی دعاؤں میں ہم کو بھی یاد رکھیے گا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں اسی وقت اس اللہ والے نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے اور ساتوں آسمانوں کو اس کی دعا پار کرگئی۔ جذب کا وقت آگیا اور اسی وقت اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہوگیا کہ اسے ولی اللہ بنانا ہے۔ اللہ نے اس کو جذب کرلیا اور غیب سے اس کے لیے ایک راستہ نکالا اور ایک انتظام کیا۔

حُسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

اب جو واپس گیا تو بادشاہ کی جتنی بیبیاں تھیں ان میں سے ایک بیوی کا ہار گم ہوگیا، اب ہار تلاش کرنے کے لیے اعلان کیا گیا کہ سب نوکرانیوں کے لباس اتار کر تلاشی لی جائے گی، سب کو ترتیب وار ننگا کیا جارہا ہے اور ہار کی تلاشی لی جارہی ہے، اب ان نصوح صاحب کا کیا حال ہوا، اب آٹھ دس لڑکیاں رہ گئیں اور اس کی باری آنے والی تھی تو اس کے دل میں اتنا خوف طاری ہوا کہ بس اللہ تعالیٰ سے دُعا شروع کردی اور رونا شروع کردیا کہ اے خدا! آج اگر میری تلاشی لے لی گئی تو میں مرد ثابت ہوجاؤں گا اور مجھے گردن تک زمین میں گاڑھ کر بادشاہ کتوں سے نُچوادے گا اور مجھے ہلاک کروادے گا، اتنی سخت سزا دے گا جو میری برداشت سے باہر ہے لہٰذا اس کا مضمون سنیے جو یہ خدا سے دُعا میں کہہ رہا ہے۔

اے خدا ایں بندہ را رسوا مکن

اے خدا! اس بندے کو رسوا نہ کیجیے۔ آج ننگی تلاشی ہورہی ہے، آج اگر میں پکڑا جاؤں گا تو

بادشاہ مجھے موت سے کم سزا نہیں دے گا۔

گر بدم من سر من پیدا مکن

اگرچہ میں نالائق و بدکار ہوں لیکن آج میرا راز آپ چھپا دیجیے، پردۂ ستّاریت میں مجھ کو پناہ دے دیجیے، اگر آپ نے دامن ستاریت مجھ پر نہیں کیا تو آج میری وہ سزا ہوگی کہ تاریخ اس کو یاد رکھے گی۔ دوسرے شعر میں اس نے کہا کہ اب میں وعدہ کرتا ہوں اے خدا! کہ جان دے دوں گا لیکن آپ کو ناراض نہیں کروں گا۔

گر مرا ایں بار ستّاری کنی

اگر آج آپ نے میری پردہ پوشی کرلی، ستاری کی اور میرا عیب چھپا دیا۔

توبہ کردم من زہر نا کردنی

جتنے گناہ ہیں آج سے میں توبہ کرتا ہوں کبھی آپ کو ناراض نہیں کروں گا۔ اور اگلا شعر اس کا مضمون یہ ہے۔

نشکنم تا جاں شود از تن جُدا

اگر آپ نے آج مجھ کو معاف کردیا اور بچا دیا تو میں جان دے دوں گا اے اللہ! مگر گناہ نہیں کروں گا۔ ہے کوئی آج ہمارے اس مجمع میں جو آج اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہمت کرلے کہ اے خدا ہم جان آپ پر فدا کردیں گے مگر آپ کو ناراض نہیں کریں گے، نفس کی بات نہیں مانیں گے۔

نہ دیکھیں گے نہ دیکھیں گے انہیں ہرگز نہ دیکھیں گے
کہ جن کو دیکھنے سے رب مرا ناراض ہوتا ہے

اور لذتِ ملعونہ خبیثہ پر یہ کہیں گے۔

ہم ایسی لذتوں کو قابلِ لعنت سمجھتے ہیں
کہ جن سے رب مرا اے دوستو ناراض ہوتا ہے

ہے کوئی نصوح کی راہ پر چلنے والا! جو آج اس مسجد میں یہ عہد کرے کہ ہم جان دے دیں گے

www.khanqah.org

مگر اے خدا! تیرے غضب اور قہر اور ناراضگی والے اعمال نہیں کریں گے۔ نفس دشمن کی بات نہیں مانیں گے۔ کون ہے اس میں جو میرے ساتھ کہے! ہم بھی کہیں آپ بھی کہو، اے اللہ! آج سے ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم آپ کو ناراض نہیں کریں گے اگرچہ جان چلی جائے۔ گناہ نہ کرنے سے اگر جان بھی چلی جائے ہم جان دے دیں گے مگر گناہ نہیں کریں گے، آپ کو ناراض نہیں کریں گے اور جان دے کر یہ شعر پڑھیں گے ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

پھر اس نے کہا ؎

اے عظیم از ما گناہان عظیم

اے اللہ! تیری عظمت بہت بڑی ہے اگر حرمِ کعبہ میں بھی ہم سے گناہ ہو جاتا تو بھی آپ معاف کرنے پر قادر ہیں اور اس جنگل میں مجھ سے جو گناہ ہوئے تو یہ کوئی چیز نہیں، لہٰذا اپنی عظمت کے صدقے میں آپ میرے گناہوں کو معاف کر دیجیے ؎

اے عظیم از ما گناہان عظیم
تو توانی عفو کردن در حریم

حریم کعبہ میں آپ گناہ کبیرہ معاف کر سکتے ہیں۔ میرے گناہ آپ کی عظمتوں کے سامنے کچھ بھی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو رحم آگیا اور اس کو بے ہوش کر دیا۔ اس خوف سے بے ہوش ہو کر گر گیا اور بے ہوشی میں اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت و دوزخ کا معاینہ کرا دیا۔ اتنے میں ایک عورت کے پاس سے اس کا ہار مل گیا اور اعلان ہو گیا کہ ہار مل گیا، ہار مل گیا۔ یہ بے ہوش پڑا ہوا ہے، اب ساری بیگمات اس کو پنکھا جھل رہی ہیں اپنی پیاری خادمہ کو یعنی حضرت خادم کو پنکھا جھل رہی ہیں اور اس کو جب ہوش آیا تو سب نے ہاتھ جوڑ کر اس سے معافی مانگی کہ ہم لوگوں کی نالائقی معاف کر دو کہ تم کو اتنی تکلیف ہوئی کہ تم بے ہوش ہو گئیں۔ وہ تو عورت سمجھ رہی تھیں، لیکن اس نے کہا اے بیبیو! میں تمہارے کام کی اب نہیں ہوں، میرے ہاتھ پیر سے طاقت خدمت کی اب ختم ہو گئی۔ اس بے ہوشی سے مجھے ایک ضعف آگیا جس سے ہم تمہاری

www.khanqah.org

خدمت کے اب قابل نہیں رہے۔ مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت دوزخ دکھا کر میرے ایمان کو اس مقام پر پہنچادیا ہے کہ اب میں نافرمانی کے قابل نہیں رہا، اب اگر میں نافرمانی کرنا بھی چاہوں تو مجھ پر اتنی عظمت اور اتنا خوف طاری ہے کہ اب ہمت نہیں کہ میں اللہ کے غضب کو اپنی حرام لذتوں سے خرید سکوں۔ میرا ایک مصرع ہے جو اس وقت یاد آیا ؎

لذت عارضی ملی عزت دائمی گئی

ذلّت دائمی گناہ کا دنیوی عذاب

گناہ کی لذت عارضی ہوتی ہے لیکن گناہ کی ذلت دائمی ہوتی ہے، زندگی بھر لاکھ تہجد پڑھتا رہے حج و عمرہ کرتا رہے لیکن اس ظالم خبیث الطبع اور خبیث العمل کی رسوائیوں کی تلافی نہیں ہوسکتی۔ جب وہ اس کو دیکھے گا جس کے ساتھ اس نے گناہ کیا ہے تو اس کی نگاہوں میں ویسے ہی نظر آئے گا کہ کہاں سے خنزیر اور سؤر خصلت پھر نظر آگیا۔ معمولی عذاب ہے یہ! حکیم الامّت فرماتے ہیں کہ فاعل اور مفعول دونوں ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے کی نظر میں ذلیل ہوجاتے ہیں۔ اور فرمایا عشق مجازی، غیر اللہ سے عشق عذابِ الٰہی ہے، جس نے دوزخ کو نہ دیکھا ہو وہ غیر اللہ سے دل لگا کر دوزخ دنیا میں دیکھ لے۔ غیر اللہ سے دل لگانا عذابِ الٰہی ہے۔اور حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رنگ و روپ اور صورتوں کا عشق جو ہے آخری انجام اس کا نفرت و عداوت ہے، جب حُسن بگڑ گیا پھر ایک دوسرے کی خیریت بھی نہیں پوچھتے۔ پہلے تو ایک تل کے بدلہ میں سمرقند و بخارا دے رہے تھے، جب حسن ختم ہوگیا تو معشوق نے کہا کہ آپ تو میرے ایک تل پر سمرقند و بخارا دے رہے تھے، اب ہمیں کیا دیتے ہیں آپ؟ اس نے کہا سمرقند و بخارا تو بڑی چیز ہے اب ایک آلو بخارا بھی نہیں دوں گا کیوں کہ تم کو دیکھ کر تو بخار آرہا ہے، آلو بخارا کہاں سے دوں گا۔

ترکِ معاصی دلیل رحمت اور معصیت ذریعۂ شقاوت

چند دن کی فانی لذتوں کے لیے اپنے اللہ کو غضب ناک نہ کرو دوستو! اللہ تعالیٰ ہم لوگوں پر رحم کرے۔ بہت بڑی رحمت ہے جو گناہ سے بچ جائے۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ

www.khanqah.org

وسلم نے استقامت کے لیے دعائیں سکھائیں، آپ لوگ یاد کرلیجیے:

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْکِ الْمَعَاصِیْ

اے اللہ! ہم پر وہ رحمت نازل کردے جس سے گناہ چھوڑنے کی توفیق ہوجائے۔ اے اللہ! وہ رحمت دے دے ہم کو جس سے ہم گناہ چھوڑ دیں، آپ کو ناراض کرنے کا سلسلہ ختم ہوجائے۔ وَلَاتُشْقِنِیْ بِمَعْصِیَتِكَ اور اپنی نافرمانی سے مجھ کو بدنصیب اور بدبخت نہ بنائیے۔[۴۱] یہ دعا بتارہی ہے کہ گناہ گار انسان سخت خطرے میں ہے اور کسی وقت وہ بدنصیب اور سوئے خاتمہ میں مبتلا اور خدا کے قہر میں گرفتار ہوسکتا ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ الفاظ کیوں استعمال فرماتے۔ اہل علم سے پوچھتا ہوں، آپ لوگ پڑھے لکھے ہیں، یہ مضمون کیا بتارہا ہے؟ کہ اے خدا مجھ کو اپنی نافرمانی سے بدبخت نہ بنائیے۔ معلوم ہوا کہ گناہ میں خاصیت موجود ہے بدبختی اور بدنصیبی کی، اگر توبہ نہ کی تو۔ کتنے لوگ بصورت بایزید ننگ یزید ہوکر مرگئے، وہیں دھر لیے گئے، فرشتوں نے عذاب میں انہیں دبالیا۔ یہ دو دعائیں یاد کرلیجیے:

۱) اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْکِ الْمَعَاصِیْ اے خدا! ہم پر وہ رحمت نازل کردے جس سے معصیت کو، گناہ کو چھوڑنے کی ہمت پیدا ہوجاتی ہے، روباہیت شیریت سے بدل جائے۔ ہمت میں ہم لومڑی ہیں اگرچہ صورت میں شیر ہیں۔ دنیاوی معاملات میں تو ایسا غصہ آئے گا کہ ان سے بڑھ کر کوئی طاقت والا نہیں لیکن نفس کی اتباع اور غلامی میں اس شخص سے بڑھ کر کوئی بزدل نہیں ہے، ایسے لوگوں سے اگر اللہ تعالیٰ ستّاریت کا پردہ ہٹادے تو پتا چل جائے گا کہ اس سے بڑھ کر کوئی کمینہ کوئی بزدل نہیں ہے۔ لہٰذا پھر کہیے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْکِ الْمَعَاصِیْ اے خدا! اس مجمع کی دعا قبول فرمالے۔ خواتین بھی اس کو پڑھیں۔ اے اللہ! مجھ پر وہ رحمت نازل کردے جس سے آپ گناہ چھوڑنے کی ہمت عطا کرتے ہیں۔ لومڑیوں کو شیر بنادیتے۔ ہیں روباہِ طریق کو شیر طریق بنادیتے ہیں۔

۲) اور دوسری دعا کیا ہے؟ وَلَا تُشْقِنِیْ بِمَعْصِیَتِكَ اور اپنی نافرمانی اور گناہوں سے ہم کو بدنصیب نہ بنا۔ معلوم ہوا کہ گناہوں میں شقاوت اور بدبختی کی خاصیت ہے ورنہ اگر معصیت

---

[۴۱] جامع الترمذی: ۲/۱۹۷ (۳۵۷۰)، باب فی دعاء الحفظ، ایچ ایم سعید

میں یہ خاصیت نہ ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عنوان سے کیوں پناہ مانگی؟ دوستو! ہمت سے کام لو، ڈھیلے مت بنو، ڈِھیلا ہوا کہ ڈھیلا ہوا۔ اللہ نے ہمت دی ہے ہمت چور نہ بنو، میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس نے ہمت کو استعمال کیا اللہ تعالیٰ کی مدد بھی آجاتی ہے۔ بعضے لوگوں کو چالیس چالیس برس تک ایک گناہ کی عادت تھی، ہمت سے کام لیا، نجات پاگئے۔ بارہ سال تک پان تمباکو کھایا ابھی میر صاحب نے توبہ کرلی پوچھ لیجیے۔ یاد تو آتی ہے مگر ایسی یاد نہیں آتی جو ان کو تمباکو تک پہنچادے۔ یاد کی دو قسمیں ہیں ایک وہ یاد جو محبوب تک پہنچادے، تمباکو محبوب تھا ان کو یاد آتی ہے مگر اتنا بے چین نہیں ہوتے۔ آج الحمد للہ ان کا منہ ہر وقت خدا کے نام کے لیے خالی ہے۔ ورنہ تمباکو پان منہ میں لیے بیت اللہ میں بیٹھے ہیں۔ اذان ہوگئی اب منہ اس قابل نہیں کہ اللہ کا نام لے سکیں۔ اب بیت اللہ سے ان کو پان تمباکو خارج کررہا ہے۔ پان خدا کے گھر سے نکال رہا ہے، جاکے کلی کررہے ہیں وہاں، حدودِ حرم سے نکل کر۔ ایسی چیزوں کو کیا کہنا چاہیے۔

سگریٹ مجموعۂ سگ وریٹ ہے

اور سگریٹ تو جانتے ہی ہیں آپ۔ سگریٹ میں تو دو لفظ ہیں۔ سگ اور ریٹ۔ سگ معنیٰ کتا فارسی میں اور ریٹ معنیٰ چوہا انگریزی میں۔ سگریٹ دو لفظوں سے بنا ہے۔ سگ پلس (Plus) ریٹ، سگ معنیٰ کتا اور ریٹ معنیٰ چوہا۔ سگریٹ کی بدبو تو اس قدر آتی ہے کہ کہیں رات کو ایک طالب علم نے سگریٹ پیا ہردوئی میں، حضرت صبح جاکر معاینہ کررہے تھے، بیت الخلا کا دروازہ کھولا، فرمایا کس نے رات کو سگریٹ پیا ہے اس میں۔ جو لوگ سگریٹ پیتے ہیں اگر پاس کھڑے ہوجاتے ہیں تو جو نہیں پیتے ہیں ان کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ لاکھ مسواک کریں پھیپھڑا جو بدبو کا خزانہ بنا ہوا ہے جب اندر سے سانس آتی ہے سگریٹ کی بو لاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ماں کے پیٹ میں جب رکھا اور نو مہینہ ماں کا حیض بند کردیا اور حیض سے اعضا بنائے تو منہ کو محفوظ رکھا۔ اس منہ سے ماں کا حیض جانے نہیں دیا۔ ایک دوسری رگ لگائی جس کو نال کہتے ہیں جس کو دائی کاٹتی ہے۔ اس نال سے حیض کا خون جسم میں جارہا ہے اعضا بن رہے ہیں لیکن اپنے بندے کے منہ کو محفوظ رکھا، ورنہ اس خونِ حیض کو اپنے بندے کے منہ سے

جاری کر سکتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے میرا بندہ کبھی میرا نام لے گا تو اس کے منہ کو پاک رکھنا چاہیے۔ خدا نے توماں کے پیٹ میں ہم کو پاک رکھا لیکن زندہ ہو کر ہم اپنا منہ بدبودار کر رہے ہیں۔ سگریٹ، نسوار اور پان تمباکو کھا کر اور کچی پیاز کھا کر بھی مسجد میں آنا جائز نہیں ہے۔ پیاز کو پکا لو گھی میں تل لو۔ لال ہو جائے بدبو ختم ہو جائے۔ کچی پیاز کھانا ہے تو مسجد جانے سے دو تین گھنٹہ پہلے کھاؤ، سِرکہ ڈالو اس سے بو مر جاتی ہے، پھر بھی الائچی وغیرہ چبالیا کرو۔

نصوح ولی اللہ ہو گیا

تو وہ جو تھا مالش کرنے والا نصوح، پھر آپ جانتے ہیں کہ کیا ہوا؟ یہ شخص بہت بڑا ولی اللہ ہوا۔ بچپن میں ہم لوگوں نے ایک کتاب پڑھی تھی توبۃ نصوح۔ اس کا نام پہلے سے نصوح تھا۔ کیوں کہ اللہ کو اسے خالص توبہ نصیب فرمانی تھی۔ نصوح کے معنیٰ خالص کے بھی آتے ہیں۔ بس جذب کی برکت سے ولی اللہ ہو گیا۔ وہ ہار ایسے نہیں گم ہوا تھا بلکہ گم کیا گیا تھا۔

میں خود آیا نہیں لایا گیا ہوں
محبت دے کے تڑپایا گیا ہوں

سمجھتا لاکھ اسرارِ محبت
نہیں سمجھا میں سمجھایا گیا ہوں

اس ہار کو گم کرایا تھا، اس کو بے ہوش کرنا تھا، جنت دوزخ دکھانا تھا، مگر وسیلہ کیا بنا۔

گفت پیشے عارفے آں زشت کار

ایک عارف باللہ کی دعا لگی۔ اس نے عارف باللہ سے کیا کہا تھا۔

در دعائے خویش مارا یاد دار

اپنی دعاؤں میں ہمیں یاد رکھیے۔ جانتا تھا کہ کام بنے گا بزرگوں کی دعاؤں سے، اللہ نے اس کو ہمت بھی دے دی۔

حضرت بِشر حافی کا واقعۂ جذب

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ محدث عظیم، فقہ حنبلی کے امام کے زمانے میں ایک

شخص تھے جن کا نام بِشر حافی ہے شراب پیا کرتے تھے۔ شراب کی حالت میں ایک دن راستے میں ایک کاغذ مِلا جس پر بسم اللہ شریف لکھی تھی۔ حالتِ نشہ میں ہیں، بے ہوش ہیں، بے حد پیے ہوئے ہیں مگر اس کاغذ کو اُٹھا کر جلدی سے صاف کیا، عطر لگایا، چوما، بوسہ لیا اور جا کر گھر میں بہت اونچے طاق پر ادب سے رکھ دیا۔ اسی رات کو خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے بِشر تم حالتِ بے ہوشی میں تھے، شراب پیے ہوئے تھے، لیکن تم نے میرا نام ادب سے زمین سے اٹھایا اور عطر لگایا اور اس کا بوسہ لیا، اس وقت بھی تم مجھ سے بے ہوش نہ تھے دنیا سے بے ہوش تھے۔ شراب کی بے ہوشی تو تھی لیکن اس بے ہوشی میں تم نے ہم کو یاد رکھا اس کے صدقہ میں ہم تم کو آج اپنا ولی بناتے ہیں اور تمہاری روح کو جذب کرتے ہیں، اور اس کے بعد جب انہوں نے ولایت کا مقام پالیا تو ایک دن یہ آیت تلاوت کی:

اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ مِهٰدًا ۙ﴿۶﴾[۴۲]

کیا زمین کو ہم نے فرش نہیں بنایا۔ حضرت بِشر نے جوتا اتار دیا کہ اے خدا! میں تیرے فرش پر جوتا پہن کر نہیں چلوں گا۔ لیکن یہ مسئلہ نہیں ہے خوب سمجھ لیجیے، بس ان پر ایک حال غالب ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کی قدر دانی و بندہ نوازی

اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ قدر کی کہ زمین کو حکم دے دیا کہ اے زمین بِشر کی گزر گاہ سے نجاست کو نگل جایا کر تاکہ میرے بِشر کے پاؤں میں نجاست نہ لگے۔ چناں چہ وہ جہاں کہیں سے گزرتے اگر نجاست پڑی ہوئی ہوتی تو بِشر کے قدم رکھنے سے پہلے زمین پھٹ جاتی اور اس نجاست کو نگل لیتی۔ یہ ہے انعام! جو اللہ تعالیٰ پر مرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کو عزت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ کرامت عطا فرمائی۔

حسینوں کی بے وفائی

اور ذرا حسینوں پر مر کر دیکھو، ذرا ایسے لوگ گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ کتنے

---

[۴۲] النبا:۶

حسینوں کے ناز اٹھائے ذلت کے سوا کیا ملا، اور اگر کہیں پیسہ زیادہ مل گیا تو عاشق صاحب کو چھوڑ کر ادھر بھاگ گئے۔ عاشق یعنی فاسق کو چھوڑ کر۔ ایسے لوگ عاشق نہیں ہوتے فاسق ہوتے ہیں، نافرمان ہوتے ہیں، مطلبی یار ہوتے ہیں۔

حضرت بِشر حافی کو اللہ نے جذب کیا حالتِ شراب میں، حالتِ نشہ میں ان کا یہ عمل قبول ہوا۔ اللہ تعالیٰ تأثر سے پاک ہیں، مغلوب نہیں ہوتے۔ عین گناہ کی حالت میں ان پر رحمت نازل کردی اور اسی وقت ولی اللہ بنادیا اور اتنا بڑا ولی اللہ بنایا کہ جدھر سے گزرتے تھے وہاں کی زمین نجاست نگل جاتی تھی اور ان کے پیر گندے نہیں ہوتے تھے۔

امام احمد بن حنبل کی نظر میں اہل اللہ کی عظمت

امام احمد بن حنبل کی خدمت میں جانے لگے ایک عالم محدث سمجھ کر۔ امام احمد بن حنبل حدیث پڑھاتے تھے۔ مسند امام احمد ان کی مشہور کتاب ہے حدیث کی۔ حضرت بِشر حافی کو دیکھ کر امام صاحب کھڑے ہو جاتے تھے، حالاں کہ حضرت بِشر حافی عالم نہیں تھے مگر اللہ کو جانتے تھے۔ ایک بار امام احمد بن حنبل جب کھڑے ہونے لگے تو ان کے طلبا نے کہا کہ حضرت آپ محدث ہیں اور یہ صاحب عالم بھی نہیں پھر آپ ان کے لیے کیوں کھڑے ہوتے ہیں؟ فرمایا کہ میں تو کتاب کا عالم ہوں اور یہ اللہ کا عالم ہے اللہ کو جانتا ہے۔ تمھیں کیا پتا اس کا کیا مقام ہے۔ دوستو! سب کے لیے راستہ کھلا ہے، مسٹر بھی ولی اللہ ہو سکتا ہے۔

ولایت کے تمام دروازے کھلے ہوئے ہیں

حضرت حکیم الامّت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! صرف نبوت کا دروازہ بند ہوا ہے بڑے سے بڑے اولیاء کا دروازہ کھلا ہوا ہے پھر حضرت نے یہ شعر پڑھا تھا۔

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشان است

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا بادل اب بھی برس رہا ہے، اللہ کی رحمت کے خزانے اب بھی کھلے ہوئے ہیں۔ وہ رحمت کا بادل اب بھی موتی برسا رہا ہے۔

www.khanqah.org

خم و خم خانہ با مہر و نشان است

اللہ کے خم خانے یعنی شرابِ معرفت و محبت کے مے خانے اب بھی اللہ تعالیٰ کے پاس بے شمار ہیں۔ عمل کر کے دیکھو۔ جو شخص کہتا ہے کہ اب پہلے زمانے کی طرح ولی اللہ نہیں ہو سکتے وہ جاہل ہے نادان ہے، قرآن پاک کی اس آیت سے ناواقف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو ولی اللہ بنو لیکن ولی اللہ کہاں بنو گے؟ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ میرے اولیاء کی صحبت سے بنو گے، ان کے ساتھ رہو۔ جب اللہ تعالیٰ نے حکم نازل کیا تو بتاؤ کہ قرآن پاک چند صدیوں کے لیے ہے یا قیامت تک کے لیے ہے؟ تو ولی اللہ بننے کا دروازہ قیامت تک کے لیے اس آیت میں ہے یا چند زمانے کے لیے ہے؟ قیامت تک کے لیے اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ بننے کا دروازہ کھولا ہوا ہے اور اسی درجہ کے اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے۔ اللہ کے یہاں کوئی کمی نہیں بلکہ پہلے اولیاء اللہ سے بھی بڑے اولیاء اللہ پیدا کر سکتا ہے۔

تو آپ نے حضرت بِشر حافی کے جذب کا واقعہ سُن لیا، اب اس کے بعد وقت ختم ہونے کے قریب ہے بس ایک واقعہ اور پیش کر کے آج کا مضمون ختم۔ باقی اِن شاء اللہ آیندہ۔ بیانِ جذب ان شاء اللہ ابھی چلے گا۔ میرا خیال تھا کہ میں آج پورا کرلوں گا، ریل کو تیز چلایا مگر اسٹیشن بڑھتے چلے گئے، اسٹیشن نئے پیدا ہوتے جارہے ہیں اب کیا کروں۔

ایک شرابی رئیس زادہ کے جذب کا واقعہ

ایک شرابی رئیس زادہ، خوب صورت جوان دریائے نیل کے کنارے اتنی شراب پی لی کہ قے ہوگئی، وہیں زمین پر لیٹ گیا۔ دریائے نیل کے دوسرے کنارے پر حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کپڑے دھو رہے تھے، دیکھا کہ ایک کچھوا آیا اور دریا کے کنارے لگ گیا۔ ذوالنون مصری نے دیکھا کہ یہ کچھوا دریائے نیل کے ساحل پر کیوں آیا ہے، دیکھا کہ ایک بچھو جنگل سے تیزی سے آرہا ہے، اتنا بڑا کالا بچھو اور وہ کچھوے کی پیٹھ پر بیٹھ گیا اور پھر وہ کچھوا واپس چلنے لگا اس پار۔ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے کپڑا دھونا چھوڑ دیا۔ سوچا کہ عالم غیب سے کوئی عظیم الشان واقعہ رونما ہونے والا ہے۔ آپ بھی کشتی پر بیٹھ کر اسی کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ کچھوے صاحب جارہے ہیں اور بچھو صاحب اس کی پیٹھ پر بیٹھے ہوئے

ہیں اور بچھو کتنی دور سے آیا عین وقت پر اس کے لیے سواری بھیجی گئی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو رہا ہے۔

حُسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

اب جناب دریائے نیل کے اس ساحل پر کچھوا لگ گیا، بچھو صاحب بھی پہنچ گئے۔ دیکھا کہ ایک کالا سانپ اس رئیس زادہ کو ڈسنے کے لیے آرہا ہے جو شراب پی کر بے ہوش لیٹا ہوا تھا تقریباً ایک گز کا فاصلہ رہ گیا تھا کہ اتنے میں بچھو نے کود کر اس کے پھن میں اپنا ڈنک مارا جس سے سانپ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ سانپ مرا پڑا ہوا ہے۔ بچھو اپنے کچھوے پر تھوڑا سا آرام کر رہا ہے کیوں کہ بڑی محنت سے اس نے ڈنک مارا، بہت دور سے آیا تھا۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس جوان کو دیکھا اور اس کا نشہ ختم ہو چکا تھا۔ آنکھ کھولی تو دیکھا کہ حضرت ذوالنون مصری کھڑے ہیں، کہا کہ حضرت آپ اتنے بڑے ولی اللہ ہیں، مصر کے اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں، آپ یہاں کہاں آگئے مجھ جیسے بدکار اور شرابی کے پاس۔ فرمایا صاحبزادے سنو! تم شراب پی کر مست اور بے ہوشی کی حالت میں پڑے ہوئے تھے لیکن تمہاری جان بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے غیب سے کتنے اسباب پیدا کیے ذرا اس کی رحمت کو سُن۔ کہا کیا بات ہے؟ تُو اللہ کو بھولا ہوا تھا لیکن اللہ نے تجھے نظر انداز نہیں کیا۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ سانپ جو مرا ہوا ہے تجھے ڈسنے کے لیے ایک گز کے فاصلے تک آچکا تھا، یہ بچھو دریائے نیل کے اُس پار سے آیا ہے اور کچھوے کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا وہ اپنی پیٹھ لگا کر اس کے لیے کشتی بنا، اتنی دور سے یہ بچھو آیا تیرے دشمن کے مقابلے کے لیے اور تیرے سانپ کو مار دیا اور تیری جان اللہ نے بچالی۔ تو تو اللہ سے بے ہوش ہے مگر اللہ تعالیٰ تجھ سے بے پروا بے خبر نہیں ہے۔ تم اللہ کو بھولے ہوئے ہو حق تعالیٰ تمہیں یاد فرمارہے ہیں۔ اتنا سارا انتظام دیکھ کر وہ رئیس زادہ رونے لگا اور کہا حضرت بس ہاتھ بڑھائیے میں توبہ کرتا ہوں اب کبھی شراب نہیں پیوں گا اور اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت بڑا ولی اللہ بنا دیا۔

جذب کے یہ سب واقعات کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ یہ میں اردو ڈائجسٹ سے نہیں بیان کر رہا ہوں، بڑی بڑی کتابوں سے پیش کر رہا ہوں۔ پہلے میں نے قصّہ پیش کیا تھا حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے کا اور مسلسل آیات کے نزول کا اور ان کے ناز و نخرے کا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول کا۔ اس قصے کو سُن کر آہ نکل جاتی ہے۔ وہ قصہ کہاں کہاں پر ہے اس کا حوالہ سُن لیجیے:

۱) ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں جس کا نام مرقاۃ ہے اور جو گیارہ جلدوں میں ہے اس کی پانچویں جلد کے صفحہ:۱۴۹ پر تحریر فرمایا ہے۔

۲) دوسرا حوالہ تفسیر معالم التنزیل جلد:۴، صفحہ:۸۳ پر ہے۔

۳) تیسرا حوالہ علامہ محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر خازن کی جلد:۴، صفحہ:۵۹ پر ہے۔

میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ بیانِ جذب کو سب ملا کر ایک وعظ میں ان شاء اللہ چھپوادوں گا تاکہ اس کو قیامت تک جو بھی پڑھے اے خدا! آپ اس کو جذب فرمالیں اپنے ان مجذوبوں کے صدقے میں، جن کو آپ نے جذب فرمایا، اپنی اس رحمتِ جذب کے صدقے میں اس کتاب اور وعظ کو چھپوا دیجیے۔ اے اللہ! اور اس کے چھاپنے میں جو تعاون بھی کرے اللہ اس کو بھی جذب فرمالے اور اللہ تعالیٰ اس کو بہترین طباعت سے آراستہ فرمائیں، جذب کی شان کے مطابق اس کی بھی شان ہو۔ اب باقی قصے جذب کے ان شاء اللہ آیندہ جمعہ کو۔ اگلے جمعہ کا آغاز بتا دیتا ہوں کہ سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ ابھی باقی ہے اسی سے ان شاء اللہ تعالیٰ ابتدا کروں گا۔ اب میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ بیانِ جذب کب تک چلے گا۔

اب دعا کرلیجیے هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا کے تحت یا اللہ! ہم سب آپ سے رحمتِ جذب کی فریاد کرتے ہیں اور اس رحمت کی درخواست کرتے ہیں جس سے گناہ چھوڑنے کی توفیق عطا ہوتی ہے اور اس رحمت کی درخواست کرتے ہیں جس سے بدبختی اور شقاوت سے نجات ملتی ہے۔ اے خدا! ہم سب کو سلامتیٔ اعضا اور سلامتیٔ ایمان کے ساتھ حیات نصیب فرما اور ہم سب کو بھی سلامتیٔ اعضا اور سلامتیٔ ایمان سے دُنیا سے اُٹھا۔ مرتے دم تک بلڈ کینسر نہ ہو، گردے بے کار نہ ہوں، فالج نہ گرے، لقوہ نہ گرے، تقویٰ نہ ٹوٹے یعنی آپ کی نافرمانی میں منہ کالا نہ ہو۔ اپنی رحمت سے ہم سب کو روسیاہی سے بچالے۔ آپ کی ناراضگی سے بڑھ

کر کوئی مصیبت دُنیا میں نہیں ہے، اے خدا! ساری دنیا کی مصیبت اگر جمع کر کے کسی ترازو کے پلڑے میں رکھ دی جائے اور کسی بندے سے آپ ناراض ہوں تو سب سے بڑی اور سخت مصیبت میں وہ ہے جس سے آپ ناراض ہوں۔ اس لیے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ اے خدا! ہم آپ سے آپ کی خوشنودی کی درخواست کرتے ہیں اور جنت مانگتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو جنت سے پہلے بیان کیا ہے وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَالنَّارِ اور تیری ناراضگی سے پناہ چاہتے ہیں اور دوزخ سے پناہ چاہتے ہیں۔[۴۳] ناراضگی کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ سے زیادہ اہمیت دی اس لیے اس کو پہلے بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ! ہماری عقل و ایمان درست فرمادے اور ہمیں جسمانی روحانی صحت عطا فرمائے۔ جو مقروض ہو اس کا قرضہ دُور فرما، جو بے روزگار ہو اس کو روزگار عطا فرما۔ جس کی بیٹی کو رشتہ نہ مل رہا ہو اس کی بیٹی کو اچھا رشتہ عطا فرمادے، جس کو داماد ظالم ملا ہو اس کو ظلم سے توبہ نصیب فرماکر مہربان کردے، رحمت سے شفقت سے معاملہ کرنے کی توفیق عطا فرما۔ بیوی ستا رہی ہو تو اس ظالمہ کا دل بھی نرم کردے، اسے اپنے شوہر کی خدمت اور عزت کی توفیق عطا فرما اور جن کو اللہ والوں سے محبت نہ ہو تو ان کی جانوں میں اپنی رحمت سے اپنے مقبولین کی محبت عطا فرما اور ہم سب کو اپنے مقبول و محبوب بندوں کی محبت نصیب فرمادے اور اولیائے صدیقین کی جو آخری سرحد ہے ہم سب کو اپنی رحمت سے وہاں تک پہنچادے اور جو نہیں مانگ سکے اے اللہ! بغیر مانگے سب کچھ عطا فرمادے۔ یا اللہ! جس کو جو پریشانی ہے سب اپنی اپنی پریشانیوں کو دل میں سوچ لیجیے، یاربّ العالمین! جس کو جو پریشانی ہو غم ہو سب کے غم اور پریشانیوں کو سکون اور خوشیوں سے تبدیل فرمادیجیے اور ہم سب کی تمام جائز حاجتوں کو پورا فرمادیجیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

---

[۴۳] المسند للامام الشافعی: ۱۲۳

www.khanqah.org

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۱

تجلّیاتِ جذب

(حصہ چہارم)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

www.khanqah.org

تجلیاتِ جذب

(حصہ چہارم)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰہُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْۤ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ ﴿۱۳﴾[۴۴]

گزشتہ تین جمعہ سے یہ سلسلہ چل رہا ہے کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس بندے کو چاہتے ہیں اپنی طرف اس کو جذب فرمالیتے ہیں۔ اِجْتِبَاءٌ جَبْیٌ سے ہے۔ جَبْیٌ کے معنیٰ جذب کے ہیں[۴۵] اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی طرف ہدایت کی تلاش میں قدم اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں اور اپنا بنالیتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ کسی کو پہلے جذب عطا ہوتا ہے بعد میں اس کا سلوک طے ہوتا ہے وہ مجذوب سالک ہے، اور کوئی پہلے سلوک طے کرتا ہے بعد میں اللہ تعالیٰ اس کو جذب فرماتے ہیں وہ سالک مجذوب ہے۔

اس آیت شریفہ کی شانِ نزول

علامہ آلوسی سید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے بارے میں لکھا ہے

۴۴؎ الشوریٰ:۱۳

۴۵؎ روح المعانی:۵۹/۱۳، الشوریٰ(۱۳)، دارالکتب العلمیۃ، بیروت

www.khanqah.org

کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت غم تھا کہ کفارِ مکہ ایمان کیوں نہیں لارہے ہیں۔ اکثر ان میں ایسے تھے جو ایمان لانے سے منکر تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس کو سید محمود بغدادی آلوسی نے لکھا ہے کہ اِنَّ ھٰذِہِ الْاٰیَةَ تَسْلِیَةٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا غم دور کرنے کے لیے اور آپ کی تسلی کے لیے یہ آیت نازل فرمائی[۴۶] کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ غم نہ کریں۔ اگر یہ کافر ایمان نہیں لاتے تو آپ غم نہ کریں دو وجہ سے کہ ہدایت کے دو ہی راستے ہیں یا تو میں ان کو اپنی طرف جذب کروں یا یہ خود محنت کریں، حق کو تلاش کریں اور یہ دونوں سے محروم ہیں، نہ تو میں نے ان کافروں کو اپنی طرف جذب کیا نہ یہ آپ کی طرف متوجہ ہیں اور آپ کی باتوں کو غور سے سُنتے بھی نہیں۔ اس لیے ہمارے بننے کے دونوں راستوں سے یہ محروم ہیں۔ یہ جو ہمارے نہیں بن رہے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ دو ہی راستے ہیں جن سے بندے ہمارے بنتے ہیں۔

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے
ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے

اس کے دو ہی راستے تھے کہ یا تو میں ان کو جذب کرتا یا یہ میری تلاش و جستجو کرتے اور یہ دونوں ہی سے محروم ہیں۔

جذب کی دو نعمتیں

علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ جذب فرماتا ہے اس کو دو نعمتیں عطا کرتا ہے:

۱) توفیق: نیکی کے اسباب اللہ اس کے پاس کر دیتا ہے تَوْجِیْہُ الْاَسْبَابِ نَحْوَ الْمَطْلُوْبِ الْخَیْرِ خیر کے اسباب اس کے سامنے آجاتے ہیں۔

۲) وَتَسْدِیْدُ طَرِیْقِ الشَّرِّ وَتَسْھِیْلُ طَرِیْقِ الْخَیْرِ خیر کے راستے آسان اور گناہوں کے راستے اس کے لیے مشکل کر دیے جاتے ہیں بلکہ بند کر دیے جاتے ہیں۔ تو توفیق اور تسدید یہ

۴۶؎ روح المعانی: ۱۳/۲۳، الشوریٰ (۱۳)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

www.khanqah.org

دو نعمتیں اللہ تعالیٰ صاحبِ جذب کو عطا فرماتے ہیں کہ نیک کام کرنے کو اس کا دل چاہنے لگتا ہے اور شر کے راستوں کو، گناہوں کے راستوں کو اللہ تعالیٰ اس کے لیے بند کر دیتا ہے۔ حضرت مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے معارف القرآن میں لکھا ہے کہ اس آیت کی تفسیر ایک دوسری آیت بھی کرتی ہے:

اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۳۶﴾[۴۷]

یعنی ہم نے ان کو آخرت کے کاموں کے لیے خالص کر لیا۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم اور صدیقین کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ان کو آخرت کے کاموں کے لیے خالص فرمالیا۔

جذب کی ایک خاص علامت

نبیوں کے صدقے میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں امت کے افراد کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے دین کے لیے خالص فرماتا ہے، اور جس کو دین کے لیے خالص کرتا ہے پھر دُنیا کے کسی کام میں اس کا جی نہیں لگتا۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح فرماتے ہیں ؎

تا بدانی ہر کہ را یزداں بخواند

یقین کر لو کہ جس کو خُدا اپنا بنانا چاہتا ہے ؎

از ہمہ کار جہاں بے کار ماند

اس کو ساری دُنیا کے کاموں سے بے کار کر دیتا ہے، کہیں اس کا دل نہیں لگتا۔ بس اس کی تمنا یہ ہوتی ہے ؎

تمنّا ہے کہ اب کوئی جگہ ایسی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دل نشیں ہوتی

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بال بچوں کو بھول جاتا ہے اور روزی نہیں کماتا۔ نہیں، ایسے

[۴۷] صٓ:۴۶

www.khanqah.org

لوگ اللہ کا بھی حق ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کا بھی، مگر کاروبار میں بھی وہ یار کے ساتھ مشغول رہتے ہیں، دنیا کے کاموں میں بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا قلب مشغول رہتا ہے۔

دُنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخُدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جُدا رہے

حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ مولانا اشرف علی صاحب سنو! جب میں اپنے دوستوں سے باتیں کرتا ہوں تو یہ نہ سمجھو کہ میرا دل بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے، میرا دل اس وقت بھی خدا کے ساتھ رہتا ہے۔ لہٰذا آپ فیض کا مراقبہ کرتے رہیں کہ میرے قلب سے آپ کے قلب میں نور داخل ہو رہا ہے۔

وصول الی اللہ کا دوسرا راستہ سلوک ہے

اور اللہ والا بننے کا دوسرا راستہ ہے وَیَھۡدِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یُّنِیۡبُ جو اللہ کو تلاش کرتا ہے اس کو ضرور خدا ملتا ہے۔ حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے قسم اُٹھائی ہے کہ خدا کی قسم! جس نے اللہ کو دل سے تلاش کیا اس کو یقیناً اللہ ملا ہے۔ اُن ہی کو خدا نہیں ملا جنہوں نے دل سے اللہ کو نہیں چاہا۔

ہنوز آں ابر رحمت در فشان است
خم و خم خانہ با مہر و نشان است

اللہ کی رحمت کے بادل اب بھی برس رہے ہیں، جس نے اللہ کو چاہا اللہ اس کو ضرور ملا ہے۔

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد

یعنی تمہیں اللہ کی محبت کا درد اگر ہوتا تو آج بھی مشایخ موجود ہیں جو تمہیں اللہ تک پہنچا دیتے، کوئی ایسا بندہ نہیں گزرا جس نے اللہ کو چاہا ہو اور اللہ نے اس پر نظر عنایت نہ کی ہو۔

شرح حدیثِ قدسی مَنۡ تَقَرَّبَ مِنِّیۡ شِبۡرًا...الخ

حضرت امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں اس آیت کے ذیل میں ایک

حدیثِ قدسی نقل کی ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَمَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً[۴۸]

جو بندہ اللہ کی طرف ایک بالشت چل کر آتا ہے تو اللہ تعالیٰ دوڑ کر اس کو اُٹھا لیتے ہیں۔ اس حدیث کی شرح حکیم الامت فرماتے ہیں کہ جیسے چھوٹا بچہ ابھی چل نہیں سکتا لیکن ابا کہتا ہے کہ میں تمہاری چال دیکھنا چاہتا ہوں۔ چلو! اب بے چارہ چلتا ہے اور لڑکھڑانے لگتا ہے، جب گرنے لگتا ہے تو گرنے سے پہلے ابا دوڑ کر کے اس کو اٹھا لیتا ہے۔ بالکل یہی معاملہ اللہ تعالیٰ کا ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے ٹوٹی پھوٹی کوشش بھی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت سے نواز دیتے ہیں، مگر حکیم الامت فرماتے ہیں کہ ہائے ہم تو اپنی جگہ سے کھسکتے ہی نہیں، کچھ تھوڑی سی تو ہمت کرو، محنت کرو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے خود دوڑ کر بندوں کو اٹھا لیتے ہیں، اپنی خاص مدد شامل کر دیتے ہیں۔ ہر ذرّہ کائنات سے اللہ تعالیٰ ہم کو اپنا بنانا چاہتے ہیں۔ اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ہمہ تن ہستی خوابیدہ مری جاگ اُٹھی
ہر بُن مو سے مرے اس نے پکارا مجھ کو

اللہ جس کو جذب کرتا ہے تو اس کی سوئی ہوئی زندگی جاگ اُٹھتی ہے اور اپنے ہر ہر بال سے وہ آواز سنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے یاد فرما رہے ہیں۔

جذب کے آج تک کچھ واقعات ہو چکے۔ چار جمعے ہو جائیں گے اور آج میں چاہتا ہوں کہ میرا مضمون پورا ہو جائے کیوں کہ اس کو چھاپنا بھی ہے۔ دوستوں کی خواہش ہے کہ یہ بیانِ جذب جلد چھپ جائے۔

لہٰذا اب میں شروع کرتا ہوں۔ برکت کے لیے ان بندوں کے واقعات پیش کرتا ہوں جن کو اللہ نے جذب فرمایا۔ بہت سے واقعات ہیں مگر چند پیش کرتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ ان بندوں کی برکت سے ہم کو بھی جذب فرمالے۔

۴۸؎ صحیح مسلم: ۲/۳۴۳، باب فضل الذکر والدعاء والتقرب الی اللہ، ایچ ایم سعید

حضرت سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم کا واقعۂ جذب

لٰہذا سب سے پہلے حضرت سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ پیش کرتا ہوں کہ ایک دن شاہی محل میں آرام فرمارہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتوں کو یا صالحین جنوں کو یا رجالِ غیب کو بھیجا، چھوٹا سا ایک وفد تھا۔ سلطان ان کی آہٹ سے جاگ اٹھے اور فرمایا کہ تم لوگ شاہی محل کے اُوپر کیسے آگئے جب کہ پہرہ لگا ہوا ہے اور یہاں تک پہنچنا ناممکن ہے۔ تم لوگ کیسے پہنچ گئے اور قصہ کیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنا بنانا چاہتا ہے تو غیب سے اسباب پیدا کرتا ہے۔

بہت ابھاگن مرگئیں جگت جگت بورائے
پیو جیکا چاہیں تا سوتت لیے جگائے

یعنی اللہ جس کو چاہتا ہے تو سوئے ہوئے کو جگا لیتا ہے۔ بتایئے کہ سو رہے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کا جذب آگیا۔ وہ رجالِ غیب تھے، عالمِ غیب سے اللہ نے بھیجا تھا، خواہ وہ جن رہے ہوں یا فرشتے رہے ہوں، پوچھا کہ آپ لوگ یہاں کیسے آگئے اور کس لیے آئے؟ انہوں نے کہا کہ ہم اپنا اونٹ تلاش کررہے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ واہ! شاہی بالا خانے پر اونٹ کیسے آجائے گا پہرہ لگا ہوا ہے پھر سیڑھیاں ہیں۔ اونٹ یہاں تلاش کرنا نادانی ہے۔ تو ان فرشتوں نے جواب دیا کہ اگر شاہی محل میں اونٹ تلاش کرنا نادانی ہے اور وہ بھی بالا خانے پر، تو اس سلطنت کے شور و غل میں اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنا بھی نادانی ہے۔ یہاں آپ کو خدا نہیں مل سکتا۔

ترکِ سلطنت پر ایک اشکال اور اس کا جواب

اب آپ لوگ کہیں گے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی تو ساڑھے نو برس سلطنت کی تھی۔ ان کو کیسے خدا مل گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل میں خدائے تعالیٰ سے اتنا قوی تعلق نصیب تھا کہ ان کے لیے سلطنت اور فقیری میں کوئی فرق نہیں تھا۔ سلطنت کی حالت میں انہوں نے ۱۴ پیوند لگائے ہوئے ملک شام کو فتح کیا ہے۔ ۱۴ پیوند لگے ہوئے تھے غلام اونٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور خود نیچے چل رہے تھے۔ عدل و انصاف کا یہ عالم تھا۔ راستے میں اونٹ پر باری باری بیٹھتے تھے۔ جب

شام پہنچے تو غلام کی باری تھی۔ لہٰذا اس کو اُوپر بٹھایا اور خود اونٹ کی لگام پکڑے ہوئے پیدل چل رہے تھے۔ چوں کہ توریت اور انجیل میں یہ لکھا ہوا تھا کہ مسلمانوں کا خلیفہ جب آئے گا تو اس کے لباس میں ۱۴ پیوند لگے ہوں گے اور نیچے چل رہا ہو گا اور غلام اوپر بیٹھا ہو گا، یہ دیکھ کر عیسائیوں نے بیت المقدس کا دروازہ کھول دیا کہ آیئے ہم آپ سے جنگ نہیں کریں گے کیوں کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہوا ہے:

مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚۖ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ [۴۹]

اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ رُتبہ ہے کہ تمام آسمانی کتابوں میں ان کے حالات بیان فرمائے ہیں۔

جسم شاہی آج گدڑی پوش ہے

سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم نے فوراً دوسرے دن ایک فقیر سے گدڑی مانگی، آدھی رات کو اُٹھے، شاہی لباس اتارا، گدڑی پہنی اور سلطنتِ بلخ کی حدود سے نکل گئے۔ جس وقت وہ شاہی لباس اُتار رہے تھے اور گدڑی پہن رہے تھے اس وقت زمین و آسمان میں کیا غلغلہ مچا ہو گا کہ آہ یہ بادشاہ اللہ کے عشق و محبت میں آج شاہی لباس اتار رہا ہے، سلطنت کو استعفا دے رہا ہے، تخت و تاجِ شاہی کو اللہ پر فدا کر رہا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

شاہی و شہزادگی درباختہ

سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم نے شاہی اور شہزادگی کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں فدا کر دیا۔

از پئے تو در غریبی ساختہ

اے اللہ! آپ کی محبت میں سلطان ابراہیم آج غریب الوطن ہو رہا ہے اور پردیس جا رہا ہے یعنی دریائے دجلہ اور نیشاپور۔ جنگل میں فقیری لینے جا رہا ہے۔ اس نقشہ کو میں نے اپنے ان اشعار میں پیش کیا ہے جو میری کتاب معارف مثنوی میں شایع ہو چکے ہیں۔ مثنوی مولانا روم کی جو شرح اختر نے لکھی ہے اس پر بڑے بڑے علماء کی تقاریظ ہیں۔ اس کے اندر میں نے بیس

---

[۴۹] الفتح: ۲۹

پچیس شعر لکھے ہیں جس میں سے دو تین سنا رہا ہوں۔ جب وہ گدڑی پہن رہے تھے اور شاہی لباس اللہ تعالیٰ کی محبت میں اتار رہے تھے اس وقت کا میں نے یہ نقشہ کھینچا ہے۔ اور میں نے کیا کھینچا ہے، اللہ تعالیٰ نے اشعار کہلا دیے۔

جسم شاہی آج گدڑی پوش ہے
جاہ شاہی فقر میں روپوش ہے

الغرض شاہِ بلخ کی جان پاک
ہوگئی جب عشق حق سے دردناک

فقر کی لذت سے واقف ہوگئی
جانِ سلطاں جانِ عارف ہوگئی

جانِ سلطان جانِ عارف باللہ ہوگئی۔ دس سال غارِ نیشاپور میں عبادت کی۔

مہربانی بہ قدر قربانی

جس جنگل میں تشریف لے گئے اس میں ایک فقیر بھی رہتا تھا، وہ بھی مجذوب تھا۔ اس نے دُعا کی تھی کہ اللہ میاں میں گھاس چھیلتا ہوں اور بیچتا ہوں روزانہ دس بارہ آنے کما لیتا ہوں لیکن میرا اتنا وقت ضایع ہوتا ہے، کیا آپ دو روٹی اور چٹنی ہم کو نہیں دے سکتے کہ میں یہ گھاس چھیلنا چھوڑ دوں اور آپ کی یاد میں اتنا وقت لگا دوں۔ کام میں میرا دل نہیں لگتا، آپ کے بغیر کہیں چین نہیں ہے۔ آسمان سے آواز آئی کہ اپنی کھرپی اور اپنی کھانچی جس میں یہ گھاس رکھتا ہے ایک درخت کے کنارے ڈال دے، اب روزانہ تجھ کو چٹنی روٹی ملے گی۔ دس سال تک چٹنی روٹی کھاتا رہا۔ سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم رحمۃ اللہ علیہ جب اس جنگل میں عبادت کے لیے تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت سے بریانی بھیجی۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ جو حکیم الامت مجدد الملّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے تھے اور جن کو بارہ مرتبہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تھی، انہوں نے فرمایا کہ سارا جنگل خوشبو سے مہک گیا، جب غیب سے بریانی آئی تو اس

www.khanqah.org

مجذوب نے نادانی اور سادگیٔ طبع سے اللہ تعالیٰ سے ایک بات کہی جو اعتراض نہیں تھا سادگیٔ طبع تھی، اس نے کہا کہ اللہ میاں میں دس سال سے اس جنگل میں آپ کی عبادت کر رہا ہوں اور آپ نے دس سال تک مجھ کو چٹنی روٹی دی اور یہ ایک کل کا دیوانہ آیا ہے۔

یہ کل عاشق ہُوا میں ہوں ترا دیوانہ برسوں سے

تو اس کل کے دیوانے کو آپ نے بریانی بھیجی ہے جس کی خوشبو سارے جنگل میں پھیل گئی۔ آسمان سے آواز آئی اے نادان! تو نے میری راہ میں ایک کھرپی جس سے گھاس چھیلی جاتی ہے اور ایک کھانچہ جس میں گھاس رکھی جاتی ہے قربان کیا ہے یعنی کل بارہ آنے تو نے میری راہ میں قربان کیے ہیں اور میں نے دس سال تک تجھے چٹنی روٹی کھلائی ہے۔ اپنی قیمت دیکھ جو تو نے مجھے دی ہے اور دس سال تک جو تو نے چٹنی روٹی کھائی ہے اس کی قیمت بھی لگا لے۔ میرا یہی ایک احسان تجھ پر بھاری رہے گا بس اے مجذوب! اس چٹنی روٹی کو غنیمت سمجھ ورنہ یہ بھی بند کر دوں گا۔ تیری جتنی قربانی تھی اس سے زیادہ میں نے تجھ پر مہربانی کی ہے، لیکن یہ آدمی جو کل آیا ہے یہ سلطانِ بلخ ہے۔ سلطنتِ بلخ کا بادشاہ ہے۔ اس نے میری محبت میں بادشاہت چھوڑی ہے، تخت و تاج چھوڑا ہے، وزیروں کی سلامی چھوڑی ہے، مخمل کے گدے چھوڑے ہیں، وہ آج جنگل میں ریت اور کنکریوں پر سو رہا ہے تو جیسی جس کی قربانی ویسی میری مہربانی۔ اس کی قربانی بھی تو دیکھ، سلطنت فدا کی ہے مجھ پر۔ اسی لیے ہمارے شیخ فرماتے تھے اس کے جرے تو کس نہ بسائے۔ جو اپنے کو جلا کر خاک کرتا ہے یعنی دل کی بُری بُری خواہشات کو جلا کر خاک کرتا ہے، گناہ کے تقاضوں پر عمل نہیں کرتا اور گناہ نہ کرنے کا غم اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس پر اپنی رحمت کی بارش کر دیتے ہیں۔

گناہ سے بچنا دلیل محبت ہے

بُری بُری خواہشات کو جلانا یہی تو ایمان ہے، یہیں پتا چلتا ہے کہ کون کتنا وفادار ہے، شاعری سے عشق کا پتا نہیں چلتا، زبانی جمع خرچ سے وفاداری کا پتا نہیں چلتا۔ پتا چلتا ہے جب بُری خواہش پیدا ہو اور اس کو جلا کر خاک کر دے اور اللہ کی ناخوشی کے راستوں سے اپنے اندر حرام خوشی کو نہ درآمد کرے۔ نفس ظالم اگر خوشیوں کا کوئی ذرہ بھی درآمد کرلے تو دو رکعت

توبہ پڑھ کر رو رو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لو کہ اے خدا! میرے نفس نے جو حرام خوشیاں درآمد کیں، بد نظری سے، گانا سُن کر، سینما سے، وی سی آر سے جس طرح سے بھی آپ کو ناراض کیا ہم توبہ کرتے ہیں اور معافی چاہتے ہیں۔ جو بندہ اپنی خوشی کو مقدم کرتا ہے اور اتنے بڑے مالک کی خوشی کو پیٹھ کے پیچھے ڈالتا ہے وہ خود فیصلہ کرلے کہ میں اللہ کا وفادار ہوں یا نفس دشمن کا وفادار ہوں۔ اگر خدائے تعالیٰ کا حلم و کرم نہ ہوتا تو آج ہمارے وجود بھی نہ ہوتے۔ ایسی سزا ملتی۔ مگر حق تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ حلیم و کریم ہیں معاف فرمادیتے ہیں۔

کرامات حضرت ابراہیم ابنِ اَدہم رحمۃ اللہ علیہ

ایک دن دریا کے کنارے سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم رحمۃ اللہ علیہ گدڑی سی رہے تھے۔ سلطنتِ بلخ کا ایک وزیر ادھر آنکلا۔ اس نے دل میں کہا کہ یہ مُلّا کتنا بے وقوف ہے، سلطنت چھوڑ کر جنگل میں گدڑی سی رہا ہے۔ واقعی یہ مُلّا بڑے بے وقوف ہوتے ہیں۔ یہ وسوسہ ان پر منکشف ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پر منکشف کردیا۔ کشف اختیاری چیز نہیں ہے، جب اللہ چاہتا ہے کشف ہوتا ہے جب نہیں چاہتا کچھ نہیں ہوتا۔ فوراً انہوں نے بلایا کہ اے وزیر! یہاں آؤ، وہ آگیا۔ سلطانِ بلخ نے فوراً اپنی سوئی دریا میں پھینکی اور فرمایا کہ اے مچھلیو! میری سوئی لاؤ۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؎

صد ہزار اں ماہی اللّٰہئے
سوزن زر بر لب ہر ماہئے

ایک لاکھ مچھلیاں سونے کی سوئیاں لے کر آگئیں۔ اب دیکھو سلطانِ بلخ کی سلطنت؎

ملک دل بہ یا چنیں ملک حقیر

دل کی سلطنت افضل ہے یا یہ دنیاوی سلطنت۔ ایک لاکھ مچھلیاں سونے کی سوئی لے کر آگئیں۔ سلطان نے ان کو ڈانٹ کر کہا کہ اے مچھلیو! میری لوہے والی سوئی لاؤ سونے کی سوئی استعمال کرنا اس امت کے لیے جائز نہیں ہے۔ سونے کے خلال، سونے کا پاندان، سونے کی

www.khanqah.org

ڈبیا، کوئی چیز جائز نہیں۔ سونے کا استعمال مَردوں کے لیے حرام ہے، چاندی بھی مَردوں کے لیے حرام ہے سوائے ساڑھے چار ماشہ سے کم کی انگوٹھی کے، چاندی کی انگوٹھی اگر ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو تو جائز ہے۔

ایک مچھلی نے غوطہ لگایا اور لوہے کی سوئی لے کر حاضر ہوگئی۔ بس وزیر رونے لگا کہ میں نے تو آپ کو بے وقوف ملّا سمجھا تھا لیکن میری محرومی کہ میں آپ جیسے ولی اللہ کو نہیں پہچان سکا اور مچھلیاں جانور ہو کر آپ کو پہچان گئیں، جانوروں نے آپ کو پہچان لیا اور میں انسان ہو کر آپ کو نہیں پہچان سکا۔ ہائے میں کتنا محروم، کتنا کمینہ و نالائق ہوں کہ آپ جیسے ولی اللہ کی شان میں گستاخی کر رہا تھا، بے وقوف سمجھ رہا تھا مگر معلوم ہوا کہ آپ تو پہلے خشکی کے بادشاہ تھے اب خشکی اور تری دونوں کے بادشاہ ہیں۔ آپ شاہِ بحر بھی ہیں اور شاہِ بر بھی ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ یہ نسبت مع اللہ کی دولت مجھ کو بھی دے دیجیے۔ فرمایا اچھا چھ مہینے رہ جاؤ۔ چھ مہینے وزیر ان کی خدمت میں رہ گیا اور ولی اللہ بن کر واپس ہوا ؎

آناں کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند

جن کی نگاہوں میں اللہ تعالیٰ نے مٹی کو سونا بنانے کی صلاحیت دی ہے ؎

آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

کیا یہ ہوسکتا ہے کہ مجھ پر بھی ایک نگاہ ڈال دیں جس سے میری مٹی بھی سونا بن جائے یعنی تعلق مع اللہ سے قیمتی ہوجائے۔ یہ شعر حافظ شیرازی نے سلطان نجم الدین کبریٰ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ ان کا قصہ بھی بہت عبرت آموز ہے۔ ایک شخص کے سات لڑکے تھے جس میں حافظ شیرازی بھی تھے لیکن حافظ شیرازی جنگل میں اللہ کی یاد میں رویا کرتے تھے، خدا کی تلاش میں بے چین تھے۔ سلطان نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اے سلطان نجم الدین! جاؤ ایک بندہ میری یاد میں جنگل میں رو رہا ہے۔ تم اس کی رہنمائی کرو۔ کبھی مرید کے اخلاص کے صدقہ میں پیر کو اس کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا جذب اور حق تعالیٰ کی رحمت ہے۔ فوراً ان کے باپ کے گھر پہنچے اور پوچھا کہ آپ کے کتنے لڑکے ہیں۔ کہا کہ چھ ہیں۔ فرمایا کہ بلاؤ، لیکن ان کو دیکھ کر فرمایا کہ بھائی تمہارے

www.khanqah.org

کوئی اور لڑکا بھی ہے۔ کہا کہ ایک لڑکا ہے اور وہ پاگل ہو گیا ہے، وہ جنگل میں روتا پھرتا ہے کسی کام کا نہیں رہا ہے وہ ہمارے کام کا نہیں ہے۔ دُنیا کے کاموں سے نفرت کرتا ہے، پتا نہیں کس کی یاد میں روتا رہتا ہے۔ سلطان نجم الدین نے فرمایا کہ مجھے اسی لڑکے کی تلاش ہے۔ مجھ کو خدا نے اسی کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔ جنگل میں گئے اور حافظ شیرازی دیکھتے ہی ان کو پہچان گئے۔

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے
ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے

حافظ شیرازی نے دیکھتے ہی سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری آہ قبول کی اور ایک بندہ میری ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔ اس وقت یہ شعر پڑھا۔

آناں کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند

جن کی نگاہوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ مٹی کو سونا کرسکتے ہیں۔

آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

کیا یہ ممکن ہے کہ مجھ پر بھی ایک نگاہ کردیں۔ سُلطان نجم الدین نے فرمایا۔

نظر کردم نظر کردم نظر کردم

میں نے کردی نظر، مجھے تو بھیجا ہی گیا تھا اس کام کے لیے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کو کتنا بڑا ولی اللہ بنایا۔

کیا عوام بھی سلطانِ بلخ کا مقام حاصل کرسکتے ہیں؟

بہت سے لوگ خواہشات کی سلطنت اپنے دل میں رکھتے ہیں یعنی ان کو حُسن پرستی کی اتنی شدید بیماری ہوتی ہے کہ اگر سلطنتِ بلخ ان کے پاس ہو تو اس کو دے کر حسینوں کو حاصل کرلیں لیکن خوفِ خدا سے آسمان والے سے سودا کرتے ہیں کہ اے خدا! یہ حسین زمین کے چاند سورج ہیں لیکن میں آپ کی رضا کے لیے ان کو چھوڑتا ہوں، اگر میرے پاس سلطنتِ بلخ ہوتی تو سلطنتِ بلخ دے کر ان کو حاصل کرلیتا لیکن آپ کے خوف سے میں ان کو چھوڑتا ہوں، سلطنتِ بلخ کی قیمت کا یہ حسین یا حسینہ میرے پاس ہے لیکن آپ کے خوف سے

میں اس سے کنارہ کش ہوں، نہ اس کو دیکھتا ہوں، نہ اس سے بات کرتا ہوں، کسی قسم کی حرام لذت نفس میں درآمد نہیں کرتا تو گویا سلطنتِ بلخ کا متبادل اللہ پر فدا کر دیا گیا۔ لہٰذا جنہوں نے اللہ کے خوف سے حسینوں سے نظر بچائی ہے اگرچہ مسکین و غریب ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کھڑا کرے گا ان شاء اللہ تعالیٰ کیوں کہ انہوں نے ان خواہشات کو اللہ پر فدا کر دیا جن کی قیمت ان کے دل میں سلطنتِ بلخ کی متبادل تھی۔

توڑ ڈالے مہ و خورشید ہزاروں ہم نے

اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حسن کے بے شمار چاند سورج توڑے یعنی ان سے صَرفِ نظر کیا ہے۔

تب کہیں جا کے دکھایا رخِ زیبا تو نے

گناہوں کو چھوڑنے کا غم اٹھایا ہے تب کہیں جا کر اللہ ملا ہے، اور فرماتے ہیں۔

ہم نے لیا ہے داغِ دل کھو کے بہارِ زندگی
اک گل تر کے واسطے ہم نے چمن لُٹا دیا

اک گل تر کے واسطے میں نے چمن دنیا کے سارے حسینوں کو نظر انداز کیا ہے، ان حسینوں کو جو قبروں میں خاک ہو جائیں گے۔ پیر کو میں نے اپنا تازہ شعر سنایا تھا آج پھر سن لیجیے، بالکل تازہ اسی ہفتہ کا میرا شعر ہے۔ اگر آپ تازہ جلیبی اور گرم امرتی پسند کرتے ہیں تو میرا شعر بھی گرم گرم اور تازہ ہے۔

خاک ہو جائیں گے قبروں میں حسینوں کے بدن
ان کے ڈسٹمپر کی خاطر راہِ پیغمبر نہ چھوڑ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ مت چھوڑو۔ یہ حسین مرنے والے ہیں، فنا ہونے والے ہیں، خود مردہ ہیں تم کو مردہ کر دیں گے۔ سڑی ہوئی لاشیں ہونے والی ہیں، چند دن کی لذت عارضی ملی عزت دائمی گئی۔ تھوڑی سی لذت کے لیے اپنی عزت دونوں جہاں میں برباد مت کرو۔ یہ ذلت دُنیا کی ہے، آخرت میں کیا ذلت ہو گی، اس کو سوچیے۔ یہ میرا تازہ شعر عبرتناک ہے۔

www.khanqah.org

خاک ہو جائیں گے قبروں میں حسینوں کے بدن
ان کے ڈسٹمپر کی خاطر راہِ پیغمبر نہ چھوڑ

حضرت سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری کرامت

اب سنیے! سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے نام پر جو قربانی پیش کی اس کا ایک واقعہ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں عربی زبان میں لکھا ہے۔ میں آپ کو اس کا ترجمہ سنا رہا ہوں۔ ایک دن جا رہے تھے، راستے میں ایک رئیس کا لڑکا شراب پی کر قے کر رہا تھا، اتنی قے کی کہ مکھیاں جمع ہو گئیں، قے کرتے کرتے بے ہوش ہو گیا تھا۔ اسے دیکھ کر پہلے تو آپ کو بہت تکلیف ہوئی کہ آہ جس زبان سے یہ اللہ کا نام لیتا ہے اسی زبان سے یہ ظالم شراب پیتا ہے۔ ایک بالٹی پانی لائے قے کو دھویا اور اس کا منہ دھویا اور کہا اے اللہ! یہ اگرچہ نالائق ہے آپ کی نافرمانی میں مبتلا ہے مگر آپ میرے دوست ہیں اور یہ دوست کا بندہ ہے۔ آپ کا بندہ سمجھ کر میں اس کی خدمت کر رہا ہوں اگرچہ گناہ گار ہے لیکن اس کو نسبت آپ کے ساتھ ہے۔ جب ٹھنڈا پانی لگا تو اُٹھ کے بیٹھ گیا، ہوش آگیا۔ اس نے کہا کہ حضرت آپ اتنے بڑے ولی اللہ تارکِ سلطنتِ بلخ مجھ جیسے شرابی کے پاس کیسے آگئے؟ فرمایا کہ تم شراب کی حالت میں تھے مجھے رحم آگیا کہ میرے اللہ کا بندہ اس حالت میں ہے، مکھیاں بھنک رہی ہیں میں نے تم کو اللہ کا بندہ سمجھ کر تمہاری خدمت کی کیوں کہ دوست وہی ہے جو اپنے دوست کے بیٹوں کی نالائقی سے بد دعا کے بجائے دُعا کرے کہ اے اللہ! ان کو بھی درست کر دے۔ اس نے کہا کہ اچھا! میں تو سمجھتا تھا کہ اللہ والے گناہ گاروں کو حقیر سمجھتے ہیں آج معلوم ہوا کہ اللہ والوں سے بڑھ کر گناہ گاروں پر رحم کرنے والا کوئی بھی نہیں ہے۔ لہٰذا ہاتھ بڑھائیے میں آج توبہ کرتا ہوں، آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم نے ان کو بیعت کیا، توبہ کرائی۔ اسی وقت سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم کو کشف ہوا کہ یہ توبہ کرنے والا اس وقت کے تمام اولیاء اللہ سے بڑھ گیا۔ ابھی کوئی اشراق، کوئی تہجد، کوئی تلاوت، کوئی وظیفہ نہیں پڑھا لیکن اولیاء اللہ کے بہت اونچے مقام پر پہنچ گیا۔

جی اُٹھے مُردے تری آواز سے

صحبتِ اہل اللہ کی تاثیر کا راز

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ وقت کے اسرافیل ہیں۔ جیسے اسرافیل علیہ السلام جب صور پھونکیں گے تو مُردے زندہ ہو جائیں گے اولیاء اللہ کی صحبت سے مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں۔

ہیں کہ اسرافیل وقت اند اولیاء
مردہ را زیں شاں حیات ست ونما

مُردوں کو جیسے اسرافیل علیہ السلام سے حیات ملے گی، مردے زندہ ہو جائیں گے اسی طرح اولیاء اللہ کی صحبت سے بھی مُردے زندہ ہو جاتے ہیں یعنی غافل اللہ والا بن جاتا ہے۔ اسی رات حضرت ابراہیم ابنِ اَدہم رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔ کیا شان ہے اللہ والوں کی کہ اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔ دریافت کیا کہ اے اللہ! ایک بندہ شرابی میرے ہاتھ پر بیعت ہوا توبہ کی۔ ابھی اس نے نہ تہجد پڑھی، نہ تلاوت کی، نہ کوئی ذکر کیا اس کو آپ نے اتنا بڑا ولی اللہ کس وجہ سے بنادیا کہ ابھی تو کوئی اعمال اس نے نہیں کیے، خالی توبہ کی ہے۔ ارشاد ہوا کہ توبہ کرنے سے میرا بندہ اسی وقت محبوب ہو جاتا ہے۔ اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللهِ یعنی اَلَّذِیْ تَابَ کَانَ حَبِیْبَ اللهِ جو توبہ کرتا ہے اسی وقت اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے۔[۵۰] اے ابراہیم ابن اَدہم! میں نے اس کو اتنا بڑا ولی اللہ کیوں بنایا، سن لو! جب تم اس کا چہرہ دھو رہے تھے میری خاطر سے کہ میرے اللہ کا بندہ ہے اَنْتَ غَسَلْتَ وَجْهَهٗ لِاَجْلِیْ تو نے اس کا مُنہ دھویا میری خاطر سے کہ میرا بندہ ہے فَغَسَلْتُ قَلْبَهٗ لِاَجْلِكَ میں نے اس کا دل دھو دیا تیری خاطر سے کہ میرا ایک ولی تارکِ سلطنتِ بلخ سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم جس نے سلطنت مجھ پر فدا کردی میں نے بھی اس کی کرامت ظاہر کردی کہ میرا اتنا بڑا ولی اللہ جس نے سلطنت مجھ پر لٹادی وہ میری خاطر سے ایک شرابی کا مُنہ دھو رہا ہے تو میں نے اپنے اس ولی کی خاطر سے اس کا دل دھو دیا۔ اور جس کا دل خدا دھو دے اس کے دل میں رذائل

۵۰؎ المغنی عن حمل الاسفار: ۹۸۳/۲، کتاب التوبۃ، المکتبۃ الطبریۃ، ریاض

www.khanqah.org

کا امالہ نہیں ہوتا ازالہ ہو جاتا ہے۔ اب اس کے دل میں رذائل کا کوئی مادّہ نہیں رہ گیا، لہٰذا اس سے بڑھ کر کون ولی اللہ ہو گا جس کا دل خدا دھو دے۔

زکوٰۃ کے فقہی مسئلہ سے صحبتِ اہل اللہ پر عجیب استدلال

اس سے ایک سبق ملتا ہے کہ جو اللہ والے مجاہدہ کیے ہوئے ہیں ان کی صحبت کی برکت سے بہت جلد انسان ولی اللہ ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال دیکھیے۔ آپ کے پاس دس ہزار روپے ہیں اور ربیع الاوّل میں مثلاً آپ زکوٰۃ دیتے ہیں تو صفر میں ایک رقم دس ہزار کی اور آگئی تو ربیع الاوّل میں آپ پر بیس ہزار کی زکوٰۃ واجب ہو جائے گی حالاں کہ اس دس ہزار پر ابھی پورا سال نہیں گزرا لیکن پہلے دس ہزار پر گیارہ مہینے گزر چکے ہیں اس رقم نے گیارہ مہینے مجاہدہ کیا ہے لہٰذا اب جو رقم آئی وہ ایک ہی مہینہ میں بالغ ہو گئی یعنی ربیع الاوّل میں زکوٰۃ اس پر بھی فرض ہو جائے گی۔ کیوں؟ اس لیے کہ گیارہ مہینہ کی مجاہدہ کی ہوئی رقم کی صحبت اس کو مل گئی۔ اس صحبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس رقم کو جو سال بھر میں زکوٰۃ کے قابل ہوتی ایک ہی مہینہ میں اس قابل کر دیا کہ وہ زکوٰۃ کے قابل ہو گئی۔ اسی طرح جو اہل اللہ کے راستے میں پہلے سے بہت بڑے بڑے مجاہدات کیے ہوئے ہیں ان کی صحبت کے صدقے میں اللہ تعالیٰ جلد اللہ والا بنا دیتا ہے تو حضرت سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے اتنے بڑے واقعہ سے یہ سبق ملا کہ اللہ والوں کی صحبت سے اتنی جلد اللہ کا راستہ طے ہو جاتا ہے۔

آؤ دیارِ دار سے ہو کر گزر چلیں
سنتے ہیں اس طرف سے مسافت رہے گی کم

میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حکیم اختر! یوں تو اللہ کا راستہ مشکل ہے، نفس سے مقابلہ مشکل ہے مگر اللہ والوں کی صحبت سے اور ان کی دعاؤں سے اللہ کا راستہ نہ یہ کہ آسان ہو جاتا ہے بلکہ مزیدار بھی ہو جاتا ہے۔

تفسیر روح المعانی میں سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم کا تذکرہ

ان کا تذکرہ تفسیر روح المعانی میں بھی علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

www.khanqah.org

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے پارہ نمبر ۴ میں واقعہ بیان کیا کہ جب یہ حج کررہے تھے تو اللہ تعالیٰ سے انہوں نے سوال کیا اَللّٰھُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الذُّنُوْبِ اے خدا! مجھے عصمت دے دے، معصوم کردے، مجھ سے کبھی گناہ نہ ہو۔ کعبہ سے آواز آئی یَا سُلْطَانُ اِبْرَاھِیْمُ ابْنَ اَدْھَمَ کُلُّ عِبَادِہٖ یَسْاَلُوْنَہُ الْعِصْمَۃَ فَاِذَا عَصَمْتُکُمْ سارے انسان مجھ سے عصمت مانگتے ہیں اگر میں سب کو معصوم کردوں کسی سے کبھی خطا نہ ہو عَلٰی مَنْ یَّتَفَضَّلُ وَعَلٰی مَنْ یَّتَکَرَّمُ تو میری مہربانی میرا اکرم کس پر ہوگا؟[۵۱]

حق تعالیٰ کی صفتِ غفاریت پر اعتماد کا مطلب

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ لوگ گناہ اس نیت سے کریں کہ ہم پر مہربانی ہو۔ نہیں! اگر کوئی مرہم کی ڈبیہ آپ کو دے دے کہ جو آگ سے جل جائے اس کے لیے ہمدرد کا یہ مرہم سَو فیصد مفید ہے تو کیا آپ اپنے ہاتھ کو آگ میں جلائیں گے کہ اس مرہم کو دیکھوں مفید ہے یا نہیں؟ جس طرح سے اللہ تعالیٰ یقیناً رزاق ہے مگر آپ دُکان کھولتے ہیں، نوکری کرتے ہیں لٰہذا صفتِ غفار پر اتنا ہی بھروسہ کیجیے جتنا رزاق پر کرتے ہیں۔ کیا صفتِ رزاق پر بھروسہ کرکے آپ نے دُکان بند کی ہے یا نوکری چھوڑی ہے؟ جتنا بھروسہ صفتِ رزاق پر ہے اتنا ہی صفتِ غفار پر کیجیے۔ یہ نہیں کہ صفتِ غفاریت کے بھروسہ پر گناہوں پر جری ہوجاؤ اور گناہوں سے بچنے کی محنت چھوڑ دو۔ اللہ رزاق ہے، روزی تو اللہ ہی دیتا ہے مگر محنت کرتے ہو یا نہیں؟ اسی طرح اللہ غفار ہے مگر گناہوں سے بچنے میں جان کی بازی لگادو وَجَاھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ[۵۲] اتنی محنت کرو کہ مجاہدہ کا حق ادا کرو پھر بھی اگر کبھی غلطی ہوجائے اس وقت کے لیے، ایمر جنسی کے لیے ہے استغفار و توبہ۔ یہ نہیں کہ توبہ کے سہارے پر گناہ کرنے لگو۔ کیوں کہ توبہ کی توفیق آسمان سے نازل ہوتی ہے، اگر آسمان والا روک دے کہ یہ منحوس، بدمعاش، خبیث ہمیشہ توبہ کے سہارے گناہ کرتا ہے تو توبہ کی توفیق اگر آسمان سے نہ آئی تو کیا ہوگا؟ پھر اس کی گناہ کی حالت میں بُری موت آئے گی۔ پس توبہ کی توفیق آسمان سے

---

۵۱ روح المعانی: ۴/۱۰۴، مطبوعۃ داراحیاء التراث، بیروت

۵۲ الحج: ۷۸

ہے فَتَابَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ لِیَتُوۡبُوۡا اللہ تعالیٰ نے مہربانی کی تاکہ وہ توبہ کرلیں۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں اَیۡ وَفَّقَھُمۡ لِلتَّوۡبَۃِ[۵۳] اللہ تعالیٰ نے توفیق توبہ ان کو آسمان سے دی تاکہ یہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرلیں۔ معلوم ہوا کہ توفیق توبہ آسمان سے عطا ہوتی ہے۔ لہٰذا توبہ پر سہارا کرکے گناہ کرنے والا انٹرنیشنل بے وقوف اور گدھا ہے۔

سلبِ توفیق توبہ کا ایک عبرتناک واقعہ

ناظم آباد نمبر ۴ میں ایک خانساماں کا قصہ سُنا چکا ہوں وہ ہر وقت لڑکیوں کو چھیڑتا رہتا تھا، جب مرنے لگا تو اس کے دوست نے کہا کہ بھیا اب تم توبہ کرلو۔ اس نے کہا کہ سب الفاظ میری زبان سے نکل رہے ہیں لیکن یہ لفظ جو تم کہہ رہے ہو یہ میرے مُنہ سے نہیں نکل رہا ہے۔ یہ اسی زمانے کا قصہ ہے پُرانا نہیں ہے، لفظ توبہ اس کے منہ سے نہیں نکلا۔ بسکٹ، ڈبل روٹی، چائے لاؤ، ہسپتال لے چلو، ڈاکٹر کو بلاؤ ساری دُنیا کی لُغت نکل رہی ہے مگر اس کا دوست جب کہتا تھا کہ ایک دفعہ کہہ دو یا اللہ توبہ، تو کہتا تھا یہ جو تم کہہ رہے ہو یہ میرے مُنہ سے نہیں نکل رہا ہے۔ یہ اسی زمانے کا قصّہ ہے۔ زیادہ سے زیادہ بیس پچیس سال پہلے کا قصہ ہوگا۔ اس لیے دوستو! اللہ سے ڈرتے رہو، ایسا نہ ہو کہ توفیق توبہ سلب ہوجائے۔

بادشاہ امراء القیس کے جذب کا واقعہ

حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بادشاہ کو بھی اسی طرح جذب کیا، اس کا نام تھا امراء القیس۔ رات ہی رات بادشاہت چھوڑ کر دوسرے ملک میں چلا گیا وہاں اینٹیں بنانے لگا جسے یہاں بلاک کہتے ہیں اور چہرے پر نقاب ڈال دیا۔ مزدوروں کے ساتھ اینٹیں بناتے تھے اور رات بھر عبادت کرتے تھے۔ ایک دن کمالیا چھ دن اللہ اللہ کرتے۔ ایک دن تیز ہوا چلی۔ نقاب ہٹ گیا مزدوروں نے اس کا چہرہ دیکھ لیا۔ بادشاہ کا چہرہ کہاں چھپ سکتا ہے۔ سب نے کہا کہ بھائی یہ تو مزدور نہیں ہے۔ یہ تو کوئی بہت بڑا شخص

۵۳؎ روح المعانی: ۱۱/۴۲، التوبۃ (۱۱۸)، دار احیاء التراث، بیروت

ہے۔ چہرے پر اقبال شاہی ہے۔ یہ خبر اس ملک کے بادشاہ کو پہنچ گئی وہ بادشاہ گھبرایا ہوا آیا اور اس نے کہا ان مزدوروں کو یہاں سے ہٹادو اور وہ جو نقاب ڈالے ہوئے مزدور ہے اس کو میرے پاس بلاؤ۔ اور اس سے کہا کہ نقاب ہٹائیے۔ اب بادشاہ کا حکم تو ماننا ہی تھا، ایک ملک کا بادشاہ دوسرے ملک میں تو غلام ہوتا ہے۔ نقاب ہٹایا تو بادشاہ نے کہا کہ دیکھیے آپ مزدور نہیں ہیں۔ جس طرح ولی کو ولی پہچانتا ہے بادشاہ بادشاہ کو پہچانتا ہے۔ آپ کے چہرے سے آثارِ سلطنت ظاہر ہیں۔ آپ سچ سچ بتائیے آپ یہاں کیسے آگئے اور کیوں مزدور بنے ہوئے ہیں؟ اس نے کہا کہ میں اللہ کی محبت میں اپنی سلطنت چھوڑ کر یہاں سکون سے عبادت کر رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ میرے پاس چلیے میرے شاہی محل میں۔ میں اپنے تختِ سلطنت پر آپ کو بٹھالوں گا اور یہ شعر پڑھا؎

پیش ما باشی کہ بخت ما بود

اے عظیم شخص! تم میرے سامنے رہو تو میری خوش نصیبی ہوگی۔

جانِ ما از وصل تو صد جاں شود

میری جان تمہاری ملاقات سے سو جان رہے گی، ہر وقت میں تم کو دیکھ کر خوش رہوں گا۔ اور اس بادشاہ نے یہ بھی کہا کہ؎

ہم من و ہم ملک من مملوک تو

میں بھی آپ کا غلام ہوں اور میری سلطنت بھی آپ کی غلام ہے۔

اے بہ ہمت ملک ہا متروک تو

آپ کی عالی ہمتی کہ آپ تارکِ سلطنت ہیں آپ تو سلطنت کو چھوڑ چکے آپ کی ہمت عالی کے مقابلے میں ہزاروں سلطنتیں چھوٹ سکتی ہیں۔

میرے دوستو! سن لو ایسی ہمت کرو کہ ہزاروں گندی خواہشات ہوں بس سب کو ترک کردو۔ سلطنت کے بجائے آپ خواہشات ترک کردیں۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اس شاہ تارک سلطنت نے اس ملک کے بادشاہ کے کان میں ایک بات کہہ دی۔ اس کے جرے تو کس نہ بسائے۔ جو اپنے کو اللہ کے عشق و محبت میں جلاتا ہے مجاہدہ کرتا ہے، غم اُٹھاتا ہے تو

www.khanqah.org

اللہ تعالیٰ اس کو دردِ دل اور قلب بریاں اور اس کی گفتگو میں اثر ڈال دیتے ہیں۔ درد بھرے دل سے اس نے اس بادشاہ کے کان میں ایک بات کہی۔ اس بادشاہ نے کہا کہ اچھا اللہ کے نام میں اتنا مزہ ہے! اس نے بھی سلطنت چھوڑ دی اور کہا کہ چلو ہم دونوں آدمی مل کر کسی تیسرے ملک میں چلیں۔ اینٹیں بنائیں مزدوری کریں اور اللہ کو یاد کریں۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ ہزاروں سلطنتیں اس خالق سلطنت پر فدا ہو چکیں۔ اپنی اپنی قسمت سے جس کو چاہے وہ مالک جذب کرلے۔

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

محبت تجھ کو آدابِ محبت خود سکھا دے گی

جب اللہ تعالیٰ اپنا بنانا چاہتے ہیں تو اس کے طریقے اور اس کے آداب خود بتا دیتے ہیں۔ ایک فقیر کو اللہ نے بادشاہ بنا دیا وہ بھیک مانگنے آیا تھا۔ اس سلطنت کا بادشاہ مرچکا تھا۔ سلطنت کے وزراء نے پارلیمنٹ میں مشورہ کیا کہ کل صبح بادشاہ کے قلعہ کے سامنے سب سے پہلے جو انسان آئے گا اس کو بادشاہ بنائیں گے۔ خدا کے حکم سے وہ بھک منگا آگیا۔ اس نے کہا کہ اللہ کے نام پر روٹی دے دو۔ وزیروں نے اس کو پکڑ کر بادشاہ بنا دیا کیوں کہ رات اسمبلی میں یہ مشورہ ہوچکا تھا۔ جھٹ اس کو نہلایا اور شاہی لباس پہنا کر اس بھیک منگے کو تختِ شاہی پر بٹھا دیا۔ جب شاہی اجلاس ہوا تو اس بھک منگے نے سارے شاہی فرامین جاری کیے اور صحیح فیصلے کیے۔ وہ جب فیصلے کرچکا تو دو وزیروں کو بلایا کہ اے وزیرو! میری بغل میں ہاتھ لگاؤ اور پہلے بادشاہ کی طرح مجھے آدابِ شاہی کے ساتھ شاہی محل میں لے چلو۔ وزیروں نے کہا کہ اگر جان بخشی جائے تو کیا ہم ایک سوال کرسکتے ہیں؟ بادشاہ نے کہا ہاں اجازت ہے۔ کہا کہ آپ تو سات پشت سے بھک منگے تھے۔ یہ بات ہم سب جانتے ہیں۔ آپ کے باپ کا نام یہ تھا، دادا کا نام یہ تھا، آپ نے صبح کہا تھا کہ اللہ کے نام پر دو روٹی۔ پھر یہ آدابِ سلطنت آپ کو کس نے سکھا دیے؟ اس فقیر بھک منگے نے جواب دیا کہ جو اللہ ایک فقیر بھک منگے کو سلطنت عطا کر سکتا ہے وہ آدابِ سلطنت بھی سکھا سکتا ہے۔ جو اللہ ہمیں ولی بنا سکتا ہے وہ آدابِ ولایت،

آدابِ دوستی، آدابِ تقویٰ، آدابِ محبت اور ترکِ معصیت کی ہمت بھی عطا کر سکتا ہے۔ وہ ہمیں آدابِ بندگی بھی سکھا سکتا ہے۔ مانگو تو سہی، اُوپر سے فیصلہ تو کراؤ۔ ان شاء اللہ پھر سب گندے خیالات خنّاس کی طرح نکل جائیں گے جیسے گدھے کے سر سے سینگ غائب ہو گئے۔ یہ محاورہ ہے، ورنہ گدھے کے سینگ نہیں ہوتے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کا وجود نہ رہے۔

حضرت جنید بغدادی کا واقعۂ جذب

اب اس کے بعد حضرت جنید بغدادی کا واقعہ سنیے۔ یہ پہلے پہلوانی کی روٹی کھاتے تھے، ولی اللہ نہیں تھے۔ ایک دن شاہِ بغداد نے اعلان کیا کہ آج جنید بغدادی پہلوانی دکھائے گا، ہے کوئی جو مقابلہ میں آئے۔ ایک سید صاحب بڑے میاں کانپتے ہوئے گردن ہلتی ہوئی کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں لڑوں گا ان سے۔ سب نے قہقہہ لگایا۔ تالیاں بجائیں لیکن بادشاہ قانون سے مجبور تھا کہ جو آدمی خود کو مقابلے کے لیے پیش کردے اس کو کیسے کہہ دے کہ نہیں، تم نہیں لڑ سکتے۔ لہٰذا بادشاہ نے سید صاحب کو اجازت دے دی۔ سید صاحب ساٹھ پینسٹھ برس کے، جب دونوں کشتی کے لیے اترے تو حضرت جنید بغدادی بھی حیران، بادشاہ بھی حیران، ساری رعایا، ساری سلطنت کی پبلک حیران کہ یا اللہ یہ بڈھا کیسے لڑے گا! جب بڈھا اترا تو اس نے جنید بغدادی سے کہا کہ اپنا کان یہاں لاؤ اور کان میں کہا کہ دیکھو میں تم سے جیت نہیں سکتا ہوں، بوڑھا ہوں، گردن ہل رہی ہے کمزور ہوں، دس دن سے کھانا نہیں کھایا لیکن میں سید ہوں، میرے بچوں کو بھی فاقہ ہے اگر تم آج اپنی عزت کو اللہ کے نبی کے عشق و محبت میں قربان کردو اور ہار جاؤ تو یہ انعام مجھے مل جائے گا اور سال بھر کے لیے میری اور میرے بچوں کی روٹی کا انتظام ہو جائے گا۔ میرا قرضہ ادا ہو جائے گا اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تم سے خوش ہو جائیں گے۔ کیا تم اے جنید اپنی عزت کو اولادِ رسول پر فدا نہیں کر سکتے؟ جنید بغدادی نے دل میں سوچا آج موقع اچھا ہے۔

محبت کی بازی وہ بازی ہے دانشؔ
کہ خود ہار جانے کو جی چاہتا ہے

بس بصد شوق جنید بغدادی نے دو چار ہاتھ ادھر اُدھر چلائے، اپنا کرتب دکھایا تا کہ بادشاہ کو

www.khanqah.org

نورا کشتی نہ معلوم ہو یعنی ملی بھگت نہ معلوم ہو، جنید بغدادی نے خوب دانت پیسے اور زور لگایا مگر اوپر اوپر سے، اندر سے طاقت استعمال نہیں کر رہے تھے۔ اتنے میں گر گئے اور وہ سید صاحب سینے پر چڑھ گئے اور سارا انعام لے گئے۔ رات کو خواب میں جنید بغدادی کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جنید! تم نے اپنی عزت اور آبرو کو، اپنی بین الاقوامی شہرت کو، پورے بغداد میں اپنے نام اور جاہ کو میری اولاد کی محبت میں فدا کر دیا جو فاقہ سے تھی، آج تم اولیاء اللہ کے رجسٹر میں درج ہو گئے۔

پھر اتنے بڑے پہلوان نے اپنے نفس کو اتنا مٹایا کہ ایک بار اعلان ہوا کہ اس مجلس میں جو سب سے کمترین اور بدترین انسان ہو وہ مسجد چھوڑ دے۔ سب سے پہلے جنید بغدادی نکلے۔ اور فرمایا میں سب سے بدترین انسان ہوں گناہ گار ہوں۔ ان کے شیخ کو جب اطلاع دی گئی کہ آج جنید بغدادی نے یہ کرتب دکھایا ہے تو فرمایا کہ آہ! یہی چیز تو ہے جس نے جنید کو جنید بنایا ہے کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اپنے کو کچھ نہیں سمجھتا۔

کچھ ہونا مرا ذلت و خواری کا سبب ہے
یہ ہے مرا اعزاز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں

سب سے بڑی فقیری اپنے کو مٹا دینا ہے، نفسانی خواہشات کو مٹانا ہے، باہ کو مٹانا ہے، جاہ کو بھی مٹانا ہے۔ بس دو ہی تو مرض ہیں ایک باہ اور دوسرا جاہ۔ الحمد للہ! جذب کا ایک قصہ یہ بھی بیان ہو گیا، اب دو قصے اور باقی رہ گئے ہیں اس کے بعد ختم کرتا ہوں۔ آج جمعہ کو اس مضمون کو ختم کرنے کا ارادہ ہے دُعا بھی کیجیے۔

مشہور شاعر حفیظ جونپوری کا واقعۂ جذب

جون پور میں حضرت ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ایک شرابی آیا اور اس نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب میں آپ کو جانتا ہوں۔ آپ بی اے ہیں، علی گڑھ سے بی اے علیگ اور ایل ایل بی ہیں۔ اس کے باوجود یہ گول ٹوپی اور لمبا کرتہ۔ میں شراب پیتا ہوں، کیا میں بھی آپ کی طرح ولی اللہ ہو سکتا ہوں۔ دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے پاس بڑے بڑے علماء آرہے ہیں۔ فرمایا کہ جہاں سے میں بنا ہوں وہیں آپ چلے جائیں، مجھ کو بھی کوئی سنوارنے والا

ہے۔ وہ تھانہ بھون میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ بس انہوں نے فوراً سفر کیا اور وہاں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن بیعت ہونے سے پہلے داڑھی منڈائی جو تھوڑی تھوڑی نکل آئی تھی۔ حضرت نے پوچھا کہ جب توبہ کرنے آئے ہو تو داڑھی کیوں منڈائی۔ کہا کہ آپ حکیم الامت ہیں میں مریض الامت ہوں آپ کو پورا مرض دکھا دیا اب ان شاء اللہ اس پر اُسترا نہیں لگے گا۔ بیعت ہو کر واپس آئے، داڑھی رکھی شراب چھوڑی۔ یہ شخص اتنا بڑا ولی اللہ ہوا کہ میرے شیخ و مرشد شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مرنے سے تین دن پہلے ان پر گریہ طاری ہوا۔ اپنے گھر کے صحن میں ایک دیوار سے دوسری دیوار تک تڑپتے جاتے تھے یہاں سے تڑپتے ہوئے وہاں اور وہاں سے تڑپتے ہوئے یہاں۔ رو رو کر جان دے دی۔ دل پر خدا کا ایسا خوف طاری ہوا کہ شہید ہو گئے۔ اس کو شہادت کہتے ہیں۔ جس کا پتّہ خدا کے خوف سے پھٹ جائے وہ شہید ہوتا ہے۔ اللہ کے جذب سے ولی اللہ ہوئے، اللہ ہی نے توفیق دی، اور آخر میں اپنے دیوان میں تین شعر بڑھا گئے۔ شعر کیا ہیں ایک ایک لفظ درد میں ڈوبا ہوا ہے۔

مری کھل کر سیہ کاری تو دیکھو
اور ان کی شانِ ستّاری تو دیکھو

گڑا جاتا ہوں جیتے جی زمیں میں
گناہوں کی گراں باری تو دیکھو

اب تیسرا شعر سنیے جو نچوڑ ہے اور حاصل ہے تمام شعروں کا۔

ہوا بیعت حفیظؔ اشرف علی سے
بہ ایں غفلت یہ ہشیاری تو دیکھو

ان کے یہ تین شعر میرے شیخ سنایا کرتے تھے۔ دیوانِ حفیظ میں یہ اشعار دیکھ لیجیے ان کا دیوان مشہور ہے۔

رئیس المتغزلین جگر مراد آبادی کے جذب کا واقعہ

اب آخری قصہ بیان کر کے بیانِ جذب ختم کرتا ہوں۔ آپ نے نام سُنا ہوگا

جگر مراد آبادی کا، اتنا پیتے تھے کہ دو آدمی اُٹھا کر اسٹیج پر لاتے تھے شعر پڑھنے کے لیے۔ میر صاحب عشرت جمیل نے ان کو دیکھا ہے۔ دو آدمیوں نے اُٹھایا اور تخت پر لائے اور پھر وہ شعر پڑھتے تھے، مگر ظالم کی آواز ایسی تھی کہ سارا مجمع ان کے بالکل قابو میں ہوتا تھا، لیکن چوں کہ ولی اللہ ہونے والے تھے تو گناہ کی حالت میں بھی ان کے دل میں ندامت رہتی تھی، علامت جذب کی ایک یہ بھی ہے۔ سُورج تو نکلتا ہے ایک گھنٹے کے بعد مگر آسمان پہلے ہی سے لال ہو جاتا ہے، جس کو خدا جذب کرنے والا ہوتا ہے گناہوں کی حالت میں بھی اس کے قلب میں ندامت رہتی ہے کہ میں کیا کمینہ پن اور بے غیرتی اور بے شرمی کی زندگی گزار رہا ہوں۔ اس کی یہ ندامت ایک دن رنگ لاتی ہے۔ لہٰذا جگر صاحب نے اپنے دیوان میں یہ شعر لکھا۔

پینے کو تو بے حساب پی لی
اب ہے روزِ حساب کا دھڑکا

یہ دھڑکن جو ہوئی خوفِ خدا کی یہ علامت جذب کا نقطۂ آغاز ہے۔ یہ اللہ کے خوف سے دل کا دھڑکنا جذب کا نقطۂ آغاز ہے۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ ڈپٹی کلکٹر ہیں مگر گول ٹوپی، لمبا کرتا، ٹخنوں سے اونچا پاجامہ، ہاتھ میں تسبیح یہ بزرگی کہاں سے آپ کو ملی؟ فرمایا تھانہ بھون میں حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا صدقہ ہے۔

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

کہا کیا مجھ جیسا شرابی بھی وہاں جا سکتا ہے؟ کہا بالکل۔ کہا لیکن میں تو شراب وہاں بھی پیوں گا۔ کیا مولانا خانقاہ میں شراب پینے دیں گے؟ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا میں پوچھ کر بتاؤں گا۔ تھانہ بھون گئے حکیم الامت سے عرض کیا کہ جگر صاحب آنا چاہتے ہیں آل انڈیا شاعر ہیں لیکن کہتے ہیں کہ خانقاہ میں بھی آکر شراب پیوں گا مگر آنا چاہتا ہوں، بزرگوں کی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ نے کیا جواب دیا؟ کہا میں نے جواب دیا کہ خانقاہ میں تو مشکل ہے۔ فرمایا خواجہ صاحب آپ نے صحیح جواب نہیں دیا، اب جا کر ان سے اشرف علی کا

سلام کہو اور یہ کہو کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کافر کو اپنا مہمان بناسکتے ہیں تو جگر تو مسلمان ہے ان کو میں اپنے گھر میں مہمان بناؤں گا اور ان کو ایک کمرہ دے دوں گا پھر وہ جانیں اور ان کا اللہ جانے۔ مگر خانقاہ قومی ادارہ ہے اس میں کوئی شراب نہیں پی سکتا۔ جگر صاحب نے جب یہ جواب سنا تو رونے لگے کہ آہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ اللہ والے ایسے ہوتے ہیں۔ پھر جگر صاحب تھانہ بھون پہنچے اور انہوں نے حضرت سے چار دُعائیں کرائیں کہ حضرت میرے لیے دعا فرما دیجیے کہ ۱) میں شراب چھوڑ دوں کیوں کہ پیتے پیتے زندگی گزر گئی اور اتنا پیتا ہوں کہ بے حساب پیتا ہوں، اور ۲) میں پوری شرعی داڑھی رکھ لوں ۳) حج کر لوں ۴) میرا خاتمہ ایمان پر ہو جائے۔ یہ چار دعائیں کرائیں۔ حکیم الامت کے ہاتھ اٹھ گئے۔

کہ دُعائے شیخ نے چوں ہر دُعاست

اللہ والوں کی دعا عام دُعاؤں سے کہیں ممتاز و بالاتر ہوتی ہے۔ دُعا کرا کر واپس آئے۔ شراب چھوڑ دی یہاں تک کہ بیمار ہو گئے۔ ڈاکٹروں کے بورڈ نے فیصلہ کیا کہ جگر صاحب اگر شراب نہیں پئیں گے تو مر جائیں گے اور کہا کہ جگر صاحب آپ قومی امانت ہیں آپ کی زندگی ہمارے لیے عزیز تر ہے، آپ تھوڑی سی پی لیا کریں ورنہ مر جائیں گے۔ جگر کا جگر خراب ہو جائے گا، ایسا جگر جو عاشق شراب جگر ہے۔

ناراضگیٔ حق کے ساتھ جینے سے رضائے حق کے ساتھ مرنا بہتر ہے

جگر صاحب نے کہا کہ اگر میں کچھ پیتا رہوں گا تو کب تک جیتا رہوں گا۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ آٹھ دس سال اور جی جائیں گے۔ فرمایا میں حرام شراب پیتا رہوں اور دس سال خدا کے غضب اور قہر کے سائے میں جیتا رہوں اس سے بہتر ہے کہ شراب چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں ابھی میری روح پرواز کر جائے، شراب چھوڑنے سے یہی تو ہو گا کہ میری روح نکل جائے گی، میں لبیک کہتا ہوں اپنے اللہ کو کہ اے اللہ! جگر شراب چھوڑ کر اپنی موت کو لبیک کہتا ہے، آپ کی رحمت کے سائے کو لبیک کہتا ہے۔ توبہ سے سایۂ رحمت ملے گا،

www.khanqah.org

گناہ کرتا رہوں گا تو اللہ کے غضب اور قہر میں زندگی گزرے گی۔ اگر پیتا رہوں گا تو کب تک جیتا رہوں گا، ایک دن تو مروں گا۔ ڈاکٹروں نے کہا اچھی بات ہے، اس سے آگے ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔ جب کوئی گناہ چھوڑنے کا غم اُٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے لیے آجاتی ہے۔ جگر صاحب کو اللہ نے پہلے سے بھی اچھی صحت دے دی جو ڈاکٹر کہہ رہے تھے کہ نہ پیو گے تو مر جاؤ گے۔ چھوڑنے سے صحت اور بھی اچھی ہوگئی۔ پھر جگر صاحب بمبئی سے حج کرنے گئے داڑھی کی بنیاد ڈال دی، حج سے واپس آئے، بحری جہاز سے چار مہینے لگے۔ چار مہینے میں پوری ایک مٹھی داڑھی آگئی۔ اب جب واپس آئے تو آئینہ میں اپنے چہرے کو دیکھا۔ حج کے زمانے میں آئینہ دیکھنے کا موقع حاجیوں کو کہاں ملتا ہے، جب آئینہ میں چہرہ دیکھا تو خود اپنے اوپر ایک شعر کہا، اپنی داڑھی پر ایک شعر کہا اور پھر میرٹھ شہر گئے اور تانگے پر بیٹھے تو تانگہ والا وہی شعر پڑھ رہا تھا جو جگر صاحب نے بمبئی میں کہا تھا، وہ شعر یہ ہے؎

چلو دیکھ آئیں تماشا جگرؔ کا
سُنا ہے وہ کافر مسلمان ہوگا

تانگے والا پڑھ رہا تھا اور یہ رو رہے تھے کہ آہ یہ شعر بمبئی کا یہاں بھی پہنچا ہوا ہے۔ سب دُعائیں قبول ہوگئیں اب رہ گیا حُسنِ خاتمہ وَاَرْجُوا الرَّابِعَةَ چوتھی کی اُمید لے کر گئے۔ ان شاء اللہ۔ اُمید بھی ہے کہ جب سب دعائیں قبول ہوگئیں تو آخری سب سے اہم دُعا بھی ان شاء اللہ قبول ہے۔

تجلیاتِ جذب کے زمان و مکان

اب جذب کے راستے کیا ہیں؟ یہ بھی بتائے دیتا ہوں۔ یہ آخری بیان ہے جذب کا۔ کوئی اگر چاہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی جذب عطا فرمادے تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ایک مکان اور ایک زمان دو چیزیں بتائی ہیں۔ زمان کیا ہے:

اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِیْ اَیَّامِ دَھْرِکُمْ نَفَحَاتٍ...الخ[۵۴]

[۵۴] کنز العمال: ۷/۶۹، (۲۱۳۲۴)، باب صلوٰۃ النوافل والفضل فی الترغیب فیھا، مؤسسۃ الرسالۃ

www.khanqah.org

اے لوگو! اے میری امّت والو! ہمارے اس زمانے کے دن و رات میں اللہ تعالیٰ کے جذب کی تجلیات اور ان کے قرب کی ہوائیں آتی رہتی ہیں **فَتَعَرَّضُوْا لَهٗ** پس ان کو تلاش کرو، غافل نہ رہو، تجلی اگر تم کو مل گئی **فَلَا تَشْقَوْنَ بَعْدَهَا اَبَدًا** تو تم کبھی بد بخت و بد نصیب نہیں ہوگے ہمیشہ کے لیے ولی اللہ بن جاؤ گے۔ نفس و شیطان تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ دن و رات میں یہ تجلیات کب آتی ہیں؟ اگر کوئی بتادے کے جمعہ کے دن ایک عظیم نعمت آنے والی ہے تو آدمی پوچھے گا کہاں؟ کراچی کہ حیدر آباد کہ لاہور؟ لٰہذا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجیے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بخاری شریف میں اس کا مکان بھی بتادیا کہ وہ تجلی کہاں نازل ہوتی ہے۔ **فِیْ اَیَّامِ دَهْرِكُمْ** تو اس حدیث میں وارد ہے کہ تمہارے زمانے کے دنوں میں اللہ کی رحمت کی وہ ہوائیں آتی ہیں۔ **نَفَحَاتٌ** کا ترجمہ عام علماء نے کیا ہے کہ نسیم کرم کے جھونکے، اللہ کی نسیم کرم کے جھونکے جو دُنیا میں آسمان سے آتے ہیں۔ بعض بزرگوں نے ترجمہ کیا جَذبات یعنی جذب کرنے والی تجلیات۔ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ **نَفَحَاتٌ** کا ترجمہ جَذبات ہے یعنی اللہ جذب کرنے والی تجلی دُنیا میں بھیجتا ہے جس کو لگ جاتی ہے وہ جذب ہو جاتا ہے۔ پس ایک طبقہ نے ترجمہ کیا نسیم کرم۔ ملّا علی قاری نے کیا جَذبات یعنی کھینچنے والی تجلیات، حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے التشرف فی احادیث التصوف میں **نَفَحَاتٌ** کا ترجمہ کیا **اَلتَّجَلِّیَاتُ الْمُقَرِّبَاتُ** اللہ کے وہ جلوے وہ تجلیات جس سے بندے کو اللہ تعالیٰ اپنا پیارا اور مقرب کر لیتے ہیں، لیکن **اَیَّامِ دَهْرِكُمْ** سے آپ کو زمانہ معلوم ہوا لیکن یہ کیسے پتا چلے گا کہ یہ تجلیات کہاں ملتی ہیں۔ مکان بھی تو معلوم ہونا چاہیے۔ کوئی کہہ دے کہ اس زمانے میں بھی ولی اللہ رہتے ہیں تو زمانہ تو معلوم ہوا لیکن یہ بھی تو پتا چلے وہ کس شہر میں ہیں، کس ملک میں ہیں۔ بولیے خالی زمانہ معلوم ہونے سے آپ تلاش کر سکتے ہیں؟ اس حدیث سے آج کوئی شخص ان تجلیات کا مکان تلاش نہیں کر سکتا تھا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّت پر احسان ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ کے مقبول بندے جہاں رہتے ہوں تم ان کے پاس جاؤ۔ ان کے پاس بیٹھو:

هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ

www.khanqah.org

ان کی صحبت کی برکت سے تمہاری شقاوت، تمہاری بد بختی خوش نصیبی سے بدل جائے گی۔ یہی ہے لَا تَشْقَوْنَ بَعْدَهَا اَبَدًا[۵۵] اس حدیث میں تجلیاتِ جذب کا زمانہ بتایا گیا کہ اس دُنیا کے شب وروز میں جس کو وہ تجلی مل گئی وہ شقی نہیں رہ سکتا، اور بخاری کی اس حدیثِ پاک لَا یَشْقٰی بِهِمْ جَلِیْسُهُمْ میں ان تجلیات کا مکان بتایا گیا کہ وہ اللہ والوں کی جگہ ہے جہاں وہ تجلیات جذب کی آتی ہیں، جہاں اللہ والے رہتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ ہر وقت جذب کی تجلیات نازل کرتا ہے۔

مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص پنکھا جھل رہا تھا۔ اس نے پوچھا کہ حضرت اللہ والوں کے پاس بیٹھنے سے اللہ کی رحمت دوسروں کو کیسے ملے گی کیوں کہ عمل تو ان کا اچھا ہے ان پر فضل ہونا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن دوسرے تو نالائق بیٹھے ہیں ان کو رحمت کیسے ملے گی؟ فرمایا کہ تو مجھے پنکھا جھل رہا ہے یا ان سب کو؟ کہا میں تو آپ کو جھل رہا ہوں، فرمایا کہ یہ جتنے میرے پاس بیٹھے ہیں ان کو ہوا لگ رہی ہے یا نہیں؟ جب اللہ کی رحمت کسی پر برستی ہے اس کے پاس بیٹھنے والوں کو بھی وہ رحمت ملتی ہے۔ لٰہذا تجلیاتِ مقربات، تجلیاتِ جذب اگر آپ لوگ چاہتے ہیں تو بروایت بخاری شریف اللہ کے خاص بندوں کے پاس بیٹھیے، ان کی صحبت اختیار کیجیے۔

خاص بندوں کی پہچان

آپ کو کیسے معلوم ہو کہ یہ خاص بندے ہیں؟ جو اُمّت کے خاص بندے ہیں وہ ان کو خاص سمجھتے ہوں اور کسی بزرگ کی اس نے صحبت اٹھائی ہو۔ شریعت اور سنت پر چل رہا ہو۔ علمائے دین بھی اس کی تصدیق کر رہے ہوں۔ خالی عوام کا مجمع نہ ہو ورنہ اس زمانے میں بعض ایسے نالائق بے وقوف اور محروم ہیں کہ جنہوں نے بزرگوں کو دیکھا تو ہے لیکن ان سے اپنی اصلاح نہیں کرائی نتیجہ یہ نکلا کہ ایک جاہل پیر کے چکر میں آگیا جو کمرہ میں اپنی تصویر لگائے ہوئے ہے اور وہ اس کو بزرگ سمجھ کر وہاں جاتا ہے حالاں کہ ایک مسجد کا امام بھی ہے۔ ذرا سوچیے عقل پر عذاب ہے یا نہیں؟ کسی گناہ کے بدلے میں اس ظالم کی عقل سے نور چھین لیا

---

۵۵ صحیح البخاری: ۲/۹۴۸ (۶۴۴۳)، باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ، مطبوعۃ المکتبۃ المظھریۃ

www.khanqah.org

گیاہے ورنہ تصویر رکھنے والا کہیں ولی اللہ ہو سکتا ہے ؎

گر ہوا پر اُڑتا ہو وہ رات دن
ترک سُنّت جو کرے شیطان گن

اگر کوئی ہوا پر اُڑ رہا ہو اور سنت کے خلاف ہو تو اس کو ولی اللہ سمجھنے والا بھی زندیق ہے۔ جو تارکِ سنت کو ولی اللہ سمجھتا ہے وہ زندیق اور فاسق العقیدہ ہے۔

تو آخر میں میں نے بتادیا کہ جذب کیسے ملے گا۔ زمانہ بھی بتادیا اور مکان بھی بتادیا۔ ایک حدیثِ پاک میں زمانہ بتایا گیا کہ پورے زمانے میں قیامت تک اللہ تعالیٰ کی تجلیات برستی رہیں گی اِنَّ لِرَبِّکُمۡ فِیۡ اَیَّامِ دَھۡرِکُمۡ نَفَحَاتٍ[۵۶] تمہارے رب کی طرف سے تمہارے زمانے کے دن رات میں یہ تجلیات جن سے اللہ اپنے بندوں کو جذب کرتا ہے نازل ہوتی رہیں گی۔ ان کو تلاش کرتے رہو، اگر کوئی تجلّی حاصل ہوگئی تو پھر تم کبھی شقی نہیں ہوسکتے۔ مگر ان کا مکان کہاں ہے۔ یہ کہاں ملیں گی تو دوسری حدیثِ پاک لَا یَشۡقٰی بِھِمۡ جَلِیۡسُھُمۡ[۵۷] میں بتادیا گیا کہ اللہ والوں کی صحبت میں ملیں گی جہاں اللہ تعالیٰ بندوں کو اپنی طرف جذب کرلیتا ہے، اور ان کا جلیس وہم نشین کبھی بدبخت و شقی نہیں رہ سکتا۔ معلوم ہوا کہ شقاوت سے محفوظ رکھنے والی تجلیاتِ جذب کا مکان اہل اللہ کی مجالس ہیں۔

یہ طریق جذب بھی عرض کردیا گیا۔ اور آج چوتھے جمعہ کو یہ بیانِ جذب ختم ہوا۔ اب دُعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کی بہترین طباعت کرادے اور چھپ کر سارے عالم میں اللہ اس کو پھیلادے۔ میرے شیخ کے خلیفہ اور میرے پیر بھائی جناب غلام سرور صاحب نے لکھا ہے کہ آج کے بیان کا کیسٹ میرے لیے ارسال کردیں، پہلے تین کیسٹ جاچکے ہیں۔

دُعا کیجیے، پہلے تو ایک دُعا یہ کرنا ہے کہ چار جمعوں سے اے ربّ العالمین! جذب کا بیان ہورہا ہے اور آج ختم ہوا اس بیانِ جذب کے صدقہ میں اور ان اولیاء اللہ کے صدقہ میں جن کو آپ نے جذب فرمایا جانِ اختر کو، جانِ مولانا مظہر کو اور میرے داماد مسعود منظر کو،

۵۶؎ کنز العمال: ۶۹/۷ (۲۱۳۲۴)، باب صلٰوۃ النوافل والفصل فی الترغیب فیھا، مؤسسۃ الرسالۃ

۵۷؎ صحیح البخاری: ۹۴۸/۲ (۶۴۴۳)، باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ، مطبوعۃ المکتبۃ المظھریۃ

www.khanqah.org

میرے گھر کے بچے بچے کو جذب فرمالے۔ اس کے بعد آپ حضرات اور جو خواتین آئی ہوئی ہیں ہم سب کو اللہ جذب کرلے اور ہمارے گھر والوں کو بھی اللہ جذب عطا فرما۔ سارے عالم کو جذب عطا کردے۔ تیری مہربانی کا دریا غیر محدود ہے اور ہم میں سے جس کو جو روحانی بیماری ہو اس کو شفا عطا فرمادے۔ پہلے میں روحانی بیماری کی صحت کے لیے دعا کرتا ہوں کیوں کہ جسمانی بیماری روحانی بیماری سے بہت ہی کم تر ہے۔ کیوں کہ جسمانی بیماری کا مریض تو خُدا کی رحمت کے سائے میں ہے اور یہ جو روحانی بیماری میں مبتلا ہے وہ خُدا کے غضب اور قہر کے سائے میں ہے۔ خدائے تعالیٰ! ہم میں جس کو جس گناہ کا کینسر ہو، بد نظری، لڑکوں سے عشق بازی، لڑکیوں سے، ٹیڈیوں سے، تاک جھانک کرنا، جھوٹ بولنا، ٹیلی ویژن کے پروگرام دیکھنا، وی سی آر ننگی فلمیں ویڈیو تمام جتنے بھی یا اللہ آپ کے غضب اور قہر کے اعمال ہیں ہم سب کو ہمارے گھر والوں کو اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ خواتین کو برقعہ پہننے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! جنہوں نے داڑھی نہیں رکھی ہے ان کو داڑھی رکھنے کی توفیق عطا فرما۔ جن کی مونچھیں بڑی بڑی ہیں ان کو مونچھیں کٹادینے کی توفیق عطا فرما۔ جن کے پاجامے ٹخنوں سے نیچے لٹکے ہوئے ہیں اے خُدا! ان کو ٹخنہ کھول دینے کی توفیق عطا فرما اور یہ احکام سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ یا اللہ! ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جی خوش کریں اور اپنی حرام خوشیوں سے توبہ کرلیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جذب فرمالے، جسمانی روحانی دونوں بیماریوں کو شفا دے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی شوگر کی بیماری سے نجات عطا فرمائے۔ اے اللہ! ہم سب کی جانوں میں وہ دردِ دل جو آپ اپنے اولیاء کے سینوں کو عطا فرماتے ہیں اختر کو، میرے سب دوستوں کو عطا فرما۔ میرے بچوں کو بھی اور ہم سب کو نسبت اولیائے صدیقین عطا فرما، اولیائے صدیقین کی جو آخری سرحد ہے اے اللہ! ہم سب کو وہاں تک پہنچادے۔ ہمارے ظاہر و باطن کو اپنی مرضی کے مطابق بنادے اور اپنی مرضی پر استقامت عطا فرمادے۔ ایک دُعا بہت اہم کیا کیجیے، اے خدا! ہم سب کو سلامتیٔ اعضا اور سلامتیٔ ایمان کے ساتھ زندگی عطا فرما اور سلامتیٔ اعضا اور سلامتیٔ ایمان کے ساتھ دُنیا سے اٹھا اور دونوں جہاں میں ہم سب کو راحت اور عافیت عطا فرما۔ چھوٹی سے چھوٹی بلا اور چھوٹے سے چھوٹے غم سے بھی بچا۔ یا اللہ! ہم سب کو عافیت

کے ساتھ جینا نصیب فرما، عافیت کے ساتھ اپنی محبت میں جینا اپنے عاشقوں میں مرنا نصیب فرما۔ آپ سب اپنے دل میں اپنی جائز حاجتوں کا تصور کرلیں، اے خدا! ہمارے دل میں جتنی جائز حاجتیں ہیں ان سب جائز حاجتوں کو پورا فرما اور جو مقروض ہیں ان کا قرض ادا کردے، جن کی بیٹیوں کو رشتہ نہیں مل رہا ہے ان کو رشتہ عطا کردے، جن کو رشتے تو ملے مگر شوہر ظالم ہیں ان شوہروں کو رحم دل بنادے، جن کی بیٹیاں ظلم کررہی ہیں ان کو بھی توفیق دے دے کہ اپنے شوہروں کو نہ ستائیں۔ نافرمان اولاد کو فرماں بردار بنادے، اگر ماں باپ کی طرف سے زیادتی ہے یا غصہ زیادہ ہے تو اے اللہ! ان کو اپنی اولاد پر مہربان کردے۔ اے خدا! آپ دنیا و آخرت کے مالک ہیں، اے مالکِ دو جہاں! اختر آپ سے اپنے لیے، سب دوستوں کے لیے، سارے عالم کے مسلمانوں کے لیے عافیتِ دو جہاں کی بھیک مانگتا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

❋❋❋❋

غرض اتنی ہے بس پیرِ مغاں کے جام و مینا سے
کہ ہم مالک کو اپنے دیکھ لیتے قلبِ بینا سے
وہ مالک ہے جہاں چاہے تجلی اپنی دکھلائے
نہیں مخصوص ہے اس کی تجلی طورِ سینا سے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا۔ نفس پر جبر کر کے اللہ کو خوش کرنے کے لیے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور وہ اللہ کا ولی ہو جائے گا۔

۱) ایک مٹھی داڑھی رکھنا

بخاری شریف کی حدیث ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهٗ

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابنِ عمر جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی داڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰى

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ جس طرح وتر کی نماز واجب ہے، عید الفطر کی نماز واجب ہے، بقرہ عید کی نماز واجب ہے، اسی طرح ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

www.khanqah.org

اَمَّا اَخْذُ اللِّحْیَةِ وَھِیَ مَادُوْنَ الْقَبْضَةِ کَمَا یَفْعَلُہٗ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ یُبِحْہُ اَحَدٌ

ترجمہ: داڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض اہل مغرب اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ داڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام ہیں، اور داڑھی داڑھ سے ہے اس لیے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے اور چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونا چاہیے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں، خوب سمجھ لیں کہ داڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے، اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہو گی تو ایسا کرنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

۲) ٹخنے کھلے رکھنا

پاجامہ، شلوار، لنگی، جبہ اور اوپر سے آنے والے ہر لباس سے ٹخنوں کو ڈھانپنا مردوں کے لیے حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ

ترجمہ: ازار (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ) سے ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیوں کہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔

۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملے میں آج کل عام غفلت ہے۔ بد نظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے حالاں کہ

www.khanqah.org

نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں دیا ہے:

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ

ترجمہ: اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نامحرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے داڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر داڑھی مونچھ آبھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، جب کہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

زِنَی الۡعَیۡنِ النَّظَرُ

ترجمہ: آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے۔ اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

لَعَنَ اللہُ النَّاظِرَ وَالۡمَنۡظُوۡرَ اِلَیۡہِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بد نظری کرنے والے پر
اور جو خود کو بد نظری کے لیے پیش کرے۔

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بددُعا فرمائی ہے۔ بزرگوں کی بد دعا سے ڈرنے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔ پس قرآنِ پاک کی مندرجہ بالا آیاتِ مبارکہ

www.khanqah.org

اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بد نظری کرنے والے کو تین بُرے القاب ملتے ہیں:

۱)... اللہ ورسول کا نافرمان ۲)... آنکھوں کا زناکار ۳)... ملعون

۴) قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لاکر حرام مزہ لیتے ہیں، خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوری کو
اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے۔ اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہو جانا یا پرانے گناہوں کو یاد کر کے اس سے مزہ لینا یا آیندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں جس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لیے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت آئے گی اور جب روح طاقت ور ہو جائے گی تو گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا: ایک تسبیح (۱۰۰ بار) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) اَللّٰهُ اَللّٰه پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) استغفار کی پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) دُرود شریف کی۔

دنیا میں ہزاروں رنگینیاں اور لذتیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے قرب کی لذت حاصلِ رشکِ کائنات ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کی لذت کا حصول بجز ان کے جذبِ کرم کے محال ہے۔ جس پر اللہ کی صفتِ جذب کا ظہور ہوا وہ زمرۂ غافلین سے نکل کر اولیاء اللہ کے انتہائی اعلیٰ مقام پر فائز ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لیے سالکین کی دو قسمیں ہیں: پہلی قسم کو مجذوب سالک کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ان سالکین کو پہلے جذب عطا فرماتے ہیں بعد میں وہ اللہ کا راستہ طے کرتے ہیں۔ دوسری قسم ان سالکین کی ہے جنہیں سالک مجذوب کہتے ہیں، یہ پہلے اللہ کا راستہ طے کرتے ہیں پھر ان کو جذب عطا ہوتا ہے جو ان کے تمام مجاہدات کا حاصل اور ثمرہ ہوتا ہے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''تجلیاتِ جذب'' میں قرآن اور حدیث کی روشنی میں جس مفصل اور مدلل طریقے سے اللہ تعالیٰ کی صفتِ جذب کے حصول، اس کی علامات اور ان بندوں کے حالات بیان فرمائے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جذب فرمایا وہ وجد آفرین ہیں اور گناہ گار سے گناہ گار بندے کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اُمیدوار بناتی ہیں۔

www.khanqah.org

AW-011

ناشر

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال [illegible] کراچی [illegible] فون: [illegible]